من عشق وعف فمات فهو شهيد

خطاب این کتاب عاشقی بهر
دولرانی خضرخان نامدر دهر

مثنوی

دولرانی خضرخان

حضرت امیر خسرو دہلوی رح

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا رشید احمد صاحب سالم انصاری
باہتمام محمد مقتدی خان شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علیگڈھ میں طبع ہوئی

۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت
اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ
مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خان بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی و اسم
گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

صفحہ

مقدمہ

صفحہ

صفحہ

متن

صفحہ

صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربِّ یسّر ولا تعسّر وتمّم بالخیر

مقدّمہ

مثنوی دُولرانی خضرخاں جو حضرت امیر خسرو کی مثنویوں میں نہایت اہم اور دلچسپ کتاب ہے اور جو چند صدیوں سے ادبی دنیا میں عشیقہ کے نام سے زیادہ مشہور ہو گئی ہے اُس کی تصحیح و تنقیح کی خدمت عالیجناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب بہادر کے حکم سے خاکسار نے اپنی حیثیت اور لیاقت کے مطابق انجام دی یہ کام اگرچہ نہایت دشوار تھا اور میری بے سروسامانی اور بے بضاعتی کے علاوہ سخت حوصلہ شکن اور صبر آزما مشکلات اس دشوار گزار راہ میں متواتر حائل ہوتی رہیں لیکن خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ محض اُس کے فضل و کرم اور اُسی کی تائید و توفیق سے یہ کام اختتام کو پہنچا اور وہ وقت آیا کہ میں اُس کی نسبت چند لفظ بطور مقدمہ و تمہید کے ناظرین کی خدمت عالی میں عرض کروں۔

ترتیب و تصحیح کلیاتِ خسروی کا کام اس قدر مہتم بالشان تھا کہ ہمارے مستند

ومسلم الثبوت علما و اُدبا کی ایک بڑی جماعت اس کے لئے کمر بستہ ہوتی اور ملک کے علم دوست اور صاحب ذوق اشخاص اپنی پوری قوت کے ساتھ ان کی تائید کرتے اس لئے کہ حضرت امیر کے کلام پر قریباً سات صدیاں گزر چکی ہیں جن میں طرح طرح کے شور وفتن اور بڑے بڑے سیاسی انقلابات ہندوستان کے علمی و ادبی مرکزوں پر مسلسل پہنچتے آتے رہے ہیں۔ اس قسم کی عام شورشوں میں علوم وفنون کی تباہی، کتابوں اور کتب خانوں کی بربادی ایک لازمی بات ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس طویل زمانہ میں حضرت امیر کا کلام بوجہ عام مقبولیت کے کثرت سے نقل درنقل ہو کر بالکل مسخ ہو گیا ہے۔ جاہل کاتبوں اور نا اہل مصححوں کے تصرفات نے اس کو ناقابل فہم بنا دیا ہے

ہر گز از چنگیز خاں بر عالم صورت نرفت
آں ستم کز کاتباں بر اہل معنی می رود

ایک کتاب کے مختلف نسخوں کا جب باہم مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ اکثر اہم غلطیوں میں متفق نظر آتے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود کافی تلاش و جستجو کے جو عالیجناب نواب صاحب بہادر چار سال سے فرما رہے ہیں اب تک کوئی نسخہ کسی کتاب کا دو صدی سے اوپر کا دستیاب نہیں ہوسکا۔ ان حالات کی بنا پر سخت ضرورت تھی کہ ناقدان بصیر کی ایک جماعت اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیتی۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ اس کام کے شروع ہونے سے ہی شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی، شمس العلما مولانا شبلی نعمانی، خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی، مولانا عبد الغنی خاں صاحب غنی فرخ آبادی جو آسمان علم وفضل کے آفتاب

و ماہتاب تھے یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے رہگرای عالم جاودانی ہو گئے اور اس قحط الرّجال کی وجہ سے جو ایک عرصہ سے ہماری قوم میں پایا جاتا ہے تنزل کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس خاکسار ہیچمیرز کو اس کام میں شرکت کی عزت دی گئی جیسا کہ حضرت امیر خسرؒو نے فرمایا ہے ؎

چو روز اندر غروب آورد خورشید زند سیّارہ لاف ملک جاوید
چو شب بیارہ شد در ابر تاباب چراغ دشت گردد کرم شب تاب
چو شمع ماہ را کم شد زبانہ بخورشیدی نشیند شمع خانہ

مدرسۃ العلوم علی گڑھ، حبیب گنج، حیدرآباد دکن، رامپور، بانکی پور، کلکتہ اور دہلی کے نسخوں سے مقابلہ ہو کر یہ نسخہ مرتّب ہوا ہے۔ علی گڑھ کا پہلا نسخہ (جو غالبًا سرسیّد مرحوم و مغفور کا نقل کرایا ہوا ہے اور اچھّا مکمل نسخہ ہے) موجودہ ایڈیشن کی بُنیاد قرار دیا گیا اس نسخہ کی نقل لے کر سب سے پہلا مقابلہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کے نسخہ سے (جو غالبًا دسویں صدی کا لکھا ہوا تھا) دفترِ نقل میں کرایا گیا۔ اس کے بعد میں نے رامپور پہنچکر وہاں کے تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ منشی سید محمدؐ صاحب ملازم کتب خانہ رامپور جو ادب فارسی میں نہایت قابل شخص ہیں اور شاہیر شعرا عجم کے کلام پر ان کو کافی عبور حاصل ہے اس مقابلہ میں میرے ساتھ شریک تھے منشی صاحب ممدوح کا حصّہ اس مقابلہ میں سوائے شاذ و نادر صورتوں کے ہمیشہ قرات رہا ہے۔ جناب حافظ احمدؐ علی خاں صاحب شوق سپرنٹنڈنٹ کارخانجات و اعلیٰ افسر کتب خانہ کی عنایت خاص و اجازت سے منشی صاحب

ممدوح کی معیت کی عزت مجھکو حاصل ہوئی تھی۔ رامپور کے دو نسخے یعنی ر۱ و ر۲ تو صحت کے اعتبار سے محض معمولی تھے لیکن تیسرا نسخہ یعنی ر۳ اچھا تھا یہ نسخہ نہایت پیچدار خط شفیعا میں لکھا ہوا ہی۔ نقطے سوائے چند موقع کے تمام کتاب میں مطلق نہیں دئے گئے۔ اور پھر اُس پر طُرّہ یہ کہ کتاب کرم خوردہ اور پیوند کاری تھی جس کا پڑھنا دشوار تھا خاتمہ پر کاتب نے اپنا نام دُرگا پرشاد المتخلص بہ عاشق اور سنہ کتابت ۱۲۱۱ ہجری لکھا ہی اس نسخہ کی صحت میں کافی اہتمام ہوا ہے مگر بعض مقامات میں بطور ایجاد بندہ تصرفات[1] بھی معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ اختلافات سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ مشکل اشعار پر کہیں کہیں حواشی بھی لکھے ہیں جو اکثر معقول ہیں اور خاتمہ کے آخر میں لکھا ہی: "در مقابلۂ ایں بسیار جہنہا کشیدم تا بر وفقِ دلخواہ صحیح کردم"۔ انہیں رامپوری نسخوں کے ساتھ ساتھ حبیب گنج کے نسخہ سے بھی جس کا اصطلاحی نام ح ہی اور نیز مدرسۃ العلوم علی گڑھ کے دوسرے نسخہ سے بھی جو حال میں خرید اگیا تھا اور جس کا نام ع۲ ہی مقابلہ میں وقتاً فوقتاً مدد لی گئی یہ دونوں نسخے محض معمولی ہیں اور ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں معلوم ہوتی۔

مقابلہ و تصحیح کا کام یہاں تک پہنچا تھا کہ تصانیف خسروی کی تلاش و جستجو کے سلسلہ میں مجھکو بہار و بنگال کا سفر پیش آگیا۔ حضور نواب صاحب کے حکم کے مطابق میں نے صفحے

---

[1] مثلاً اس شعر میں

به بیاری که بکیں مُردو بدحال — بداں موری که در ره گشت پامال

مصحح نے بجائے لفظ مور کے لفظ کو رنبا کر اپنی دانست میں تصحیح کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہی۔ کیونکہ اس نے سمجھا کہ بیمار کے مقابلہ میں کور کا لفظ زیادہ مناسب اور موزوں ہی۔ مگر یہ بات اُس غریب کو معلوم نہیں تھی کہ حضرت امیر خسرو بعض اوقات لفظوں کے اجزا سے بھی تناسب قایم کر دیتے ہیں اور اس شعر میں ایسا ہی ہوا ہی۔ لفظ بیمار کا ایک جزو مار ہی جس کے مقابلہ میں لفظ مور لایا گیا ہی اور مار و مور کا تقابل بالکل عام ہی۔ ۱۲

مسودے کے درست کرکے اور اُن کے اختلافات کو ترتیب دے کر مطبع کو سپرد کر دیئے تاکہ کتابت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ یہ مسودہ ۹۱ مطبوعہ صفحات میں ختم ہوا ہے۔ اس حصہ میں صرف وہی اختلافات دکھلائے جاسکے ہیں جو مندرجۂ بالا نسخوں کے مقابلہ میں پائے گئے۔ بانکی پور و کلکتہ وغیرہ کے نسخوں کا حوالہ ان ۹۱ صفحات میں ناظرین نہ پائیں گے مگر شاذ و نادر جو شاید کاپیوں یا پُروفوں کی صحت کے اثنا میں اضافہ ہوا ہوگا۔

بانکی پور پہنچکر میں نے باقی مسودہ کو وہاں کے نسخہ سے مقابلہ کیا۔ سید سعادت علی خاں صاحب نے جو ہمارے اسکول کے ایک نہایت لائق فایق اور رہر دلعزیز معلّم ہیں اور جو اتفاقاً اُس وقت وہاں تشریف فرما تھے اس مقابلہ میں مجھکو بہت قیمتی مدد دی۔ بانکی پور کا یہ نسخہ ظاہری تکلفات اور تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ نواب شہاب الدین احمد خاں گورنر صوبۂ گجرات کی فرمایش سے ۹۹۵ھ میں بمقام احمدآباد تیّار ہوا اور میر محمد شریف وقوعی نیشاپوری نے نواب ممدوح کے حکم سے اس کی تصحیح کی جیساکہ خاتمہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے:-

حسب فرمودۂ عالی حضرت فلک منقبت کیوان رفعت خان بالطف و احسان شہاب الدین احمد خان الحسنی ارقاہ اللہ علیٰ مدارج العز والعلےٰ و اوصل عوائدہ فوائدہ الی اہل الصداقۃ والولا در بلدۂ طیبہ احمدآباد بتاریخ ۴ شہر ذیحجہ ۹۹۵ھ باتمام رسیدہ مقابلہ این نسخہ شریفہ حسب الامر نواب مستطاب نامدار عالم مدار عدالت شعار شہاب ثاقب آسمان جاہ و جلال اختر فرخندہ بخت اوج دولت و اقبال ادام اللہ تعالیٰ ظلال اشفاقہ و احسانہ علیٰ مفارق المسلمین

الیٰ یوم آلا مال درخدمت سیادت ونقابت وشرافت انتباہ فضیلت دستگاہ فصاحت وبلاغت شعار میر محمد شریف وقوعی باتمام رسید سابع[1] عشر شہر سنہ مذکورہ۔ وانا الآنس بمولاہ الآیس عما سواہ حسین بن علی الحسینی"

لیکن افسوس ہے کہ صحت کے اعتبار سے یہ نسخہ بھی کچھ بہتر ثابت نہیں ہوا اور خدا بخش لائبریری کی مطبوعہ فہرست کو دیکھکر جو خوش آیندہ توقعات میں نے باندھی تھیں ان میں سخت مایوسی ہوئی۔ شروع شروع میں کچھ نشانات تصحیح کے معلوم ہوتے ہیں لیکن آخر میں تو تغلیط کی نوبت پہنچ گئی ہے۔

کلکتہ میں تین نسخے میری نظر سے گزرے جن میں سے ایک نسخہ جس کا نام لک ہے امپیریل لائبریری میں ہے یہ نہایت ناقص اور غلط ہے۔ دو نسخے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ہیں ایک کا نام کا ہے یہ نسخہ نہایت پرتکلف اور خوشخط ہے مگر صحت کے لحاظ سے معمولی ہے دوسرا نسخہ جس کا نام ک ہے کافی بدخط اور شکستہ حالت میں ہے البتہ اس کی صحت جیسا کہ حاشیہ کے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کسی قابل شخص نے کی ہے۔ حواشی بھی کہیں کہیں لکھے ہیں جو معقول ہیں ان نسخوں کے ساتھ سرسری مقابلہ کیا گیا لیکن مشتبہ اشعار کو نہایت تدقیق کے ساتھ مقابلہ کیا اور شکر ہے کہ یہ محنت بالکل ضائع نہیں گئی۔ آخر میں جبکہ کتابت اور ترتیب اختلافات کا بہت سا کام ختم ہو چکا تھا دو نسخے اور دستیاب ہوئے ایک نسخہ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج نے عطا فرمایا جس کا نام حج[2] ہے

[1] یہ لفظ اصل میں مشکوک ہے بظاہر سابع معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ تاسع ہو

اور دوسرا ہارڈنگ لائبریری دہلی سے آیا جس کا اصطلاحی نام "ہ" دان میں سے بھی حتی الوسع مدد لی گئی۔ یہ دونوں نسخے صحت کے لحاظ سے بھی اچھے تھے۔ اگرچہ اوّل الذکر میں متعدد جگہ اوراق کم تھے اور اشعار بھی جابجا چھوٹے ہوئے تھے۔ ان نسخوں کے علاوہ فرہنگ جہانگیری، فرہنگ رشیدی، منتخب التواریخ بدایونی، گلستان ہند اور تاریخ فرشتہ سے بھی کہیں کہیں مدد لی گئی ہے جن میں اس مثنوی کے اشعار بطور استشہاد کے نقل کیے گئے ہیں۔

کسی کتاب کو بارہ قلمی نسخوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد جائز طور پر یہ توقع ہوتی ہے کہ کتاب تمام اسقام اور اغلاط سے بالکل پاک و صاف ہو گئی ہو گی مگر مجھے افسوس کے ساتھ یہ عرض دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالت میں اس کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اور باوجود محنت اور کوشش کے جو حتی المقدور میں نے تصحیح و مقابلہ میں کی ہے ایک خاصی تعداد مشتبہ اشعار کی باقی رہ گئی جو مجھ سے حل نہیں ہو سکے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہ قلمی نسخے اگرچہ صورت میں، سیرت میں، خط میں، زمانۂ کتابت میں مختلف ہیں لیکن جہاں جہاں اہم اور سخت قسم کی غلطیاں ہیں وہاں یہ سب نسخے بلا کسی استثنا کے متفق ہو جاتے ہیں اور اگر کہیں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ اختلاف نہ تو خود صحیح ہوتا ہے اور نہ صحت کی طرف رہبری کرنے والا ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ تمام نسخے ایک ہی خاندان کے ہیں جن میں شرافت اور اصالت کا جوہر بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔ ان نسخوں میں جو غلطیاں کاتبوں کے سہو اور مصححوں کے تصرفات سے زمانۂ مابعد میں واقع ہوئی تھیں

مجھکو کافی اعتماد ہے کہ ان سے ہمارا یہ نسخہ بالکل پاک و صاف ہو گیا لیکن جو غلطیاں کہ ان کو اپنے مورث اعلیٰ سے پہنچی ہیں اور جو نسلاً بعد نسلٍ اولاد و احفاد میں منتقل ہوتی رہی ہیں ان کا دفعیہ کافی طور پر نہیں ہو سکا۔ اگر کبھی دوسرے خاندان کا کوئی نسخہ مل گیا تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ اصلی غلطیاں بھی رفع ہو جائیں گی۔

مثنوی کا نام | اس مثنوی کا نام ان متاخر صدیوں میں زیادہ تر مشہور عشیقہ ہے یورپین مستشرقوں نے بھی اپنی فہرستوں میں زیادہ تر یہی نام لکھا ہے اکثر مورخین بھی جب اس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں تو یہی نام لکھتے ہیں عشقیہ، عاشقیہ اور عاشیقہ نام جو بعض نسخوں میں پائے جاتے ہیں وہ صرف عشیقہ کی تصحیف ہے۔ محمد قاسم فرشتہ اپنی مشہور تاریخ میں جہاں کہیں اس کتاب کا حوالہ دیتا ہے تو اس کا نام خضر خانی و دولدی رانی لکھتا ہے۔ نسخہ د میں کتاب کا نام سرورق پر صحیفۂ عشق لکھا ہے جو غالباً عنوانِ کتاب سے ماخوذ ہے۔ راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار نے اپنی کتاب گلستانِ ہند میں کہیں صرف خضر خانی اور کہیں خضر خانی دولرانی اور خضر خانی و دولرانی لکھا ہے بعض تحریروں میں اس کتاب کا نام آغاز عشق اور منشور شاہی بھی دیکھا گیا ہے آخر الذکر نام غالباً خاتمہ کے اس شعر سے ماخوذ ہے ؎

بحمد اللہ کہ از عونِ الٰہی
بپایاں آمد ایں منشورِ شاہی

ان تمام ناموں کو بمنزلۂ عرفِ عام کے سمجھنا چاہیئے جو لوگوں کی زبانوں پر بوجہ اپنی سُبکی اور خفت کے جاری ہو گئے ہیں کتاب کا اصلی نام جو مصنفِ علام نے تجویز فرمایا ہے

دولرانی خضر خاں ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

چو نامِ خاں بنامِ دوست ضم شد | فلک در ظلِّ ایں ہر دو علم شد
خطابِ ایں کتابِ عاشقی بہر | دولرانی خضر خاں ماند در دہر
مبارک نقشِ ایں حرفِ ورق بال | بد و معنی مبارک میکند فال
یکے ہست آنکہ اندر کامرانی | خضر خانا تو دولتہا برانی
دگر چوں لیلی و مجنوں بترتیب | دولرانی خضر خاں کرد ترکیب
چو بود ایں نام محتاجِ بیانے | بیاں کردن ہمیدار د زیانے

ان اشعار میں حضرت امیر نے کتاب کا نام مع وجہ تسمیہ صاف طور پر بتا دیا ہے اس لئے اسی کو اصلی نام سمجھنا چاہیئے۔

سببِ نظمِ کتاب | اس مثنوی میں شاہزادہ خضر خاں اور راجہ کرن والی گجرات کی بیٹی دیولدی کی عشق و محبت کی تاریخی داستان ہے جو خود خضر خاں کی فرمایش سے نظم کی گئی ہے۔ اور چونکہ ان ہندی الفاظ کا فارسی ترکیبوں کے ساتھ چسپاں ہونا دشوار تھا اس لئے حضرت امیر خسروؒ نے تعریب و تفریس کا عمل کر کے اس کو دولرانی بنا لیا ہے۔

اس کے سبب تالیف میں حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ ایک نہایت ہی مبارک روز تھا جبکہ شاہزادہ خضر خاں نے مجھکو بلایا اور باوجود بادشاہی شان و شکوہ کے میری خیر اندیشی کے صلہ میں میری مزاج پرسی کی اور تواضع اور فروتنی کا اظہار فرمایا اور مجھکو اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا اور اس مثنوی کے نظم کرنے کی فرمایش کی ؎

مبارک بامدادے کا خضرِ روز　　شد از نورِ مبارک گیتی افروز

رسید اقبال پیشانی کشادہ　　کلہ بالائے پیشانی نہادہ

دلم را گفت کاحسنت اے جواں بخت　　کہ بر گردوں زدی اندیشہ را تخت

چہ گنج ست ایں کہ دادت خازنِ غیب　　کہ در پشت نگوں کرد آسماں جیب

بفردوس ار زلالِ جاوداں ست　　زبانِ کلکت آں را ناوداں ست

نماند از بس کہ دادندت بسینہ　　کواکب را متاعے در خزینہ

بشارت میدہم کز پردۂ راز　　درے کردہ ست دولت بہرِ تو باز

خضر دی مژدۂ دادہ ست جانی　　خضر خاں را بآبِ زندگانی

نہ آں آبے کز اں اسکندرِ روم　　نہ بُد چوں آب خوردش ماند محروم

از اں شربت کہ آمد ز اہلِ گفتار　　بعہدِ دوّم اسکندر پدیدار

چنیں دانم کہ آں گویندہ جُست　　تولیٰ واں آبِ حیواں گفتہ نیست

رواں کن چشمۂ خود را بدانسوے　　کہ ہست ایں چشمہ را زاں تشنہ رہ جوے

زہی بخت ار چناں فرخ نہالے　　ز جوئے خاطرت نوشد زلالے

حضرت امیر شاہزادہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور دربار کا جاہ و جلال اور شان و شکوہ کا نقشہ حسبِ ذیل الفاظ میں کھینچتے ہیں ؎

مرا کاقبال خواند ایں مژدہ در گوش　　ز شادی پائے خود کردم فراموش

زہمت ساختم رخشِ فلک گام　　بیک گنبد رسیدم بر نہم بام

ہماں چشمہ کہ دریا بود در موج | بہمراہی شدہ با من دراں اوج
رسیدم تا بداں گلشن کہ جستم | چو گل بر چشمۂ امید رستم
معلّا حضرتی دیدم فلک سائے | ملک صف بستہ و انجم صف آرائے
فلک بر کرسیِ بخشش نشاندہ | سعادت آیۃ الکرسیش خواندہ
فروغِ چہرہ نور افگندہ تا دور | چنانکہ از لوحِ محفوظ آیتِ نور
چو چشمِ من دراں خورشید شد گرم | چو مومِ روزگارِ سخت شد نرم
بجائے سودہ شد رو بر زمینم | کہ انجم رشک بردند از جبینم
دراں خدمت چو بسم اللہ شنیدم | دعائے سوئے مسند در دمیدم
بروئے سروراں چیدۂ ملک | بابرو در حدیث آں دیدۂ ملک
دراں ابرو دو چشمِ بندہ خسرو | چو چشمِ عید جویاں در مہِ نو
بہر کاں ماہِ نو خم گشت ناگاہ | مبارک باد گفتش خواجہ و شاہ
مرا باآں شکوہِ پادشاہی | بپرسش داد مزدِ نیک خواہی
عزیزم داشت ہمچوں جم نگیں را | تواضع کرد چوں گردوں زمیں را
بہم گفتاریم داد احترامے | کہ دولت گفت بختم را سلامے

خضر خاں اپنا درد و سوز بیان کر کے قصہ کے نظم کرنے کی فرمایش کرتا ہے ۔

چو گفت ایں لب نوازش کرد فرمود | کہ اے صد گنج معنی در تو موجود
ز نطقت یک سخن صد لولوے تر | ز کلکت یک شبہ صد کانِ گوہر

مرا در سر ز سودائے جوانی — خیالے ہست زاں گونہ کہ دانی
دلے دارم اسیرِ فتنہ جائے — مسلسل گشتہ در بندِ بلائے
ہمہ روزم چو مجنوں ماندہ در سوز — شبم در قصۂ لیلیٰ شود روز
شدم گم در بیابانے بناگاہ — کہ آنجا خضرِ اوّل گم کند راہ
من آں خضرم کہ آبِ خضر دارم — ولیکن آب خوش خوردن نیارم
اگرچہ عالمے ست ایں دل دریں گل — دو عالم غم کجا گنجد دریں دل
چو غم را جا نماند اندر دلِ تنگ — بچہرہ نقش بستم ز اشکِ گلرنگ
ز تو خواہم کہ ایں افسانۂ راز — کہ گرد از رخنہاے سینہ در باز
چناں سنجی ز بہرِ ایں دلِ تنگ — کہ در میزانِ دلہا کم شود سنگ
دلِ مردہ حیات از سر بگیرد — وگر کس زندہ دل باشد بمیرد
بود گاہِ غم و اندیشہ یارے — مرادِ عالمے را غمگسارے

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ خضر خاں کے اشارہ سے ایک کنیز نے قصّہ کا مسودہ لاکر میرے حوالہ کیا۔ جب اُس مسودہ پر میری نظر پڑی تو فوراً میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں نے اس حقیر خدمت کے انجام دینے کا شاہزادہ سے وعدہ کرلیا اور اُس مسودہ کو لے کر اپنے مکان کو واپس آیا اور فوراً اس مثنوی کو نظم کرنا شروع کردیا[9]

بفرمود آنکہ کاں نامۂ درد — نہانی محرمے سوئے من آورد
چو در چشم آمد آں دودِ جگر تاب — کشاد از دیدۂ من در زماں آب

شدم بس سر بلند از خدمتِ پست　　　نمودم رجعت ایں دیباچہ بر دست
من وزیں پس طرازِ ایں معانی　　　سوادِ حرف و سودائے نہانی

حضرت امیر خسرو ان تمام واقعات کو بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اگر اجل نے مُہلت دی اور کوئی آسمانی آفت اس میں حائل نہ ہوگئی تو جہاں تک میرے امکان میں ہے اپنا پورا زورِ طبّاعی اس مثنوی میں صرف کروں گا ؏

کنوں گر در بقا باشد درنگے　　ق　　بریں شیشہ نبارد چرخ سنگے
ز بخششہا کہ من در سینہ دارم　　　بریزم ہر چہ در گنجینہ دارم
بہنجارے نگارم نقشِ ایں درج　　　کہ چوں آبِ رواں گوہر شود خرج
نہ لاقم بیش ازیں تا کردہ ترتیب　　　کہ گل نارستہ نتواں گفتن از طیب
چو آید نقشِ ایں دیبا بپایاں　　　بیاید خود برے کش ہست شایاں
خدا عمرم ببخشد تا بد انگاہ　　　کہ از گلگونہ بیروں آید ایں ماہ
چو ہیئت گرم کردم جلوہ سازش　　　کم از شہرے نباشد نرخِ نازش
ز شاہی کو ستایں بُت را وفا جے　　　توانم خواست لائد ہدیہ روے
خدایا دہ فراغ و زندگانی　　　کہ بینم ایں صنم را در جوانی
چو شد پروردہ زآبِ خضر جانش　　　سُپارم در کنارِ خضر خانش
کز آبِ لطف آں خضرِ زمانہ　　　بسر سبزی بماند جاودانہ

زمانۂ تصنیف | راجہ دُرگا پرشاد صاحب تعلقہ دار سندیلہ اپنی تاریخ گلستانِ ہند

دفتر دوم صفحہ ۱۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سلطان علاء الدین کو یہ خبر پہنچی کہ خضر خاں دولرانی کے عشق میں اس قدر دیوانہ ہو رہا ہے کہ لکھنے پڑھنے کی طرف اُس کو مطلق توجہ نہیں رہی تو اُس نے حکم دیا کہ دونوں جدا کر دئے جائیں یہ جُدائی دونوں پر بہت شاق گذری اور اُسی جوش و خروش میں خضر خاں نے امیر خسرو کو بلا کر اس مثنوی کے لکھنے کی فرمایش کی۔ اس فصل میں چند اشعار ایسے موجود ہیں جن سے اس قسم کا شبہ ہو سکتا ہے مثلاً خضر خان کی زبان سے فرماتے ہیں ؎

مرا در سر ز سودائے جوانی — خیالے ہست زانگونہ کہ دانی
ہمہ روزم چو مجنوں ماندہ در سوز — شبم در قصۂ لیلی شود روز
شدم گم در بیابانِ بنا گاہ — کہ آنجا خضر اوّل گم کند راہ
من آں خضرم کہ آبِ خضر دارم — ولیکن آب خوش خوردن نیارم

غالباً راجہ صاحب نے انھیں اشعار سے یہ واقعہ استنباط فرمایا ہو مگر میرے نزدیک یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ حضرت امیر خسرو نے اس کتاب کے خاتمہ میں صاف طور پر لکھا ہو کہ چھ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ ہجری کو یہ مثنوی تمام ہوئی اور اس کی تصنیف میں چار مہینے اور چند روز صرف ہوئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

بحمد اللہ کہ از عونِ الٰہی — بپایاں آمد ایں منشورِ شاہی
بقدرِ چار ماہ و چند روزے — فروزاں شد چنیں گیتی فروزے
جمال آراست ایں ماہِ دل افروز — ز ذوالقعدہ دوم حرف و سوم روز

مؤرخ چوں شمارِ سالِ وے کرد　　عطارد بر سرِ ذو القعدہ ہے کرد
دگر تاریخ یکشا یند ز ابجد　　ز ہجرت پانزدہ گیر ند و ہفصد ۷۱۵

اس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ غالباً اواخر جمادی الآخر یا اوائل رجب ۷۱۵ھ ہجری میں خضر خاں کی طرف سے یہ فرمایش ہوئی اور حضرت امیر خسروؒ نے اس مثنوی کو نظم کرنا شروع کیا اور خضر خاں اور دولرانی کے جدا کرنے کا واقعہ جس کو راجہ صاحب ممدوح نے بنائے تصنیفِ مثنوی قرار دیا ہی ۷۱۱ھ سے پہلے کا ہی۔ خضر خاں کی پہلی شادی کا حال جو اُس کے ماموں الپ خاں کی لڑکی کے ساتھ ہوئی ہی، حضرت امیر خسروؒ نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہی۔ ۲۳ رمضان المبارک روز چہار شنبہ ۷۱۱ھ ہجری کو ساعت سعید میں جو مُنجّموں کے مشورہ سے قرار پائی تھی عقد نکاح کی رسم عمل میں آئی اور غرۂ ذیحجہ روز یکشنبہ کو معمولی رسموں کے ساتھ دُلہن رخصت ہوئی۔ دوسری شادی جو دولرانی کے ساتھ ہوئی اُس میں کوئی دُھوم دھام نہیں کی گئی۔ بلکہ گھر کے چند آدمی جمع ہو گئے اور ان کے سامنے نکاح پڑھ دیا گیا اس نکاح کی تاریخ حضرت امیر نے نہیں لکھی اور نہ کسی تاریخ میں اس کی تصریح کی گئی ہی۔ غالباً ۷۱۳ھ ہجری میں یہ نکاح ہوا ہی۔ پس ظاہر ہے کہ اس عقد سے پہلے یہ واقعہ اس قابل نہ تھا کہ خضر خاں اُس کا مسودہ تیار کر کے امیر خسرو سے اُس کے نظم کرنے کی فرمایش کرتا اور امیر خسروؒ اُس کو نظم فرمانا شروع کرتے۔ اس لئے میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ اواخر جمادی الآخر یا اوائل رجب ۷۱۵ھ ہجری میں اس مثنوی کی نظم شروع ہو کر ۶ ذو القعدہ ۷۱۵ھ ہجری کو تمام ہوئی جیسا کہ خود حضرت امیر خسروؒ نے خاتمۂ کتاب میں

تصریح کی ہے۔

اس مثنوی کی صرف ایک داستان ایسی ہے جو ۷۱۵ھ کے بہت بعد میں لکھی گئی ہے اور وہ خضر خاں وغیرہ کے قتل کا واقعہ ہے۔ اس کی نسبت امیر صاحب خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ خضر خاں وغیرہ کے واقعۂ شہادت کے بعد میں نے ۳۱۹ اشعار کا اس مثنوی میں اور اضافہ کیا۔ اور مثنوی کے کل اشعار اس وقت ۴۵۱۹ ہو گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

وگر دانندہ پرسد بیت چندست ق درین نامہ کہ از عشق ارجمندست

بصد خوبی نشاند بر دل و جاں غم خوب دولرانی خضر خاں

چو بربالا کشند ایں پردہ راکس چہار الف ہست و دویست ایں قدر بس

پس از خونِ شہیدانِ پراندوہ نوشتم سہ صد و زاں پس دہ و نہ

وگر بر راستی خواہی گواخاست شہیدانیک گواہی میدہد راست

وگر زیر و زبر گردند ہمہ چہار الف ست و پانصد بانہ و دہ

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ اضافہ سے پیشتر مثنوی کے اشعار کی تعداد ۴۲۰۰ تھی لیکن خضر خاں اور شادی خاں اور شہاب الدین عمر کے واقعۂ قتل کے بعد ۳۱۹ اشعار کا اس میں اور اضافہ ہوا اور کل تعداد اشعار کی ۴۵۱۹ ہو گئی۔ میں نے اس داستان کے اشعار کو شمار کیا ہے۔ اس وقت ۳۱۷ شعر ہیں جن میں سے صفحہ ۲۷۷ کا تیسرا شعر ایسا ہے جو صرف بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ

الحاقی ہو۔ اگرچہ اُس کی ساخت اور بندشوں میں حضرت امیر خسرو کا خالص رنگ صاف صاف نمایاں ہو رہا ہے۔ پس اگر یہ شعر الحاقی سمجھا جائے تو داستان کے اشعار کی تعداد ۱۳۱۶ رہتی ہے اور اگر اس میں مندرجہ بالا اشعار کے آخری تین شعر جو بلا شبہ بعد میں لکھے گئے ہیں شامل کئے جاویں تو اضافہ شدہ اشعار کی تعداد پوری ۱۳۱۹ ہو جاتی ہے اور اگر مندرجہ بالا تین شعروں کو تعداد سے خارج سمجھا جائے تو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ داستان کے دو شعر ضائع ہو گئے۔ اور اس قدر زمانۂ دراز کے بعد ایسا ہو جانا کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے۔

حضرت امیر نے نہ تو اس واقعۂ قتل کی کوئی تاریخ لکھی ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ مثنوی میں اس داستان کا اضافہ کس وقت کیا گیا۔ اکثر تواریخ کی کتابیں بھی اس سے ساکت نظر آتی ہیں۔ البتہ ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی مشہور کتاب منتخب التواریخ میں وقت کی تعیین کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ۷۱۸ھ میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ جب جھائن میں پہنچا تو شادی کتہ سر سلاحداران کو حکم دیا کہ گوالیار پہنچکر خضر خاں و شادی خاں اور شہاب الدین عمر کو شہید کر دے اور ان کے اہل و عیال کو دہلی میں لے آئے۔ فرشتہ کے الفاظ بھی قریباً یہی ہیں اور غالباً یہ دونوں بیان ضیاء برنی سے ماخوذ ہیں جس نے بظاہر ۷۱۸ھ کے واقعات کے سلسلے میں اس واقعہ کو بھی لکھا ہے۔ مگر پہلے واقعات کے تعین میں حضرت امیر خسرو اور ضیاء برنی کے بیان میں ایک سال کا فرق چلا آ رہا ہے۔ سلطان علاء الدین کی وفات کی تاریخ حضرت امیر نے عشقیہ میں ۷۱۵ھ اور ضیاء برنی

نے ۷۱۶ھ لکھی ہے اسی طرح سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے جلوس کی تاریخ حضرت امیر نے نہ سپہر میں ۷۱۶ھ اور ضیاء برنی نے ۷۱۷ھ لکھی ہے۔ اگر یہاں تک بھی اُس کا اثر متعدی سمجھا جائے تو خضر خاں کے قتل کے واقعہ کی صحیح تاریخ ۷۱۷ھ ہونی چاہیئے۔ ابن بطوطہ نے بھی جو اس واقعہ کے چند سال بعد ہندوستان میں آیا تھا اپنے سفرنامہ میں اس واقعۂ قتل کو بلا تعین تاریخ لکھا ہے۔ بہرحال یہ درد انگیز واقعہ ۷۱۷ھ یا ۷۱۸ھ میں ظہور پذیر ہوا اور متعدد قرائن اس داستان کے اشعار میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ امیر خسرو نے اُسی وقت اس داستان کو نظم کر کے مثنوی کی تکمیل کر دی تھی۔ اس عبرت خیز داستان کے ہر ہر شعر میں جو درد اور سوز بھرا ہوا ہے وہ صاف بتا رہا ہے کہ واقعہ تازہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کی شکایت اور اپنی ناخوشی کا اظہار حضرت امیر خسرو نے نہایت دبی زبان سے کیا ہے جس سے صاف نمایاں ہے کہ قطب الدین کے عہد سلطنت میں یہ داستان لکھ رہے ہیں۔ اگر عہد قطبی کے بعد لکھا ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ اُس کا رنگ دوسرا ہوتا مثلاً فرماتے ہیں ؎

مع القصہ نہانی دانِ ایں راز — ز گنجِ راز زینساں در کشد باز
کہ چوں سلطاں مبارکشاہ بے مہر — ز تلخی گشت بر خویشاں ترش چہر
صلاحِ ملک در خونریز شاں دید — سزاواری بہ تیغِ تیز شاں دید
براں شد تا کند از کیں سگالی — ز انبازانِ ملک اقلیم خالی
نہاں سوئے خضر خاں کس فرستاد — بہ داری بعذر از دل بروں داد

ان اشعار میں اگرچہ سلطان قطب الدین کے لئے بے مہری اور تلخی اور ترش روئی کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن تیسرے اور چوتھے شعر میں اس واقعۂ قتل میں اُس کے لئے ایک عذر لنگ بھی تجویز کردیا ہے یعنی اُس کے نزدیک مصلحتِ ملکی اسی کی مقتضی تھی اور وہ سلطنت کے دعویداروں سے ملک کو خالی کرنا چاہتا تھا پس ان اشعار سے غالباً گمان ہوتا ہے کہ یہ داستان سلطان قطب الدین کے عہدِ سلطنت میں لکھی گئی ہے اور اس لئے مورخین نے وقت کی جو تعیین کی ہے اُس کو قطعی طور پر صحیح سمجھنا چاہیئے۔

واقعات قصہ | اس کے بنیادی واقعات میں کتب تواریخ باہم مختلف ہیں اگر ان تمام اختلافات کو دکھلایا جاوے تو بیان بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لئے میں نقل واقعات میں امیر خسرو کی پیروی کروں گا البتہ قصہ کے ضروری اجزا جو نظم میں متروک ہو گئے ہیں اُن کو بھی قصہ کے ساتھ شامل کر دینا اور صرف ضرورت کے موقعوں پر تاریخی اختلافات کی طرف اشارہ کر دینا غالباً کافی ہو گا۔

سلطان علاء الدین کے جلوس کے تیسرے سال یعنی ۶۹۷ھ ہجری کے ابتدائی مہینوں میں الماس بیگ الملخاطب بہ اُلغ خاں جو سلطان کا بھائی تھا اور نصرت خاں جالیسری جو منصب وزارت پر ممتاز ہوا تھا مہم گجرات کے لئے مامور ہوئے اور ایک جرار لشکر لے کر راجہ کرن والی گجرات پر حملہ آور ہوئے راجہ شاہی لشکر کی مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور اپنے صدر مقام نہر والے سے جو گجراتی تواریخ میں انہلواڑہ کے نام سے مشہور ہے بدحواسی کے ساتھ فرار ہو کر راجہ رام دیو والی دیوگیر کے یہاں پناہ گیر ہوا۔ اس جنگ میں مال غنیمت کے

ساتھ راجہ کرن کی رانی کنولا دیوی اور دیگر عورتیں بھی اسیر ہو کر دہلی میں آئیں کنولا دیوی حرم میں داخل ہو گئی اور بوجہ اپنی خوبصورتی، خوش سیرتی اور سلیقہ مندی کے سلطان علاء الدین کے دل میں بہت قدر و منزلت پیدا کر لی۔ ایک روز اُس نے سلطان کو خوش پا کر یہ درخواست کی کہ میری دو لڑکیاں جو وہاں چھوٹ گئی تھیں ان میں سے ایک تو خدام شاہی پر تصدق ہو چکی ہے مگر دوسری زندہ ہے جو ان کے تعلق سے دل بے اختیار سینہ میں تڑپ رہا ہے۔ اگر حضور کی توجہ ہو جائے تو میرا مطلب حاصل ہو سکتا ہے بیٹی کو ماں کے ساتھ ملانے سے حضور سے قیامت میں کچھ مواخذہ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ کوئی گناہ کا کام نہیں ہے۔ حضرت امیر خسرو اس درخواست کو اس طرح پر ادا کرتے ہیں ؂

شبے خوش دید دارائے زمن را — بعرض آورد رازِ خویشتن را
نخست اندر دُعا لب را زباں داد — زباں را در دعا گوئی عناں داد
کہ شاہا تا ابد مسند نشیں باش — بشاہی خسرو روئے زمیں باش
بیادت ہر کہ نبود بر زمیں شاد — اگر خود آسماں باشد زمیں باد
پس آنگہ با دلِ پُر بیم و امید — بشرح حال شد لرزندہ چوں بید
کہ از شاخِ جوانی بر درختم — دو غنچہ ناشگفتہ داشت بختم
چو زینجا بادِ اقبال آں طرف تاخت — مرا زانجا ربود اینجانب انداخت
شدم من خوش زبختِ روشنِ خویش — و لے ماندآں دو گل در گلشنِ خویش

یکے زاں دو پسر داند رجوانی | پرستاران شہ راز ندگانی
دوم ماندہ است چوں پیوند خون ست | دل من بہرِ آں خوں بے سکون ست
دمے گر مہر شہ بر بندہ تابد | بگرمی خوں بخوں پیوند یابد
ازیں پیوند فرزندے بیاور | نیاید پائے شہ فرد ابرآدر

چونکہ سلطان خضر خاں کے لئے پہلے ہی سے کسی عمدہ موقع کا متلاشی تھا اس لئے رانی کنولا دیوی کی یہ درخواست اُس کو پسند آئی۔ رائے کرن کو رشتہ کا پیغام بھیجا گیا اور اُس نے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اس پیغام کو منظور کیا اور چاہتا تھا کہ شاہانہ جہیز فراہم کر کے دیولدی کو دہلی روانہ کرے ؎

سر ہر آرائے ملک ہندواں کرن | کہ بُد صاحبقراں رائے دراں قرن
ازیں شادی کہ آمد ناگہانش | نگنجید اندرونِ پوست جانش
کجا در ذرّہ گنجد ایں کہ خورشید | دہد نزدِ خودش پیوندِ جاوید
چو با چشمہ کند بحر آشنائی | شود آں چشمہ ہم بحر از روائی
براں شد کاں طرب را کارساز د | علم بر پشتِ پیلاں بر فراز د
متاعِ قیمتی صد پیل بالا | ز دیبا و خز و لولوے لالا
دگر کالائے گوناگوں نہ چنداں | کہ گنجد در خیالِ ہوشمنداں
پس آنگہ با ہزار امیدواری | فشاند تا زمیں را در عماری
فرستد سوئے دولتخانۂ تخت | کہ آں دولت رسد در خانۂ بخت

لیکن ادھر سلطان کی رائے تبدیل ہو گئی اور گجرات کو ممالک محروسہ میں شامل کر لینے کا فیصلہ قرار پایا۔ الف خاں اور پنچمیں اور دیگر سردارانِ لشکر اس مہم پر مامور ہوئے۔ جب یہ لشکر گجرات میں پہنچا تو راجہ کو سوائے راہِ گریز کے کوئی بچاؤ کی صورت نظر نہ آئی فوراً دیوگیر کی طرف گھوڑے کی باگ پھیر دی جب سنگھن دیو کو معلوم ہوا کہ رائے کرن اس علاقہ میں آیا ہے اور مدد کا خواستگار ہے تو اُس نے اپنے بھائی بھیلم دیو کو دیولدی کے لئے پیغام دے کر بھیجا جو مجبوراً منظور کرنا پڑا اور تمام شرائط طے پا کر دیولدی رخصت کر دی گئی ؎

چو کرن آزردہ بختِ پریشاں　　حمایت جوئے بود از سوئے ایشاں
نیارست اندراں پیغام نہ کرد　　ضرورت بازحل پیوند مہ کرد
نشانیہا کہ باشد شرطِ ایں کار　　بمقدارے کہ رایاں راست مقدار
ہمہ یک یک بیکدیگر سپردند　　بصد دریا یکے گوہر سپردند
دو جانب چوں فراہم گشت تدبیر　　رواں شد چاشنی بر چاشنی گیر
فرستادند بربومے ہمائے　　مہِ روشن بکامِ اژدہائے

دیولدی چند آدمیوں کی حفاظت میں دیوگیر کی طرف جا رہی تھی چند میل کا فاصلہ باقی تھا کہ اچانک شاہی فوج کے ہراول سے جو پنچمیں کے ماتحت رائے کا تعاقب کر رہا تھا اُس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ طرفین سے تیر اندازی ہونے لگی۔ اتفاقاً ایک تیر دیولدی کے گھوڑے کے لگا جو فوراً گر پڑا۔ پنچمیں کو اس کامیابی پر بڑا فخر حاصل ہوا اُس نے

دیولدی کو اُلغ خاں کی خدمت میں لا حاضر کیا اور شاہی حکم کے مطابق وہ ایک جرار فوج کی حفاظت میں دہلی کو روانہ کی گئی اور محلسرا میں داخل ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں

بعصمت ہمہ پد انساں بہماں پوش | اُلغ خاں را رسانید از سر ہوش
الغ خاں در حرم میداشت مستور | چو فرزندِ خود ش در پردۂ نور
چو فرماں شد کہ آں ریحانِ فردوس | بشہر آرند چوں بر جبیں در توس
رسانیدند در ایوانِ جمشید | بجلبابِ حیا پوشیدہ خورشید

گجرات کے اس دوسرے حملہ کا ذکر ضیاء برنی نے اپنی مشہور تاریخ فیروز شاہی میں نہیں کیا۔ ملا عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں ان دونوں حملوں کو باہم مخلوط کر کے ایک بنا دیا ہے۔ ضیاء برنی کے بعض الفاظ سے مُلّا صاحب مغالطہ میں پڑ گئے ہیں۔ اس حملہ کے متعلق میں نے جس قدر واقعات اوپر لکھے ہیں وہ صرف حضرت امیر کے بیان سے ماخوذ ہیں۔ اکثر کتب تواریخ جو اس وقت میرے پیشِ نظر ہیں ان واقعات سے ساکت ہیں۔ البتہ محمد قاسم فرشتہ نے قاضی احمد غفاری مولفِ جہاں آرا کے حوالے سے اس حملہ کے واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس کا خلاصہ ناظرین کی آگاہی کے لئے اس مقام پر ثبت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس میں اگرچہ بعض باتیں مکرر معلوم ہوں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ ان دونوں بیانوں کو پڑھکر (جن میں پہلا شاعرانہ اور دوسرا مؤرخانہ ہے) اصلی واقعات زیادہ وضاحت کے ساتھ نمایاں ہو جائیں گے۔

"اوائل ۷۰۶ھ[1] میں ملک نائب یعنی ملک کافور ہزار دیناری اور خواجہ حاجی

---

[1] حضرت امیر خسرو نے وقت کی تعیین نہیں کی۔ قصہ کے تمام اجزا کے دیکھنے سے یہ وقت قطعاً صحیح معلوم ہوتا ہے

نائب عرض کو سلطان علاء الدین نے مہم دکن پر مامور فرما کر رخصت کیا۔ عین الملک ملتانی حاکم مالوہ اور الغ خاں والی گجرات کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ وہ اپنے آپ کو ملک نائب کے کمکیوں میں سمجھیں اور کسی حالت میں اُس کے احکام کی خلاف ورزی جائز نہ رکھیں اور اُس کی اطاعت اور فرماں برداری اس طرح پر کریں کہ کسی قسم کی شکایت پیدا نہ ہو سکے۔"

"اُس وقت کنولادی نے حضور شاہی میں یہ درخواست پیش کی کہ جب میں راجہ کرن کے محل میں تھی تو دو پری جمال لڑکیاں میری گود میں تھیں جب میں نے اپنے نصیبہ کی یاوری سے حضور سلطانی میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کی تو وہ دونوں لڑکیاں رائے کے پاس رہ گئیں۔ اب میں نے سُنا ہے کہ ان میں بڑی لڑکی بقضائے الٰہی فوت ہو گئی مگر دوسری جس کا نام دیولدی ہے اور جس کو میں چار[1] سالہ چھوڑ کر آئی تھی اس وقت تک زندہ ہے اگر ملک نائب یا الغ خاں کے نام حکم ہو جائے کہ اُس کو میرے پاس پہنچا دیں تو یہ مجھ پر ایک خاص لطف اور بے انتہا مہربانی ہو گی۔ سلطان علاء الدین نے

---

[1] قاضی احمد غفاری کا یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا حضرت امیر فرماتے ہیں کہ اس وقت دیولدی کی عمر صرف چھ مہینے کی تھی؎

دوم را عمر شش مہ بود رفتہ　　　　کہ بود آں شش مہ ماہِ دو ہفتہ

اس کو صحیح تسلیم کرنے سے قصہ کے تمام اجزا اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ پھر امیر خضر خاں اور دولرانی کے رشتہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اس وقت خضر خاں کی عمر دس سال اور دولرانی کی عمر آٹھ سال تھی؎

دراں دم بود جاں دہ سالہ راست　　　　کہ ایں ہنگامہ شادیش برخاست

دولرانی بقدر ہشت سالہ　　　　دو ہفتہ ماہ را بستہ کلالہ

اس سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت دولرانی کی عمر چھ ہی مہینے کی تھی اور نیز ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ۶۹۸ھ کا ہے

اس درخواست کو سُن کر ملک نائب اور الغ خاں کے نام فرمان صادر کیا کہ رائے کرن جو سرحد دکن میں مقیم ہے اُس کی لڑکی دیولدی کو طوعاً یا کرہاً جس طرح ہو سکے حاصل کر کے حضور شاہی میں روانہ کر دیں۔ ملک نائب مالوہ سے گزر کر دکن کی سرحد میں اُترا اور شاہی فرامین ہوشیار اور تجربہ کار سُفرا کے ساتھ رام دیو اور رائے کرن اور تمام رایانِ دکن کے نام روانہ کئے۔ چونکہ ان راجاؤں نے اطاعت قبول نہیں کی اس لئے ملک نائب نے سلطان پور کے علاقہ سے کوچ کر کے دکن کے کنارہ سے سر نکالا۔ اور اُلغ خاں بھی ایک لشکر کثیر لے کر گجرات کی طرف سے کوہستان بگلانہ کی طرف متوجہ ہوا راجہ کرن نے اپنے مقامات کو مستحکم کر کے ثباتِ قدم اور استقلال کے ساتھ جنگ شروع کی۔ اُلغ خاں کے ساتھ چند لڑائیاں ہوئیں جن میں فتح و شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ راجہ رام کے بیٹے سنگلدیو[۱] نے جو دیولدی کو اپنے عقد نکاح میں لانے کا متمنی تھا مگر رائے کرن جو راجپوت تھا ایک مرہٹہ کو بیٹی دینا اپنی کسرِ شان سمجھتا تھا اس رشتہ کو ٹال رہا تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور باپ کی اجازت کے بغیر اپنے چھوٹے بھائی بھیم[۲] دیو کو مع تحف و ہدایا رائے کرن کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ تُرکوں اور ہندوؤں کے درمیان سخت مذہبی اختلاف ہے اگر آپ اس لڑکی کو جو مابہ النزاع ہے میرے عقد نکاح میں دے کر ادھر بھیج دیں تو مسلمانوں کی فوج آپ کا پیچھا چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس لوٹ جائے گی۔ راجہ کرن نے جو ان کی حمایت کا طالب تھا مجبوراً

---

[۱] حضرت امیر نے یہ نام سنکھن دیو لکھا ہے [۲] حضرت امیر نے یہ نام بھیلم دیو لکھا ہے

اس رشتہ کو منظور کر لیا اور دیول دی کو بھیم دیو کے ساتھ دیوگڈھ بھیج دینے کا فیصلہ کر لیا"

"الغ خاں یہ واقعہ سنکر بہت گھبرایا اور علاء الدین کی تلوار کے خوف سے کانپ اُٹھا اور فوراً سرداران لشکر کو جمع کر کے مجلس مشورت منعقد کی اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت جب کہ دیولدی یہاں موجود ہے ایک سخت حملہ کر کے اُس کو حاصل کر لیں ورنہ اگر گوہر مقصود ہاتھ سے نکل گیا تو ہم برے سیاہ سلطان کو دکھانے کے قابل نہ رہینگا۔" تمام سرداروں نے اس رائے کو پسند کیا۔ چنانچہ موت پر آمادہ ہو کر سب کے سب کوہستان میں گھس گئے اور نہایت جاں بازی کے ساتھ جنگ کی۔ اس حملے کے مقابلہ میں رائے کرن کو سخت شکست ہوئی اس کے تمام ہاتھی اور گھوڑے برباد ہو گئے اور وہ دیوگڈھ کی طرف بھاگ نکلا۔ الغ خاں اس کے تعاقب میں پہاڑوں اور بیابانوں میں بجلی کی طرح کوندتا ہوا جا رہا تھا یہاں تک کہ دیوگڈھ ایک دن کی راہ باقی رہ گیا مگر حصولِ مقصود کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر کار سلطان علاء الدین کے اقبال نے اپنا کام کیا اور ایک عجیب و غریب کیفیت کے ساتھ دیولدی جو مقصود بالذات تھی ان کے ہاتھ آ گئی۔"

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب الغ خاں رائے کرن اور دیولدی سے مایوس ہوا تو اُس نے آرام لینے کی غرض سے ایک دریا کے کنارہ پر دو دن قیام کیا۔ فوجی سپاہیوں کی ایک جماعت جس کی تعداد تین چار سو ہو گی ایلورا کے غاروں کو دیکھنے کے لیے جو دیوگڈھ کے قریب ہیں الغ خاں سے اجازت لیکر روانہ ہوئی۔ اثنائے سیر میں اچانک دکھنیوں کی ایک فوج اُن کو نظر آئی۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ رام دیو کی فوج ہے جو ان پر حملہ آور ہوئی ہے

فوراً مجتمع ہوگئے اور دشمن کے مقابلہ کے لیے صفیں درست کرلیں۔ یہ فوج حقیقت میں بھیم دیو کی فوج تھی جو راے کرن سے رخصت ہوکر دیولدی کو اپنے بھائی کے واسطے لیے جارہا تھا غرض کہ دونوں فریق مصروف پیکار ہوگئے۔ ہندو مغلوں اور خلجیوں کے آہن دوز تیروں کی تاب نہ لاسکے اور راہِ گریز اختیار کی۔ ایک تیر دیولدی کے گھوڑے کے ایسا کاری لگا کہ وہ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ فوج کے جوان غنیمت کی تلاش میں اُس کے گرد جمع ہوگئے فوراً ایک لونڈی چلّائی کہ او بے رحمو دیولدی یہی ہے۔ اِس کی عزت و حرمت کا خیال رکھو اور اپنے سردار کے پاس لے چلو۔ سپاہی یہ مژدۂ فرحت فزا سنکر ہوا ہوگئے اور الغ خاں کی خدمت میں اُس کو لا حاضر کردیا۔ الغ خاں اس غیر متوقع کامیابی کی خوشی میں پھولا نہ سمایا اور خدا کا شکر بجالایا اور بلا توقف گجرات کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے پالکی میں سوار کرکے دہلی کو روانہ کردیا اور دیولدی اواخر ۷۰۶ھ میں سلطان کے حضور میں پہنچ گئی اور کنولادی کی آنکھوں کو اپنے دیدار سے روشن کیا؛؛

بیا مطرب۔ بساز ابریشم چنگ — بدیں شادی کہ آمد دوست در چنگ
چہ رویست ایں کہ چشمم کردہ روشن — چہ بویست ایں کہ مجلس کردہ گلشن
نہ ماہِ آسمان باشد ایں روے — نہ فردوس بریں دارد چنیں بوے

گجرات کے ان دونوں حملوں میں بعض ناموں کی نسبت ایک سخت خلجان درپیش ہے۔ ممکن ہے کہ ناظرین کو غلط فہمی ہوجائے اس لیے اُس کا صاف کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے

حضرت امیر خسرو کے بیان میں ان دونوں حملوں میں اُلغ خاں کا نام بحیثیت سپہ سالاری کے متعدد مقامات پر آیا ہے اور یہ بظاہر ایک ہی شخص معلوم ہوتا ہے لیکن واقع میں ایسا نہیں ہے۔ پہلے حملہ میں جس اُلغ خاں کا ذکر ہے وہ الماس بیگ اُلغ خاں ہے جو سلطان علاء الدین کا بھائی ہے جیسا کہ فرشتہ سے صراحتہً اور ضیاء برنی سے ضمناً متبادر ہوتا ہے۔ اِس اُلغ خاں نے باختلافِ اقوال مورخین قلعۂ رنتھنبور کے فتح ہونے کے کچھ ماہ بعد ۷۰۰ھ یا ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔ یہ ظاہر ہے کہ دوسرے حملہ میں جو ۷۰۵ھ میں ہوا یہ اُلغ خاں سپہ سالار نہیں ہو سکتا۔ ضیاء برنی نے اس حملہ کا ذکر نہیں کیا۔ فرشتہ دونوں ناموں میں فرق کرتا ہے۔ پہلے حملہ میں الماس بیگ اُلغ خاں اور دوسرے حملہ میں اُلغ خاں والی گجرات لکھتا ہے۔ اور نیز آگے چلکر لکھتا ہے کہ سلطان علاء الدین نے اُلغ خان کو گجرات سے بلایا اور قتل کرا دیا۔ یہ خضر خاں کا ماموں اور خسر ہے۔ اس کا نام حضرت امیر خسرو نے جہاں نظم فرمایا ہے الپ خاں لکھا ہے علیٰ ہذا القیاس ضیاء برنی بھی اُس کو اسی نام سے یاد کرتا ہے۔ پس کافی غور و فکر کے بعد میری قطعی رائے یہ ہے کہ دوسرے حملہ میں جس اُلغ خاں کا نام آیا ہے وہ الپ خاں ہے اور کاتبوں اور مصححوں کے تصرفات نے اُس کی صورت کو تبدیل کر کے الغ خاں بنا دیا ہے جن میں پہلے ہی کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں بجائے الغ خاں کے الف خاں پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۸۹ سطر ۱۵ مع اختلافات)

فرشتہ نے سلطان علاء الدین کے آخر عہد سلطنت کے واقعات میں ایک اور الغ خاں کا ذکر کیا ہے جس کا نام نظام الدین الغ خاں ہے جو جالور کا حاکم تھا اور جو اپنے بھائی الغ خاں

والیِ گجرات کے ساتھ قتل کیا گیا۔ یہ شخص عہد علائی میں کبھی نام آور نہیں ہوا اس لیے ایسی عظیم الشان مہم میں اُس کا سپہ سالار رہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

خضر خاں کا رشتہ دولرانی کے ساتھ دولرانی حرم سرا میں داخل ہو کر خاص شاہی محل میں رہنے لگی ایک روز سلطان نے خلوت میں خضر خاں کو طلب کیا اور ملکہ جہاں کو اشارہ کیا کہ جو تجویز ہوئی ہے اُس کو ظاہر کر دینا چاہیئے۔ ملکہ جہاں نے کہا کہ حضور کا منشا مبارک ہے کہ تمھاری شادی دولرانی سے کی جائے۔ خضر خاں ماں کی شرم سے کچھ نہ کہہ سکا اور چپ چاپ باہر چلا آیا لیکن دولرانی کی محبت اُس کے تمام رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ اس وقت خضر خاں کا سن دس سال اور دولرانی کی عمر ۸ سال تھی۔ دولرانی کو اس رشتہ کی خبر نہ تھی مگر وہ اپنے بھائی کی شباہت کی وجہ سے جو خضر خاں میں کچھ پائی جاتی تھی خضر خاں سے محبت کرتی تھی لیکن خضر خاں واقف تھا کہ وہ کسی روز اُس کی دولہن بننے والی ہے۔ دونوں اکثر اوقات ساتھ ساتھ رہتے اور نہایت شوق سے کھیلا کرتے تھے ؎

بباز ی بود شاں عشقے کہ یک دم
نبودندے جدا در بازی از ہم

نبُد چوں عشق در بازی مجازی
شد آں بازی در آخر عشقبازی

چو طفلانے کہ باہم لعب سازند
بہم گہ طاق و گاہے جفت بازند

نہانی باختندے آں دو مشتاق
ز طاق ابرواں ہم جفت و ہم طاق

بہر بازیگہے چوں خضر و سالال
دویدے خرد شیرے باغزالاں

شدے ہر سو کہ آں خورشید پایہ ‏ ‏ ‏ ‏ صنم رفتے بدنبالش چو سایہ
نبودے زو جدا در گاہ و بیگاہ ‏ ‏ ‏ ‏ چو نور از آفتاب و پرتو از ماہ
دو دیدی شمسِ الاہم پس و پیش ‏ ‏ ‏ ‏ ز تابِ مہر سوئے سایۂ خویش
بیک جا خوردشاں بودے جدا خواب ‏ ‏ ‏ ‏ نہ خوردندے دمے بے یکدگر آب

خضر خاں کا رشتہ الپ خاں کی لڑکی کے ساتھ

اب دولرانی نے نویں برس میں قدم رکھا اور خضر خاں بھی سنِ بلوغ کو پہنچا۔ ایک روز سلطان نے ملکہ جہاں کو تنہائی میں طلب کیا اور کہا کہ اب ماشاء اللہ خضر خاں جوان ہو گیا ہی اس کی شادی کی فکر ہونی چاہیئے۔ آخر کار باہمی مشورہ سے یہ قرار پایا کہ خضر خاں کے ماموں الپ خاں کی لڑکی سے رشتہ کا پیغام بھیجا جاوے جو ملکہ جہاں کی بھتیجی ہی۔ الپ خاں نے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کیا اس رشتہ میں ملکہ جہاں کی رائے زیادہ غالب معلوم ہوتی ہی۔ کیونکہ خاندانی تعلقات کا خیال عورتوں میں زیادہ مستحکم ہوتا ہی اور وہ خاندانی رشتوں کو غیر کفو کے رشتوں پر ہمیشہ ترجیح دیتی ہیں۔ حضرت امیر خسرو کے الفاظ سے بھی کچھ ایسا ہی مضمون مترشح ہوتا ہی ؎

پس آنگہ عزم شد سلطانِ دیں را ‏ ‏ ‏ ‏ ہم آں معصومۂ پردہ نشیں را
کہ چوں خالِ خضر خاں الپ خاں ست ‏ ‏ ‏ ‏ کہ زیبِ چہرۂ دولت بداں ست
بدرجِ عصمتش دُر ریست مستور ‏ ‏ ‏ ‏ کہ چوں خورشید تواں دیدش از نور
کنندش با ہزاراں ارجمندی ‏ ‏ ‏ ‏ بعقدِ آں زمرد عقد بندی

چو ایں اندیشہ محکم گشت شہ را　　　نویدِ خواستگاری داد میر را
الپ خاں کاں بلندی یافت از بخت　　　پذیرفت آں مبارک مژدہ از تخت

قصرِ شاہی کی مستورات کو جب یہ راز ظاہر ہوا تو خیر اندیشی اور نیک خواہی کی راہ سے ان کی ایک جماعت ملکہ جہاں کی حضور میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ الپ خاں ں لڑکی بھی کوئی غیر نہیں ہے وہ بھی آپ ہی کی لڑکی ہے ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ اُس کو کوئی کلیف یا رنج پہنچے۔ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے جس سے غفلت یا لاپروائی کی جائے۔ خضر خاں ارشتہ جس وقت سے اعلیٰ حضرت نے دولرانی کے ساتھ کر دیا ہے اُسی کے نام پر والہ اور یوانہ ہو رہا ہے۔ دوسری لڑکیوں کی طرف اُس کو مطلق توجہ نہیں ہے۔ اس لیے سب کے مشورہ سے قرار پایا کہ دونوں کو الگ کر دینا چاہیے اور دونوں کے لیے جُدا جُدا مکان مقرر ر دیے گئے ؎

صواب آں شد کہ دو لولوی ہمہ ہیچ　　　شود ہر یک چراغے در دگر برج
خوش آمد ایں سخن بانوے شہ را　　　دو منزل شد معیّن ہر دو مہ را
بجائے شہ شد و جاے دگر دوست　　　دو جاں یکجا و فارغ پوست از پوست
ہمیں شد رسمِ دورانِ ستم ساز　　　کہ نتواند دو کس را دید دمساز
غرض ہر یک بخلوت گاہِ خود رفت　　　بپائے دیگراں از پائے خود رفت

ہفتہ عشرہ کے بعد کبھی کبھی ملاقات ہوتی تھی اُس کا نقشہ دکھلاتے ہیں ؎

پس از یک ہفتہ آں ماہِ دو ہفتہ　　　بخدمت آمدی از تاب رفتہ

خضر خاں کردے از دوش نگاہے　　بر آوردے ز دل دزدیدہ آہے
دولرانی ہم از دنبالۂ چشم　　بدیدے و فگندے شعلہ در چشم
خضر خاں است کردے موزہ از پیش　　چنیں کردے سلام دلبرِ خویش
سمنبر خدمتِ دیگر گرفتے　　گل افگندے بخاک و بر گرفتے
جسدہا دور جانہا یک دگر یار　　زبانہا گنگ و ابروہا بگفتار
پرستش ہر نظر زیں سو بیانے　　بپاسخ ہر مژہ زاں سو زبانے
جگر بے صبر و تنہا در قناعت　　مژہ در خشم و لبہا در شفاعت
بہر ایں در درونِ او جگر دش　　بناز او از درونِ ایں جگرکش
درونِ یک دگر در رفتہ پنہاں　　نہ قالب در میاں گنجیدہ نے جاں
دو آئینہ گر از رسمِ خیالے　　رود در یکدگر نبود محالے
دو شمع ارچہ بوند از یکدگر دور　　ولے پیوند یابد نور با نور

اس کے بعد حضرت امیر خسرو نے ایک دوسری دلچسپ اور مفصل ملاقات کا نقشہ دکھلایا ہے جس کی قرارداد طرفین سے بذریعہ رازداروں کے پہلے سے ہو چکی تھی۔ اس بیان میں متعدد مواقع شاعری کے پیدا کیے گئے ہیں۔ اول اس چاندنی رات کی روشنی اور نورانیت اور اس کی خوشگوار ٹھنڈک کا بیان ہے۔ مگر یہ چاندنی خضر خاں کے مقصد میں حارج تھی کیونکہ بغیر ظلمات کے آبِ حیات تک پہنچنا ناممکن تھا۔ اس لیے حضرت امیر ایک ابر کا ٹکڑا پیدا کرتے ہیں جس سے تمام عالم تیرہ و تار ہو جاتا ہے اور خضر خاں

اپنی مسہری پر ایک تکیہ کو لٹا کر اور اس کو اپنی چادر اڑھا کر دولرانی کی ملاقات کے لیے روانہ ہوتا ہے۔ چاندنی رات اور اس کی خوشگوار خنکی کی تعریف میں فرماتے ہیں

شبے داده جہاں از نورِ روز | مہے چوں آفتابِ عالم افروز
فلک نورے که گرد آوردہ از مہر | ازاں گلگونہ کردہ ماہ را چہر
نمودہ آفتابِ آسماں قدر | جمالِ خویش در آئینۂ بدر
مے خورشید وام از نورِ جاوید | دو چنداں باز دادہ وام خورشید
ستارہ زیرِ نورِ آسماں پوش | بسانِ نو عروساں پنہاں پوش
رخِ ہفت اختر اندر ہفت پردہ | بحسنِ آرائشِ ہر ہفت کردہ
فلک دل بستہ در بیدل نوازی | کواکب یکدگر در عشقبازی
بخوابِ خوش جہانے آرمیدہ | ازیں خوشتر جہاں خوابے ندیدہ

زمستان ہوائے آں کہ مشتاق | نہ باشد یک نفس از جفت خود طاق
قصب پوشے کہ بر یاری رسیدہ | بر چوں شکر اندر نے خزیدہ
بر آتش دستہا در کوے و منزل | چو مشتاقے کہ دارد دست بر دل
بزرگاں قاقم و سنجاب بر دوش | فرو دستاں چو رو بہ پوستیں پوش
چو گل زر دار در خز کردہ در خز | برہنہ مفلساں چوں در خزاں رز

خضر خاں کی دعا کارسازِ حقیقی کی جناب میں مستجاب ہوتی ہے اور غیب سے ایک

ابر اُٹھتا ہے جو دنیا کو تیرہ و تار کر دیتا ہے

ازانجا کہ آہِ عاشق فتح درہاست — نیازِ دردمنداں را اثرہاست

برآمد تیرہ ابرے ناگہ از غیب — ہمہ گلہائے انجم کردہ در جیب

گرفت از پیشِ گردوں پردہ داری — نہاں شد ماہ در شبگوں عماری

چناں می جَست برق از بامِ افلاک — کہ بودش بیمِ افتادن سوئے خاک

چناں گیتی ز ابر و باد شد گم — کہ چوں خس می پرید از باد مردم

قیامت بود و گیتی جملہ تاریک — قرانِ آفتاب و ماہ نزدیک

خضر خاں دولرانی کے مکان میں پہنچتا ہے اور عاشق و معشوق دونوں حیرت زدہ کھڑے رہ جاتے ہیں

ستادہ ہر دو چوں دو سروِ نوخیز — بیکدیگر نظرہا داشتہ تیز

دو دیدہ چار گشتہ گاہِ دیدار — بدیدن زیرِ منت ماندہ ہر چار

دو مردم در دو چشمِ یکدگر نور — چو دو دیدہ بیکجا و ز ہم دور

دو سیارہ قِراں کردہ بیک برج — ز ہم بے بہرہ چوں دو در بیک درج

دو طاؤسِ جواں با ہم رسیدہ — ولے طاؤس ہر دو پر بریدہ

دو گلبن در یکے گلشن شکر خند — ببوئے یکدگر از دور خرسند

دو شمعِ شکر افشانِ شب افروز — ز سوزِ یکدگر افتادہ در سوز

دو بیدل رو برو آوردہ مشتاق — نظرہا جفت و دلہا جفت تن طاق

بتاراجِ طبیعت حیرت و شرم | کجا بازارِ رعنائی شود گرم
قوی گشتہ ز غیرت عشق را حال | قوی دستانِ شہوت گشتہ پامال
کماندارانِ رغبت تیر در شست | نہ امکانِ زدن بر آہوے مست
ہوائے دل ہمیکرد از درون جوش | تحیّر بانگ بر می زد کہ خاموش
جواں شیرے بکارِ خویش خنداں | کہ صیدش پیش و او بربستہ دنداں
تنش را با چنان زورِ دلیری | گسستہ عشق بازوہاے شیری
بلے نازِ غزالانِ قصب پوش | دہد شیر افگناں را خوابِ خرگوش
چو مرغے بست دل در سبزیِ شاخ | پریدن پیش ممکن نیست گستاخ
چو چشمے سرخ شد در لالہ رنگے | عجب نہ بود گر آید پا بسنگے

خضر خاں اور دولرانی کے عشق و محبت کا چرچا شاہی محلات میں زیادہ ہونے لگا ملکہ جہاں کو اس کی خبریں پہنچیں اور یہ واقعہ اس کے نزدیک ثبوت کو پہنچ گیا تو اس نے حکم دیا کہ دولرانی تو قصرِ لعل بھیجدی جائے چنانچہ ملکہ جہاں کے حکم کے مطابق دولرانی کو سنگھاسن[1] میں بٹھا کر جو غالباً اس زمانہ کی کوئی سواری ہے مع سہیلیوں اور کنیزوں کے قصرِ لعل کی طرف روانہ کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر فوراً خضر خاں کو دی گئی ؎

صواب آں شد کزاں فردوسِ پرنور | بقصرِ لعل سازد جائے آں حور
نشاندند اندر سنگھاسن آں پری را | چو گردوں زہرہ و مشتری را

۱؎ بطور تختِ رواں ایک سواری تھی ۱۲ حسرت

اشارت کرد کاناں کاہلِ کارند　　زمرّد را بدُرجِ لعل دارند
بفرمانِ مہ پوشیدہ تمثال　　روان شد زہرہ و پروین بدنبال
روان سیّارۂ پرّان تر از طیر　　بسوئے شمسِ دولت شد سبک سیر
فگند آں گلستانِ افتخارے　　کہ سرو آمد بسوئے لالہ زارے

یعنی ملکۂ جہاں کے حکم سے دولرانی روانہ ہوئی اور سہیلیاں اُس کے پیچھے پیچھے تھیں فوراً ایک ہرکارہ جو پرندے سے زیادہ تیز رو تھا شمس الحق خضر خاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی اُس کو خبر دی۔ مہ پوشیدہ تمثال، ملکۂ جہاں۔ زہرہ، دولرانی پروین، سہیلیاں۔ سیارہ، قاصد۔ شمس دولت، شمس الحق خضر خاں۔ باقی استعارے ظاہر ہیں۔ خضر خاں اس وقت اُستاد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس خبر کو سنکر اُس کی جو حالت ہوئی اُس کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ؎

شہ آں دم بود حاضر پیشِ اُستاد　　کتابِ عاشقی را شرح میداد
سخن در قصۂ یوسف کہ ناگاہ　　خبر گوئے زلیخاش آمد از راہ
مژہ چوں دیدۂ یعقوب تر کرد　　زحالِ بیت احزانش خبر کرد
چو بشنید آں خبر جانِ عزیزش　　نماند از جاں خبر از ہیچ چیزش
جمالِ یوسفی را سود بر خاک　　زد از مہرِ زلیخا پیرہن چاک
چو گرگِ بے گنہ افتاد بیروں　　ہمش پیراہن و ہم چہرہ پرخوں
کتاب و سبق و خط بر جائے بگذاشت　　قلم از دست و کفش از پائے بگذاشت

برہنہ پا و سراز جا بروں جست ۔ زمکتب بے سر و بے پا بروں جست
ہمی شد چوں الف زاں حرفِ معلوم ۔ بجاناں قایم و از خویش معدوم

غرض کہ یہ وحشتناک خبر سنکر شہزادہ مکتب سے بے تحاشا بھاگا اور دولرانی کے سکھپال کو جا پکڑا دونوں ملکر خوب روئے اور طرفین میں محبت کی نشانیوں کا تبادلہ ہوکر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے ؎

چو ہر دو یادگارِ مہربانی ۔ رسانیدند یک دیگر نہانی
وداعِ یک دگر کردند گریاں ۔ بطوفاں ہر دو غرق و ہر دو بریاں
شتاباں گشت زانسو ماہ را مہد ۔ وزیں سو بازگشت ایں مہدیِ عہد
پری چوں بر پرید و رفت چوں باد ۔ سلیماں زادہ را دیوانگی زاد
تو انئے داشت آں فرزند جمشید ۔ کہ باز آرد سلیماں و ار خورشید
ولیکن چوں سلیماں بود بر جائے ۔ بہ تعظیم سلیماں گشت از ان رائے

جشنِ شادی اوپر بیان ہو چکا ہی کہ اول خضر خاں کا رشتہ سلطان علاء الدین نے دولرانی کے ساتھ کر دیا تھا اور اُس کے بعد دوسرا رشتہ الپ خاں کی لڑکی کے ساتھ ہوا جو ملکہ جہاں کی بھتیجی ہی۔ پہلے رشتہ کا فسخ ہو جانا اگرچہ حضرت امیر کے بیان سے ثابت نہیں ہوتا لیکن اِس میں شبہ نہیں کہ وہ مضمون جیسے التوا میں ضرور پڑ گیا اور الپ خاں کی لڑکی کے ساتھ شادی ہونی قرار پائی۔ اس داستان کو حضرت امیر خسرو نے نہایت تفصیل اور دہوم دھام کے ساتھ بہت دلچسپ پیرایہ میں لکھا ہی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

کہ ہندوستان کی بہت سی رسمیں مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں اُسی وقت جاری ہو چکی تھیں۔ اس جشنِ شادی میں تمام شہر اور کوچہ و بازار کی آرایش کی گئی۔ جا بجا ڈیرے خیمے استادہ کیے گئے اور زرّیں پردے اور شامیانے برپا کیے گئے۔ تمام در و دیوار پر عجیب و غریب نقوش و تصاویر آویزاں و نمایاں کی گئیں۔ گھوڑوں اور پریوں کی حیرت انگیز اور دلفریب مورتیں دیواروں پر نقش کی گئیں اور تمام سڑکوں اور گلی کوچوں میں ریشمین فرش بچھائے گئے ؎

اشارت کرد تا در گردشِ دہر بیارایند یکسر کشور و شہر
کمر بربست در کارش زمانہ بچرخ آمد خزانہ در خزانہ
چناں در نغمۂ شادی شد آفاق کہ در رقص آمد ایں نُہ سقفِ شش طاق
بگرداگرد قصرِ بادشاہی برآمد قبہ از مہ تا بماہی
جہاں از قبہائے کارداراں شدہ چوں روئے دریا روزِ باراں
مرصع پردہا چوں چرخ زانجم شدہ انجم دراں دُرّ و گہر گم
بہر زر دوزیِ مہرِ زر انگیز نظر با صد تعجب دوختہ تیز
ہر آں کلہ کہ برکردند آں را شدہ استر ابرہائے آسماں را
کشیدہ تا بگردوں سائبانہا فرو پوشیدہ عیبِ آسمانہا
مہ و خورشید ہمچوں پری و حور بشادروانِ عصمت ماندہ مستور
بہر دیوار نقشے کردہ پرکار فلک حیران و چوں نقشِ دیوار

رسیدہ صورتِ قبہ بانجم — درونِ چشمِ انجم گشتہ مردم
فرس گوئی کہ در خواہد دویدن — پری گوئی کہ برخواہد پریدن
بہر جانب کہ مردم بر زمین رفت — ہمہ بر فرشِ دیباہا چنین رفت
زبس شارع کہ خفت اندر زرِ ناب — زمین اکنون ندید الا کہ در خواب

غرض کہ نوبت اور شادیانے، تلوار اور خنجر کے کرتب دکھانے والوں کی اٹھائی نٹوں اور شعبدہ بازوں کے تماشے گیند کا آسمان میں اچھالنا، تلوار کو پانی کی طرح نگلجانا ناک کے راستے چاقو چڑھالینا، بہروپیوں کے سانگ، ولایتی اور ہندوستانی راگ اور باجے ہندوستانی گانے والیوں کے ناچ اور راگ کی محفلیں، جابجا منجنیقوں کا نصب کیا جانا اور ان سے روپئے اور اشرفیوں کی بارش کا ہونا، یہ تمام باتیں ہیں جن سے اس جشن کو زینت دی گئی تھی ؎

شدہ در تیغ رانی تیغ رانان — دو کردہ مو و موئے ہیچ جوانان
دہل در بانگ و رخشان پیش او تیغ — چو بانگِ رعد و رخشِ برق در میغ
بخنجرہائے چوں پرِ مگس صاف — مگس پران و نیمہ کردہ بے لاف
برآوازِ دہل مردِ سلح کار — معلق زن بنوبت نوبتی وار
ہر آن بازی کہ بودہ آسمان را — بروں افگندہ دہر از پردہ آن را
سپہرِ بولعب از ہفت پردہ — جہان را دادِ بازی راست کردہ
بگردش دارِ بازان بر سرِ دار — شدہ سرگشتہ زیشان چرخِ دوار

رسن بازاں بہ بالائے سنہا ‏ ‏ ‏ ‏ چو دلہا گیسواں را در شکنہا
نہ باآں حبلِ پیچاں کردہ بازی ‏ ‏ ‏ ‏ کہ خود با رشتۂ جاں کردہ بازی
ز دستِ لوالعجب گوئے آسماں گیر ‏ ‏ ‏ ‏ بسانِ گردِ مُہرہ توسنِ پیر
فرو بُردہ مشعبد تیغ چوں آب ‏ ‏ ‏ ‏ چو مستسقی کہ نوشد شربتِ ناب
بہ بینی نیز گزلک از دو خورد ‏ ‏ ‏ ‏ چو آبے کز رہِ بینی خورد مرد
جہاں از خرد چیز جسم گراں تن ‏ ‏ ‏ ‏ چو پیل از روزنِ اُشتر زسوزن
نمودہ چہرہ بازاں گونہ گوں بو ‏ ‏ ‏ ‏ گہے خود را پری کردہ گہے دیو
ز دہر آموختہ گوئی دو رنگی ‏ ‏ ‏ ‏ کہ گہ رومی نماید گاہ زنگی
پری رویانِ ہندی جادوئے ساز ‏ ‏ ‏ ‏ زلب کردہ درِ دیوانگی باز
لباسِ جوگیری شاں تنگ و ام ‏ ‏ ‏ ‏ پری را سایہ بگرفتہ در اندام
گرفتہ چوں پیالہ تال در دست ‏ ‏ ‏ ‏ نہ از می کز سرودِ خویشتن مست
سرودِ دلکش از لبہائے خوباں ‏ ‏ ‏ ‏ شتاباں سوئے گردوں پائے کوباں
برقص و جست خوبانِ ہوا باز ‏ ‏ ‏ ‏ نہادہ پائے بر بالائے آواز
پرندہ ہمچو طاؤ سانِ والا ‏ ‏ ‏ ‏ معلق زن کبوتر ساں ببالا
بجستن فرقِ شاں گشتہ فلک سائے ‏ ‏ ‏ ‏ بگاہِ رقص بیزار از زمیں پائے
عرق کز روئے ہر طناز می ریخت ‏ ‏ ‏ ‏ کرشمہ می چکید و ناز می ریخت

اور لطف یہ ہے کہ ان تمام کھیل تماشوں اور خرافات کے ساتھ ساتھ اہلِ علم اور پرہیزگار لوگ

سے کے لیے مخصوص خیمے نصب کیے گئے تھے جہاں قرآن و حدیث کے وعظ و تذکیر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

فراواں قبہا از اہلِ ہر پیشہ — شدہ آوازِ قرآں آسماں گیر
بجا نہا لحنِ داؤدی نشاندہ — کتابِ مصطفٰے بے لحن خواندہ
تیا شیہاے شیریں شکریں بار — فرشتہ چوں مگس گشتہ گرفتار

برات کا جلوس اور نکاح تین سال تک شادی کے ساز و سامان تیار ہوتے رہے اور جب ان کی تکمیل ہو چکی اور منجموں نے ساعتِ سعید مقرر کی تو شاہزادہ شمس الحق خضر خاں بسم اللہ کے تیز و تند گھوڑے پر سوار ہوا۔ تمام اُمرا اور صُدور پیادہ پا ساتھ ہوئے ہاتھیوں پر زرّیں عماریاں کسی ہوئیں تھیں اور چاروں طرف برہنہ تلواروں اور خنجروں سے نظر بد کا راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ راستہ میں موتیوں اور جواہرات کی بکھیر ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ جلوس الپ خاں کے مکان پر پہنچا۔ شاہزادہ نے مسند پر جلوس فرمایا اور تمام اعیانِ سلطنت و ارکانِ دولت اپنے اپنے درجوں کے مطابق داہنے اور بائیں بیٹھے۔ ۲۳ رمضان المبارک ۷۱۱ھ کو صدرِ جہاں نے منجموں کی اختیار کی ہوئی ساعت سعید میں ایک پُر معنی خطبہ پڑھا اور ایک گرانقد مہر پر دونوں کا عقد کر دیا۔ تمام حاضرین پر موتیوں اور جواہرات کی بکھیر ہوئی۔ لوگوں کو بڑی بڑی قیمتی چیزیں بطور انعام عطا کی گئیں۔ اور نکاح سے فراغت کے بعد یہ جلوس اسی ترتیب کے ساتھ واپس آیا۔

شه و شهزاده شمس الحق که جاوید — جهان آباد چون تابنده خورشید
برآمد بر کمیت تند پر جوش — چنان کز دود او شد چرخ بیهوش
چنان شد بانگ بسم الله سوی ماه — که گفتند اختران الحمد لله
زحل چون هندوان از راه خاک میرفت — فلک بر روی هداک الله می گفت

دوال پیش پر آتش خسروان باد — چو گلهای پیاده در ره باد
بخنده تیغها چون برق در میغ — بعطسه آفتاب از خندهٔ تیغ
عماریهای زرین گوهر آمود — ملمع چرخ را کرده زر اندود
بگردش تیغ و خنجر دسته دسته — ره چشم بد از پولاد بسته
زمین در زیر لوی خطرناک — تو گوئی ژاله باریده است بر خاک
بدین سان کاین روش بار دیگر آمد — به ایوان الپ خانی در آمد
برات سدره و طوبی نهالش — نشست اندر میان چارپالش
فلک حیران ز زیبائیش مانده — گهی سیاره گه ثابت فشانده
بدور حلقهای آسمانی — فلک در خواندن سبع المثانی
بترتیب آنچنان کاقبال میخواست — نشستند اهل اقبال از چپ و راست
جهان صدر آن شریح آسمان قدر — جهان در معنی ریخت از صدر
مقداری که ملکی را بود نقد — بهم بست آفتاب و ماه را عقد
نثار افگن رسیدند اهل درگاه — ز خرمنهای گوهر تنگ شد راه

بہرکس ہاے یہ دادند از خزائن — خراجِ مصر و محصولِ مدائن
چو رسمِ کارِ خیرِ پادشاہاں — ق — بسر شد بر مرادِ نیک خواہاں
بہ آئینے کہ رفت آں سو سرافراز — بدولت گاہِ خود شد ہمبراں ساز
نشستہ بود بیروں سوئے خنداں — دروں با درد و داغ دردمنداں
بروں زربفتِ شاہاں بستہ سازش — دروں چوں زیرِ آتش در گدازش
چو صدرِ بزرگاں مجمرِ عود — دروں پر آتش و بیروں زراندود

رخصت اور اس کے متعلق رسمیں

غرۂ ذیحجہ شب دوشنبہ سنہ ۱۱۷۳ھ حسب اختیار منجمین ایک پہر رات گزرنے کے بعد شاہزادہ محل میں داخل ہوا۔ زرنگار فرش پر ایک پر تکلف کرسی بچھائی گئی اور اس پر شاہزادہ بٹھایا گیا۔ موتیوں اور جواہرات کی بکھیر ہوئی۔ موتیوں کے نورانی ستارے برس رہے تھے کہ اچانک چاند کے سامنے سے ابر دور ہوگیا ع

سر بر سر باوجِ ماہ بردہ — مہش خورشید را از راہ بردہ
نہادہ کرسئے بر گوہریں فرش — کہ بود آں ہمسر و ہم پایۂ عرش
برآں کرسی نشست از رسمِ شاہاں — چو بر چرخ آفتابِ صبحگاہاں
چناں در بارش آمد گوہر و دُر — کہ گردوں خواست تا دامن کند پُر
ز گوہرہا زمیں را تہِ پاے — شد اندر آبلہ ہاے گہر ساے
گہرہاے کہ ہر یک را ز امید — بصد خونِ جگر پرورده خورشید

فتادہ ہر طرف بی قیمت و خوار   چو آبِ چشمِ عاشق بر درِ یار
ہمی بارید سیّاراتِ پر نور   کہ ابر از پیشِ مہ شد ناگہاں دور
مشاطہ پردہ را از پیش برداشت   ستارہ ز آفتابِ خویش برداشت
پدید آمد مہے کاندر نظارہ   دلِ مہ پارہ شد زاں ماہ پارہ

جلوہ اور اُس کی رسموں کے ادا ہونے کے وقت خضر خاں کی جو اندرونی حالت تھی اُس کو حضرت امیر خسرو اس طرح پر بیان فرماتے ہیں ؎

شد اندر جلوہ چوں خورشیدِ افلاک   عروسِ پاک تن در حجلۂ پاک
بلند آئینۂ مہرِ سمائش   بجلوہ بود درخوردِ نمائش
ولیک آں آئینہ چوں رحل بود   بجالِ خضر خاں نعم البدل بود
ہمہ شاد از خضر خانِ غم اندیش   خضر خاں ہم ولیکن با غمِ خویش
نہ از خویش و نہ از خویشاں خبر داشت   کہ تن آں جا و دل جائے دگر داشت
بروں گل بر عروسِ خویش میزد   درونش خارِ ہجراں نیش میزد
دو چشمش ماہ را نظارہ میکرد   مہِ دیگر دلش را پارہ میکرد
بلب نامِ عروس خانہ می گفت   بجاں پیشِ خیال افسانہ می گفت
پس از جلوہ چو بر شد بر سرِ تخت   قراں کردند باہم دولت و بخت
گہرہائے دگر بیروں شد از دُرج   مہ و خورشید باہم ماند در بُرج

خضر خاں کا نکاح دولرانی کے ساتھ

ہندوستان کے مسلمانوں میں موجودہ

رسم و رواج کے مطابق لڑکے اور لڑکی کو اپنے رشتہ ناتے کے معاملہ میں بہت کم دخل ہوتا ہے۔ اور اس ضروری معاملہ میں ان سے شاذونادر ہی رائے لی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر جگہ شرفا میں کنواری لڑکیوں کا اپنے رشتہ میں دخل دینا اور اپنی رائے کا اظہار کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانانِ ہندوستان میں یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے۔ خضر خاں کی پہلی شادی اُس کی مرضی کے خلاف ہوئی اور وہ شرم کے سبب سے اپنے ماں باپ کے منشا کے خلاف لب کشائی نہ کرسکا اور یہ ایسی بات ہے جو ملکہ جہاں اور قصرِ شاہی کی مستورات کو اچھی طرح معلوم تھی اور اس کا اُن کو اندیشہ تھا مگر غالباً وہ سمجھتی ہونگی کہ شادی ہوجانے کے بعد دولرانی کا خیال اُس کے دل سے خودبخود جاتا رہیگا لیکن یہ خیال اُن کا غلط ثابت ہوا اور خضر خاں کی عشق و شیفتگی میں جو اُس کو دولرانی کے ساتھ تھی اس شادی سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

خضر خاں کے لیے جب الم ہائے فراق ناقابل برداشت ہوگئے اُس نے دیکھا کہ والدین کی غفلت اور لاپروائی بدستور جاری ہے تو اُس نے مجبوراً اس معاملہ میں خود ہی ریشہ دوانی شروع کی اور ایک محرم راز کو روبراہ کرکے اپنی والدہ ملکہ جہاں کی خدمت میں بھیجا جس نے خضر خاں کی حالتِ زار نہایت موثر پیرایہ میں بیان کی اور کہا کہ بھتیجی کی خاطر بیٹے کو ہلاک کرنا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا۔ اگر کچھ عرصہ تک اور یہی غفلت رہی تو سوا کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارۂ کار نہو سکیگا ؎

کجا شاید کہ با ایں تختِ شاہی بود فرزندت اندر سینہ کاہی

تہیدستی بود نے تاجداری　　　کہ ہر کامے نباشد کامگاری
مکش بہر برادر زادہ فرزند　　　کہ آں رسمے و این جانی دست پیوند
اگرچہ رنجِ خویشاں رنجِ خویش است　　　ولیکن نے ز رنجِ خویش بیش است
ز انگشتِ برادر گر خلد خار　　　نہ چوں انگشتِ خویشت باشد آزار
ز درد ار چشمِ اہر ریش باشد　　　نہ ہمچوں دردِ چشمِ خویش باشد
مکن چنداں برادر زادہ را مہر　　　کہ یکسو تابی از فرزندِ خود چہر
ہنوزش ہست پایاب از تہی دست　　　ہمالی دست چوں در قعر بنشست

پیغام رساں کی اس تقریر کو سنکر ملکہ جہاں بہت متاثر ہوئی اور اُس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ یہ مضمون حضرت امیر نے جس خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے اس کی تعریف سے میری زبان و بیان قاصر ہیں۔ لطیف تشبیہوں اور نازک استعاروں کا تسلسل نہایت خوب واقع ہوا ہے شعرائے عجم کے کلام میں شاید مشکل ہی سے اس کا جواب مل سکے ؎

چو آں خونابہ قطرہ قطرہ در جوش　　　چو دُرّ و لعل با تو کرد در گوش
دل از یاقوتِ گوشش سفتہ تر گشت　　　دو چشمش ہمچو گوشش پُر گہر گشت

آخر کار ملکہ جہاں نے سلطان سے خفیہ طور پر اجازت حاصل کی اور گھر کے چند خاص آدمیوں کی موجودگی میں خضر خاں اور دولرانی کا چپ چاپ نکاح ہو گیا ؎

نہفتہ با درونی خاصۂ چند　　　نشست و عقدِ کابیں کرد پیوند

زدرجِ دیدہ گوہرہا بر دریخت
نثار از گریۂ شادی فرو ریخت

براں شد تا برآں مہمانِ شیریں
شکر ریزی کند از جانِ شیریں

ولی چوں شکرش بر جلوہ رہ داشت
نہ بہر شربت آں شکر نگہ داشت

خضر خاں جب اپنے اس انتہائی مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اُس کی حالت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی یعنی توفیقِ خداوندی اُس کی رفیق ہوئی۔ اُس نے تمام منہیات سے توبہ کی اور حضرت نظام الدین اولیاؒ سے بیعت کر کے اُن کے معتقدوں اور مریدوں کے حلقہ میں داخل ہو گیا اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گیا ؎

ارادت را در آں درگاہ شد خاص
گرفت الحمد اللہ ملکِ اخلاص

یکے خود بود شمعِ پادشاہی
دگر روشن شد از نورِ الٰہی

بہ ہمت زد درِ پرہیزگاری
خدا کردش در آں پرہیزگاری

ربود از جسم ملکِ انگشتری را
نگیں شد خاتمِ نیک اختری را

قضا گنج سعادت کردہ بازش
سعادت شد بہ تقویٰ کارسازش

زعینِ عصمت آبِ زندگی جست
رواں دست از ہمہ آلودگی شست

مصلّاے نماز افگند در پیش
سخن گفت از نیازِ سینۂ خویش

برآورد از پئے تحریمۂ راز
طلبگارِ عنایت را دو کف باز

بہ تکبیرے کہ از دنبالہ پیر
بزد بر ہر دو عالم چار تکبیر

بجہد آمد ز اقلاسِ نہانی
ز ہفت اندامِ او سبع المثانی

قیامے کرد در طاعت الف وار | کہ گشت از راستی سر حرف اسرار
رکوعے کرد چوں لام محقق | کہ گشتش معنی از تحقیق مشتق
سجودے کرد ہمچوں دالِ مسجود | کہ ہر رہ نمایش گشت موجود
زد اندر قعدہ زانوے امید | کہ زانو بوس گشتش ماہ وخورشید
چو در قعدہ تحیات رضا خواند | ز ملکش بس فرائض کاں قضا ماند
نمازے کرد بر سجادہ شوق | کہ کرد بی وعرشی گم شد از ذوق
چو ز آتش عشق بود از فرق تا پائے | گرفت اندر دلِ زندہ دلاں جائے
چو عشق اندر مجازش جلوہ گر داد | مجازش سوئے پل تحقیق رہ داد

خضر خاں کا زوال

جب خضر خاں کے جاہ وجلال اور دولت و اقبال کا آفتاب انتہائی عروج پر پہنچ چکا تو اب زوال کا وقت آیا جس کی درد انگیز داستان یہ ہے کہ سلطان علاء الدین بیمار ہوا خضر خاں نے نذر مانی کہ اگر سلطان کو صحت ہوئی تو پیادہ پا ہتنا پور کی زیارت کو جاؤں گا اور جب قدرے صحت ہوئی تو وہ اپنی منت کے پورا کرنے کو روانہ ہوا۔ ملک کافور نے جو حصولِ سلطنت کی فکر میں تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور جھوٹی سچی شکایتیں کر کے سلطان کو خضر خاں اور اس کے خسر الپ خاں سے بالکل بدظن کر دیا۔ الپ خاں تو فوراً قتل کر دیا گیا لیکن خضر خاں کو نسبتہً کم سزا دی گئی۔ چتر و دورباش (جو ولیعہدی کی علامتیں تھیں) اس سے واپس لی گئیں اور اس کو امروہہ میں رہنے کا حکم ہوا۔ اور یہ کہ بلا طلب دہلی میں نہ آئے۔ خضر خاں جب میرٹھ کے علاقہ سے آگے بڑھا

تو یہ شاہی عتاب نامہ ملک حسام الدین کے ذریعہ سے اُس کو پہنچا جس کی فوراً تعمیل کی اور چتر و دورباش ملک حسام الدین کو سپرد کر کے خود امروہہ چلا گیا۔

حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں کہ خضر خاں سے باوجودیکہ وہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کا معتقد تھا اور دل سے اُن کی تعظیم کرتا تھا یہ غلطی ہوئی کہ وہ سفرِ زیارت سے پہلے اور نیز سفر کے بعد اپنے پیر یعنی حضرت سلطان نظام الدینؒ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ اُس کا قدم اتقا اور پرہیزگاری کی صراطِ مستقیم سے بھی ہٹ گیا تھا ؎

غلط شد با چناں تعظیمِ پاکاں ق یکے رسمش ز رسمِ ہوشناکاں
کہ چوں عزمِ زیارت کرد چوں تیر — نشد بہرِ زیارت جانبِ پیر
نہ رفت آں سو گہِ باز آمدن نیز — کہ پوشید آسمانش چشمِ تمییز
چو بر رویش قضا میخواست گردے — نبردش در پناہِ نیک مردے
حمایتِ الٰہی و امانِ درویش — ز صد سدِ سکندر قوتش بیش
بگوشِ اقبال میکردش منادی — کہ حج بر در نشاید قطعِ وادی
ولے گوشش پُر از بانگِ نے و چنگ — درو کے راہ یابد دیگر آہنگ
چناں ہم بود کز پرہیزگاری — قدم لغزیدہ بودش ز استواری
بدستش طرۂ سیمیں عذاراں — چو سبحہ در کفِ پرہیزگاراں
ترنمہا کہ رفتہ تا بخورشید — شدہ بیت السعادت برجِ ناہید

چو بر عزم زیارتگاہ می رفت | ہزاراں رہزنش ہمراہ می رفت
ز نغمہا کہ ہوشش از مغز می رفت | درخت و دشت و صحرا پای میکوفت

خضر خاں کی سیرت و خصلت جہاں تک کہ حضرت امیر خسرو اور مورخین عصر کے بیان سے سمجھی جاتی ہے اس سے خضر خاں کوئی سیاسی آدمی معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ایسا نازپروردہ شہزادہ ثابت ہوتا ہے جس کو سوائے عیش و عشرت راگ و رنگ اور لہو و لعب کے ملکی معاملات اور سیاسی جوڑ توڑ سے کبھی کوئی سروکار نہیں رہا۔ ایسی حالتوں میں اس کی نسبت بغاوت یا گورنمنٹ کے خلاف کسی سازش کا اتہام جو اس کی طبیعت اور فطرت کے خلاف تھا سلطان علاءالدین کو باور کرا دینا بظاہر بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے مگر مورخین کے بیان پر غور کرنے سے اس قسم کے شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں

اس واقعہ کے متعلق فرشتہ کی بیان کے بعض حصے اگرچہ حضرت امیر کے بیان سے کسیقدر مختلف ہیں اور یہ اختلافی امور حضرت امیر کے مقابلہ میں کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتے لیکن اس سے سلطان علاءالدین کی ناخوشی کے وجوہ بہت صاف معلوم ہوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ "سلطان علاءالدین ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا۔ چونکہ خضر خاں اور ملکہ جہاں ہمیشہ نئے جشنہائے شادی میں مصروف رہتے تھے اور سلطان کے معالجہ کی طرف مطلق التفات نہیں کرتے تھے اس لیے سلطان اپنی عدم صحت کو ان کی غفلت اور لاپرائی کی طرف منسوب کر کے ان سے سخت ناراض ہو گیا۔ ہر روز ان سے ایسی نئی ادائیں زد

ا؎ حضرت امیر خسرو نے بخار اور ضیاء برنی نے استسقا لکھا ہے

ہوتی تھیں جن سے سلطان کی ناراضی اور بدگمانی بڑھتی جاتی تھی اس لیے کہ خضر خاں کو سوائے مجلس آراستہ کرنے شراب پینے راگ و رنگ سننے چوگاں کھیلنے اور ہاتھیوں کی لڑائی دیکھنے کے کوئی کام نہ تھا۔ اور ملکہ جہاں بھی اپنے پوتوں اور نواسوں کی تقریبات عقیقہ و ختنہ وغیرہ کے سوا کسی چیز کی طرف التفات نہ کرتی تھی۔ اور جو بات کہ کبھی ان کے ذہن میں نہ آتی تھی وہ سلطان اور اُس کی بیماری کا خیال تھا۔"

یہ حالت دیکھکر سلطان نے ملک نائب کو دکن سے اور الغ خاں[1] کو گجرات سے طلب کیا اور جب یہ فوراً حاضر ہو گئے تو خوش ہوا اور تنہائی میں ملک نائب سے بیوی بچوں کی لاپروائی کی شکایت کی۔ ملک نائب نے (جس کے دماغ میں حصولِ سلطنت کا خبط جاگزین ہو رہا تھا) فرصت کو غنیمت سمجھکر کہا کہ یہ لوگ الغ خاں کے ساتھ حضور کے دفع میں متفق ہو گئے ہیں اور آپ کی موت کی دعائیں کر رہے ہیں۔ (بدقسمتی سے) اسی اثناء میں ملکہ جہاں نے اُلغ خاں کی لڑکی کے ساتھ شادی خاں کی شادی کی اجازت طلب کی ملک نائب نے پھر موقع پاکر نہایت ہولناک باتیں سلطان کے گوش گذار کیں جن کو سنکر سلطان اُن لوگوں سے بدگمان ہو گیا اور از راہِ احتیاط و دور اندیشی خضر خاں کو امروہہ کی طرف رخصت کر دیا اور کہا کہ جب صحت ہو گی تم کو طلب کر لیا جاویگا۔

خضر خاں چونکہ ناز پروردہ اور ناتجربہ کار تھا اور شاہی عتاب کی تلخی سے اب تک

---

[1] یہ الغ خاں الماس بیگ الغ خاں نہیں ہے جو سلطان علاء الدین کا بھائی تھا۔ بلکہ یہ الپ خاں معلوم ہوتا ہے جو ملکہ جہاں کا بھائی اور خضر خاں کا ماموں اور خسر تھا (جیسا کہ ہم اوپر تحقیق کر چکے ہیں)

واقف نہ تھا اس لیے امروہہ پہنچکر سخت رنج والم میں مبتلا رہا جب اس حالت سے کچھ افاقہ ہوا تو اس معاملہ پر غور کی اُس نے سمجھا کہ میں بالکل بے قصور ہوں سلطان کی ناخوشی کا ایسی حالت میں کوئی اندیشہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ باتیں سوچکر فوراً بلا طلب دہلی میں اور سلطان کی حضور میں حاضر ہو گیا۔ سلطان اُس کے آنے سے خوش ہوا اور پدرانہ شفقت سے گلے لگایا۔ اور معذرت کی ؎

با مروہہ در دل غمناک نشست | چو گل با سینۂ صد چاک نشست
در اندیشید ز اں پس با دلِ خویش | کہ نتواں داشت بی مرہم دلِ ریش
گر فتم شہ چو دریا سہمناک ست | نہ آخر گوہر ادیم چہ باک ست
گناہِ خود نمی بینیم دریں ہیچ | کہ خشم شاہ گوشم ادہد پیچ
ور آرد گوشمالِ ادبجوشم | شفیعے ہست مروارید گوشم
وگر زو نشنود عذرِ گناہم | بمروارید دیدہ عذر خواہم
بدیں اندیشہ یکدم شاد بنشست | پس آں گاہے چو گل بر باد بنشست
بسرعت سوئے حضرت شد شتابان | چو مہ در چرخ و با داندر بیاباں
شبا روزی بہ تیزی کرد رہ قطع | رسید و پیشِ شہ زد بوسہ بر نطع

فرشتہ نے اتنی بات اور اضافہ کی ہے کہ "سلطان نے پدرانہ شفقت و مہربانی کے اظہار کے بعد خضر خاں کو اجازت دی کہ محلسرا میں جائے اور اپنی والدہ اور بہنوں کو دیکھے۔ لیکن چند روز کے بعد جب خضر خاں غافل ہو گیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہو کر دربار کی

پابندی ترک کردی تو ملک نائب کو موقع مل گیا۔" اس نے سلطان سے کہا کہ خضر خاں اور شادی خاں بعض امراء کے ساتھ سازش کر کے آپ کی جان لینے کے خواہاں ہیں اس کی تائید میں بہت سے غلاموں اور خواجہ سراؤں کی شہادتیں دلوادیں اور طرح طرح کے مکر و فریب کام میں لاکر سلطان سے حکم حاصل کر لیا کہ دونوں بھائی قلعہ گوالیار میں قید کر دیئے جائیں اور ملکہ جہاں کو بھی محلسرا سے نکال کر پرانی دہلی میں محبوس کیا گیا۔

سلطان علاء الدین خضر خاں کو اپنے سامنے طلب کر کے قید کا حکم سناتا ہے۔ اور خضر خاں کی بیقراری دیکھکر کہتا ہے ؎

خضر خاں چوں بروں ادایں دم درد
بلرزید خاصانِ آں دم سرد

سے بگریست شہ چوں بر نور رو
پس از دل بر زد ایں برق جگر سوز

کہ ایں شعلہ کت از من یادگار ست
ترا از دو زخم گوئی شرارست

چہ پنداری مرا جانے ست در تن
بجانِ تو کہ مردہ بہتر از من

چگونہ ماند اندر چشم من نور
کہ چوں تو مردم از چشم شود دور

ولے چوں آفرینش دارم ایں ننگ
کہ باشد حکم من چوں نقش بر سنگ

اگر جنبش آید کوہ را پائے
نہ جنبد حکم سنگین من از جائے

وگر چوں یخ گداز د جانِ سنگیں
خط سنگ ست اگر نقش یخ ست ایں

ز خلقت چوں مرا ایں گونہ حال ست
بدل در خلقتِ مردم محال ست

چو آگاہی ز خوے بد ستیزم
بہر بار سلامت زاب خیزم

ہم اکنون بازت آرد بختِ والا | بر افسر سازدت لولوے لالا

خضر خاں کی روانگی کے وقت سلطان کی اندرونی حالت و شفقتِ پدری اور نخوتِ شاہی میں جو باہمی آویزش و کشمکش ہو رہی ہے اُس کی تصویر حضرت امیر خسرو نہایت خوبی کے ساتھ کھینچتے ہیں اور قلبی کیفیات کی تصویر خصوصاً جب کہ وہ متضاد ہوں شاعری میں نہایت ہی مشکل کام ہے۔

چو آئینِ وثیقت محکمی یافت | دو دل با عالمِ غم ہمدمی یافت
اشارت کرد شاہِ محکم آئیں | بداں دشمن کہ محکم داشت تمکیں
چراغِ ملک را بردن شبانگاہ | بحصنِ گوالیر از منظرِ شاہ
تعالیٰ اللہ ندانم کاں چہ دل بود | کہ نزدش گوہرے زآنگونہ گل بود
چکیدہ قطرہ دریا دلش از روے | فگند از روے خود چوں قطرہ سوے
سکونت را عجب برپای میداشت | کہ جاں میرفت و دل برجاے میداشت
جگر می کند ہجر آتش بصد زور | کہ در کندن نبودش ذرہ شور
جگر گوشہ ز دیدہ می شدش دور | بدیدہ خونِ دل میداشت مستور
ہمی رفت و ہمی شد طاقتش کم | ز چشمش دیدہ وا ز دیدہ ہر دم
درونش پارہ پارہ می شد از درد | بروں آں دردہا پنہاں می خورد
جدائی ہر دو را چوں کرد تقسیم | تو پنداری کہ یک جاں شد بدو نیم
رواں شد نیم جاں با جانِ پر غم | شہنشہ ماند نیمے جانِ درہم

سر سوزن نہ سر رشتہ پدیدار | کہ تواں دوخت آں دو نیمہ یکبار
چو آں دیدہ ز چشمش بر کراں شد | ز گریہ مردم چشمش رواں شد

مورخین لکھتے ہیں کہ الپ خاں کے قتل اور خضر خاں و شادی خاں کے قید ہونے سے ملک میں سخت بغاوتیں برپا ہوئیں لشکر گجرات نے بغاوت کرکے فتنۂ عظیم برپا کر دیا سلطان نے ملک نائب کے مشورہ سے سید کمال الدین کرک کو اس فتنہ کے دبانے کے لیے بھیجا جو الپ خاں کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوکر نہایت بری طرح قتل کیا گیا۔ حاکم چتور[1] نے بھی بغاوت کی اور وکلائے شاہی کو جو قلعہ میں تھے مشکیں باندھکر فصیل قلعہ سے نیچے پھکوا دیا۔ ہرپال دیو بھی جو رام دیو سابق والی دکن کا داماد تھا باغی ہو گیا اور اکثر شاہی تھانوں کو اٹھا دیا۔ سلطان علاء الدین ان بغاوتوں کی خبروں کو سنکر اپنے بستر مرگ پر پیچ و تاب کھاتا اور دانت پیستا تھا اس کی حالت روز بروز ردی ہوتی جاتی تھی۔ اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہوتی تھی۔ آخر اسی حالت میں بتاریخ ۶ شوال ۷۱۵ھ ہجری وفات پائی۔

حضرت امیر اس واقعۂ وفات کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

کہ چوں شد امر احکم لایزالی | شد از روئے خضر خاں دید خالی
درونش را در آں غمہای جانی | تواں رفت و فزوں شد ناتوانی
دلش خوں می شد و بیروں نمی داد | جگر را غوطہ جز در خوں نمی داد

---

[1] یہ غالباً کوئی دوسرا چیتور ہے جو جنوبی ہند میں ہے۔ راجپوتانہ والا چیتور معلوم نہیں ہوتا

فرو می ریخت خونِ تاب خوردہ — چو دیوارِ گلِ خام آب خوردہ
یکے ریخش گرفتہ در جگر گاہ — دگر قطعِ جگر گوشہ جگر کاہ
وزیں ہر دو بتر خوے جفا ساز — کہ گر میرم نیارم رفتہ را باز
ستیزے سخت کایں رسمِ جہال ست — کہ ہر چہ آں من کنم گشتن محال ست
جفا بر دشمنِ بیروں تواں کرد — چو در سینہ است دشمن چوں تواں کرد
سہ دشمن در درون گشتہ بلا سنج — غمِ فرزند و خوے ناخوش و رنج
گرفت ایں ہر سہ خصمش در جگر جائے — بریں ہر سہ اجل شد کار فرمائے
ز شوال آمدہ ہفتم بیاپے — سنہ ہفتصد سہ پنج بر سرِ شے
کزیں پر پیچ آں شاہِ آفاق — بروں زد ہفت گنبد بر دشش طاق
برو کرد آں چناں شیرِ فلک زد — کہ شد زانگونہ شیرے طعمۂ گور
نگر تا چند زینساں شیرِ پر بیم — شکارِ گور شد زیں آہوے سیم
عجب ناوک زنے کو گاہِ نخچیر — شگافد مور و اژدرہا بیک تیر
چو بوسیدے برآرد لطمۂ خویش — چہ سلطان زیرِ آں لطمہ چہ درویش

سلطان علاء الدین کی وفات کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت امیر دنیا اور اس کی دلچسپیوں کو بہ نظرِ اعتبار دیکھنے اور اُن سے دل نہ لگانے کی نصیحت فرماتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ منظر نہایت ہی وحشت خیز اور عبرت انگیز لکھا ہے ؎

دریں ایواں کہ بینی لعبتے چند — بزلف و جعدِ شاں دل را مکن بند

کہ لعبت باز ایں ہر ہفت پردہ | کہ لعبت می کند ہر ہفت کردہ
ہر آں لعبت کہ امروز آورد پیش | چہ خواہد کردنش فردا ببیند بیش
مبیں لعبت کہ بر روئے زمین ست | کہ زیرِ خاک لعبت بیش ازیں ست
گر از دیبائے چینی خواہی نمونہ | زمیں اکردہ باید باز گونہ
چرا بر تختِ عاج آں کس نہد تاج | کہ زیرِ تختۂ گل خواست شد عاج
خرد بیند چو گردد استخوان رنج | کہ شاہ را ستیں شد شاہِ شطرنج
مبیں کامروز مانندش استخوان چیز | کہ فردا خاک گردد استخوان نیز
چو اوّل خاک و آخر نیز خاکیم | چہ چندیں بہرِ خاکے سینہ چاکیم
چو ہر کز خاک زاید باز خاک ست | خوش آں کس کز غمِ بیہودہ پاک ست
چرا باید گرفت آں کشور و شہر | کزاں نہ ہند بیش از چار گز بہر

محمد قاسم فرشتہ بحوالہ تاریخ صدر جہاں گجراتی لکھتا ہے کہ سلطان علاء الدین کی وفات کے دوسرے دن ملک نائب نے تمام امرا و ارکانِ دولت کو جمع کر کے سلطان کا ایک نوشتہ اُن کے سامنے پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ میں خضر خاں کو معزول کر کے بجائے اس کے شہاب الدین عمر کو ولیعہد مقرر کرتا ہوں۔ شہاب الدین کی عمر اس وقت صرف سات سال کی تھی۔ ملک نائب اُس کو برائے نام تخت پر بٹھا کر کاروبار سلطنت بحیثیت نیابت کی خود انجام

لہ اس مضمون کو حضرت امیر خسرو نے غرۃ الکمال کے دوسرے قصیدہ میں اور بھی مؤثر اور ہیبت ناک پیرایہ میں لکھا ہے

زروئے خفتگانِ خود زمیں گر پردہ بردارد | درآں دیباچۂ عبرت بمانی تا ابد حیراں
نہفتہ خاکدانے بینی اندر کلۂ کسرے | شکستہ استخوانے بینی اندر کاسۂ خاقاں

دینے لگا اور تمام امراء علائی کو اپنا ہوا خواہ تصور کر کے تخت نشینی کے پہلے ہی دن ملک سنبل کو باربکی کا منصب عطا فرمایا اور فوراً گوالیار کو روانہ کر دیا تاکہ خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھوں کو بے نور کر دے۔ اس کافرِ نعمت اور کور دل نے وہاں پہنچکر دونوں بھائیوں کی آنکھیں نکلوا دیں۔

حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں کہ سلطان کی نعش کے دفن سے پیشتر ہی ملک نائب نے ملک سنبل کو گوالیار روانہ کر دیا۔ اور جب خضر خاں کو اس کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے کسی قسم کی گھبراہٹ اور بیقراری کا اظہار نہیں کیا اور احکامِ قضا و قدر کو رضا و تسلیم کے ساتھ برداشت کرنے پر مستعد ہو گیا۔

ہنوز آں ماہ را نابردہ در عہد — کہ گشت آں دشمنِ مہدی کش از عہد
سبک نامہربانے را رواں کرد — کہ بے مہری کند تا میتواں کرد
شتابد میل میل آں سو بہ تعجیل — کہ نورِ دیدۂ شہ را کشد میل
شتابان رفت سنبل تند چوں باد — غبار آلودہ سوئے سروِ آزاد
خضر خاں را خبر شد کامد آں خار — کزاں بادامِ چشمش یابد آزار
بہ تسلیمِ قضا بنشست خنداں — نرفت از جائے چوں ناہوشمنداں
چنیں تا آں غبار آلودہ از راہ — برآمد بر فرازِ قلعہ ناگاہ
برآں جانِ گرامی باتنے چند — رسید آہختہ بر گل[1] سوزنے چند
چو آں دیدہ برآں خصماں نظر کرد — ہماں چشمے کہ خواہد رفت تر کرد

[1] گل سے خضر خاں اور سوزنے چند سے مُراد تلواریں

بگریہ گفت با شہ فرو خفت   کزینساں فتنہ خفتہ بر آشفت

چہ حال ست این و این حرفش از چیست   برایں ندانی ایں تخیلش از کیست

در امیدِ خلاص آں خود نباشد   کہ دشمن لائقِ مسند نباشد

وگر بر دیدہ و بر جان ست فرماں   منم فرماں پذیر از دیدہ و جاں

سنبل خضر خاں کے جواب میں اپنی مجبوری اور معذوری ظاہر کرتا ہے ۔

جوابش داد سنبل کاے گُلِ بخت   چہ باشد سنبلے با صد مہ سخت

بحکمے کاں بسختی تند بادیست   گیاہے را نہ جائے ایستادیست

منم سنبل ترا یک بندہ داغی   نہ آں سنبل کہ شد آبی و[1] باغی

بشارت می دہم بارے نخستت   کہ حکمے نیست بر جانِ درستت

ولیکن در چنیں فسخ جمالی   ہمی خواہد فلک عین الکمالی

مرنج از من کہ از من نیست این زور   کہ چوں خود خواہد اختر حملہ را کور

چو بود اندر حیاتِ شاہ دستور   بچشمش چوں بچشمِ مردہ کافور

ہمی خواہد زرائے سستِ تمیز   کہ کافوری کند چشمِ ترا نیز

اس مکالمہ کے بعد خضر خاں اپنے آپ کو سنبل کے حوالہ کر دیتا ہے اور بے رحم سپاہی اس کو پچھاڑ کر آنکھیں نکال لیتے ہیں ۔

چو خاں دانست کامد تیرِ تقدیر   شد از دیدہ باستقبالِ آں تیر

---

[1] آبی و باغی کے دو معنی ہیں:- اوّل تو سرکش اور بغاوت کرنے والا اور دوسرے پانی سے پرورش پانے والا اور باغ میں اُگنے والا

برغبت داشت نرگس پیش سنبل | کہ خواہی خارم افگن خواہیم گل
چو دید آں حال سنبل چار و ناچار | عنیفاں از ہر سو کرد بر کار
کہ بفگندند سرو راستیں را | بیازردند چشم نازنیں را
کسے کز بہرِ زخمِ چشم زد نیل | رسیدش چشم زخمے ناگہ از میل
چناں چشمے کہ از سرمہ شدے ریش | چگونہ تاب میل آرد ببیندیش
چو پر خوں شد خماری نرگسِ وے | خماری گوئیا قے مے کند مے
خمارے داشت چشمش وائے صد وائے | کہ شد چشم و خمارش ناید بر جائے
بدیدہ ہر کس اندر درد می کرد | وے از دیدہ ہمی افشاند زہے درد
اگر بود از فلک زینگونہ بیداد | فلک کور است یا رب کور تر باد
ستارہ بر شہابی یافت چوں میل | کہ انجم را کشند میلے بہ تعجیل
جہانے خستہ شد کز بس خرابی | شد آں بادام عنابی و آبی
رقم کاں بود بر چشمش قلم را | بچشم خویشتن خواند آں رقم را
وگر پرسی سوادش کز قدر بود | اِذَا جَاءَ الْقَضَا عَمِیَ الْبَصَر بود

ملک نائب خضر خاں اور شادی خاں کی طرف سے مطمئن ہو کر شاہزادہ مبارک خاں کی فکر میں مصروف ہوا اور چاہتا تھا کہ اُس کو بھی کسی ترکیب سے قتل کرا کر سلطنت کا بالکل مالک و مختار ہو جائے لیکن قضا و قدر کا قلم مبارک خاں کی بادشاہت پر جاری ہو چکا تھا۔
ملک نائب نے جو ترکیب اُس کے قتل کے لیے کی تھی وہ اُلٹ گئی اور جو لوگ اُس کے قتل پر متعین

ہوئے تھے اُنھوں نے رات کے وقت جب کہ عمال اور ملازم اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور قصرِ ہزار ستون کے دروازے بند کر دئیے گئے ملک نائب کے خیمے میں گھسکر اُسکو اور اُس کے تمام خواص اور مشیروں کو قتل کر ڈالا اور خضر خاں پر جو ظلم ہوا تھا اُس کی مکافات پوری پوری اُس کو مل گئی ؎

فلک زانجا کہ در پاداش سرہاست   دعائے دردمنداں را اثرہاست
زمانہ ساخت تیغے ز آہِ مظلوم   سرِ شومش فگند از گردنِ شوم
چو گفتم سر بسر بکشایم این قطع   کہ خونریزِ سرش چون بود بالقطع
چو دانست آں طلبگارِ بلندی   کہ ہر سو چیرہ گشت از زورمندی
اگرچہ خاطرش بیدار ہم بود   کش از ہر خار خارے خواب کم بود
ولے چوں وقت کاں تیغ ست قاطع   رسید و داد بیروں نورِ ساطع
نہانی داوِ شش افیونے زمانہ   کز و ہوش و خرد شد بر کرانہ
بلے ہست این عمل و دہرِ قلاب   کہ بیدارانِ عالم را دہد خواب
دو قرصے کاندریں بالا و شیب اند   چو نانِ کیسہ پر مردم فریب اند
فریبِ آسماں خوردن نشاید   بجز گر گرت از سرِ گردن نباید
چو ابرِ دیدۂ منعم جفا کرد   سپہر از دیدہ جانش سزا کرد

خضر خاں کے کسی خیرخواہ نے ملک نائب کے قتل کی خوشخبری قاصد کے ذریعہ سے خضر خاں کے پاس پہنچائی۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو سنکر خضر خاں نے خدا کا شکر

کیا مگر کچھ خوش نہوا ؎

سلیم القلب فرزندِ جہاں شاہ	بدل بود از فریب عالم آگاہ
نہ چنداں شادماں گشت اندراں کار	کہ ہر کس را بنوبت دید تیمار
کسے کز خیج نوبت رنج دارد	برنجد گرچہ نوبت سنج دارد

خضر خاں چوں زعیب انصافِ خود یافت	کرم را جائے شکر بے عدد یافت
بمسکینے جبیں بر خاک مالید	ز آہِ خصم و سوزِ خود بنالید
بر آں بدخواہِ بے تمیز بگریست	بر و بگریست و بر خود نیز بگریست

قطب الدین مبارک شاہ کی تخت نشینی اور خضر خاں کا قتل

ملک نائب کے قتل ہونے کے بعد شاہزادہ مبارک خاں اپنے چھوٹے بھائی شہاب الدین عمر کی نیابت میں سلطنت کا کاروبار انجام دینے لگا لیکن رفتہ رفتہ اس نے اُمرا دولت کی ساتھ ساز کر کے دو مہینہ کے بعد روز یکشنبہ ۲ محرم ۷۱۶ھ کو تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین مبارک شاہ اس کا خطاب قرار پایا۔ اور شہاب الدین عمر کو اندھا کر کے قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے اپنے جلوس کی دوسرے[1] سال دکن پر فوجکشی کی اور واپسی کے وقت جب بمقام جھائن پہنچا تو شادی کتہ سر سلاحدار

---

[1] جلوس کا دوسرا سال حضرت امیر کے بیان کے موافق ۷۱۷ھ اور مورخین کے بیان کے موافق ۷۱۸ھ ہوتا ہے

کو گوالیار روانہ کیا تاکہ خضر خاں و شادی خاں اور شہاب الدین عمر کو قتل کر دے اور اُن کے اہل و عیال کو دہلی لے آئے چنانچہ اُس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے خضر خاں کی منکوحہ دیول دی کو اپنے حرم میں داخل کیا۔ مورخین نے اس قتل کے اسباب سے مطلق بحث نہیں کی۔ اور نہ اس کی نسبت حضرت امیر خسروؒ نے کچھ لکھا ہے۔ سلطان قطب الدین کی سلطنت پوری طرح مستحکم ہو چکی تھی۔ ان تینوں بھائیوں کی طرف سے جو نابینا ہو چکے تھے بظاہر کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قتل کی ضرورت کن اسباب سے پیش آئی۔ ضیاء برنی اور دیگر مورخوں نے دکن کی فوجکشی کے سلسلہ میں ایک ایسا واقعہ لکھا ہے جو میرے نزدیک اس قتل کا سبب ہو سکتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جب سلطان مہم دکن سے واپس آرہا تھا تو راستہ میں سلطان علاء الدین کے بھتیجے ملک اسد الدین نے اُس کے قتل کی ایک زبردست سازش تیار کی۔ سپاہیوں کی جماعت اُس کے ساتھ اس میں شریک تھی۔ لیکن اُنھیں میں سے ایک شخص نے وقتِ معین سے پیشتر یہ تمام راز سلطان سے بیان کر دیا۔ چنانچہ ملک اسد الدین گرفتار ہو کر بعد ثبوتِ جرم قتل کیا گیا اور اُس کے تمام شریک یا جن کی نسبت شرکت کا شبہ ہوا سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔

نہایت قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین نے بغاوت کے اس واقعہ سے متاثر اور خوفزدہ ہو کر خضر خاں وغیرہ کو قتل کرا دیا ہو۔ اس لئے کہ اگرچہ یہ لوگ بحالت موجودہ سلطنت کے قابل نہیں رہے نہ اُس کے دعویدار ہو سکتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ باغیوں اور سرکشوں کے لیے آلۂ بغاوت و سرکشی ضرور بن سکتے ہیں

اس لیے سلطان قطب الدین نے گزشتہ واقعہ سے متنبہ ہو کر ان عزیزوں کا قتل ہی ضروری سمجھا۔ حضرت امیر خسرو کے الفاظ سے بھی کچھ ایسا ہی مفہوم مترشح ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں [1]

کہ چون سلطان مبارک شاہ بے مہر　　ز تلخی گشت بر خویشان ترش چہر

صلاح ملک در خون بزرگان دید　　سزاواری بہ تیغ تیز شان دید

بر آن شد تا کند از کین سگالی　　ز انبازان ملک اقلیم خالی

سلطان قطب الدین جس موقع پر ملک شادی کو بلا کر فوراً گوالیار جانے اور شاہزادوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے وہاں بھی حضرت امیر کے الفاظ سے اسی قسم کا مضمون معلوم ہوتا ہے [1]

بہ تندی سر سلاحی را طلب کرد　　کہ باید قصد کردہ امروز شبگیرد

ز دو اندر گوالیر این دم نہ بس دیر　　سر شیران ملک افگن بشمشیر

کہ من ایمن شوم ز انبازی ملک　　کہ ہست این فتنہ کمتر بازی ملک

حضرت امیر کے نزدیک خضر خاں کے قتل کی اصلی وجہ وہی تھی جو مذکورہ بالا اشعار سے مفہوم ہوتی ہے۔ لیکن سلطان قطب الدین نے قتل کا بہانہ پیدا کرنے کے لئے خضر خاں کو ایک مخفی پیغام بھیجا جس میں برادرانہ شفقت و ہمدردی کا اظہار کرنے کے بعد موجودہ قید سے رہائی اور کسی صوبہ کی حکومت پر مامور کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا اور ان تمام مدارج کے بعد اس امر کی خواہش کی گئی تھی کہ دولرانی کو جو ایک کنیز ہے اور سلطنت کی ملک ہے ہمارے پاس بھیج دو [1]

نہاں سوے خضر خاں کس فرستاد　　کہ تو داری بعذر از دل برون داد

---

[1] بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم دہلی میں دیا جا رہا ہے مگر مورخین نے بمقام جھائن لکھا ہے۔ جھائن اور گوالیار کا فاصلہ مجھے معلوم نہیں

که ای شمع ز مجلس دور مانده   تنت بیتاب و رخ بی نور مانده
تو میدانی که از من نیست این کار   ستم کش ماند و یکسو شد ستمگار
گرت بندی ست از گیتی خداوند   چو وقت آید همت بگشاید این بند
نمی شاید درین اندیشه تعجیل   بهنجار از وحل بیرون رود پیل
کنون ما هم دران هنجار کاریم   بهنجاری ازین بندت بر آریم
چو در خوردی که باشی مسند آرای   بهر اقلیمی کنیمت کار فرمای
ولی مهر کسی کاندر دلت رست   نه در خورد علو همت تست
دولرانی که در پشت کنیزیست   کنیز از مه بود هم سهل چیزیست
شنیدم کان جناب گشت ارجمندت   که شد پا بوس او سرو بلندت
نه بس زیبا بود کز چشم کوتاه   پرستار پرستاری شود شاه
کدو در صحن بستان کیست باری   که جوید سربلندی با چناری
تمنای دل ما می کند خواست   کزان انوشتین بادیت خاست
چو زیبا رفت با زیبا فرستش   بپائین گاه تخت ما فرستش
چو سودای دلت گم گشت چیزی   دهیمت باز تا باشد کنیزی

اِس پیغام کے جواب میں خضر خاں شاہی حکم کی تعمیل سے قطعاً انکار کرتا ہے اور کہتا ہے

نخست از دیده لب را جوش خون داد   پس آلوده بخون پاسخ برون داد

کہ شہ را ملک ارزانی چون وفا کرد　　دولرانی بمن باید رہا کرد
وریں دولت ہم از من دور خواہی　　مرا بے دولت و بے نور خواہی
چو با من ہمسر ست ایں یارِ جانی　　سرِ من دور کن زاں پس تو دانی

اس سخت جواب کو سنکر سلطان آگ بگولا ہو جاتا ہے اور ملک شادی کو طلب کر کے فوراً گوالیار جانے اور ان مظلوم اندھوں کے قتل کا حکم دیتا ہے۔

ملک شادی نے ایک رات دن میں مسافت طے کی اور گوالیار پہنچکر محافظان قلعہ کو شاہی حکم سے آگاہ کیا۔ بے باک سپاہی نہایت گستاخی کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے۔ مستورات میں ایک شورِ قیامت برپا ہو گیا۔ ناز پروردہ شہزادے مشکیں بندھے ہوئے قاتلوں کے سامنے حاضر کیے گئے۔ ملک شادی قتل کا اشارہ کرتا ہے لیکن اس لعنت انگیز کام کے انجام دینے کی کسی کو جرات نہیں ہوتی ہے

چو بستند آں دو دولتمند را سخت　　زمانہ بست دستِ دولت و بخت
فتادند آں دو شگرفان زبونے　　درآمد سو بسو شمشیرِ خونے
چو جست آواز بے رحمی ز خنجر　　درآمد خونئے بے رحمت از در
جہانے مایۂ غم شادیش نام　　مخالف چوں خطِ مہر و غم و دام
جبینے تند چوں سکّینِ جلّاد　　نگاہے تیز چوں متنِ فولاد
اشارت کرد ہر سو راندنِ تیغ　　نہ شد برقِ کسے در جنبش از میغ

عفا اللہ بر چناں روباہے چون ماہ — کسے چوں برکشد شمشیرِ کیں خواہ
کرا در دل نیاید سوزِ جانی — ز افسوسِ چناں عمرِ جوانی
فلک را با دیار بے سینہ صد چاک — کز ینساں ارجمنداں را کند خاک
بخون قصاب را رحمت چہ جوئی — کہ خواہد تیغِ خود را سرخ روئی
چو گل بند دسپر جلّادِ خونریز — ز اندامے چو گل نہ بود بہ پرہیز

آخر کار ایک نیچ قوم کا ہندو جرأت کرکے آگے بڑھتا ہی اور اپنے افسر سے جوہردار تلوار لے کر خضر خاں کو قتل کرتا ہی ؎

غرض کس را پریشاں چوں نشد رائے — کہ گردد تیغِ خوں را کار فرمائے
بجنبید از میاں چوں تند بادے — فرو تر نسبتے ہندو نژادے
ز فرماینده تیغِ گوہریں جست — کشید و کرد دامانِ قبا چست
برآمد گردِ آں سروِ گرامی — کہ از سرسبزیِ خود بود نامی
شہادت خاست از خضر اندر آں کاخ — چو تسبیح درخت از سبزیِ شاخ
سیاست را فلک یاری ہمی کرد — شہادت را ملک یاری ہمی کرد
درِ فردوس رضواں باز کردہ — ہمہ حوراں دُرود آغاز کردہ
ازاں بانگِ شہادت کامد از شاہ — شہادت گوی شد ہم مہر و ہم ماہ
چو بر شد خنجرِ شہ جعد بر دشت — ق — در آں منظر فغاں چوں رعد بر داشت
سپر می کرد خورشید از تنِ خویش — ولے تقدیر یکسو کردش از پیش

کند تیغِ قضا چوں قطعِ امّید　　　نہ مہ داند سپر کردن نہ خورشید
بیک ضربت کہ آں نامہرباں کرد　　　سرِ شہ در کنارش میہماں کرد

خضر خاں کی روح جسم سے نکل کر دولرانی کے گرد اگرد چکّر لگاتی ہی اور اپنی الوداعی اسپیچ کرتی ہے

چو خونِ خضر خاں در خاک در شد　　　ز خونش ہر گیا خضرے دگر شد
بگردِ یارِ خود می گشت جانش　　　ہمی گفت ایں حکایت از زبانش
کہ اے جانِ من و آشوبِ جانم　　　کہ در کارِ تو شد جان و جہانم
چو من بہرت ز جاں کردم جدائی　　　مبرّی ز آشنایاں آشنائی
ہر جائے کہ خونم اند ایں تنِ پاک　　　گیاہِ مہر خواہد رستن از خاک
ز خون و خاکم ایں رنگیں گیا جوے　　　ازاں گو گردِ سرخ ایں کیمیا جوے

ورآگہ نیست آں ماہِ قصب پوش　　　ق　　　کہ خونم بر زمیں چوں می کند جوش
بجو اینیدش کہ آید از سرِ سوز　　　شہیدِ خویش را بیند بدیں روز
بیار اینید بر مہ ہمین وقتے شوذ　　　کہ من از خونِ خود خوش می خورم مے
منم فرقِ سراں را گوہرِ تاج　　　کہ بر اوجِ سریرم بود معراج
کنوں آں تاج خواہد با گل آمیخت　　　کہ در دستش گم شد و لعلش فرو ریخت

گزشتیم از جہان و خاست ہوئے — نماند از ما بجا جز آرزوئے

نوردہ ہستیم شد ہیچ در ہیچ — ہنوزم قصہ دل پیچ در پیچ

غرض کہ خضر خاں کے بعد اُس کے دونوں بھائی شادی اور شہاب الدین عمر بھی تلوار کے گھاٹ اُتار دیئے گئے اور اس قیامت خیز حادثہ پر مستورات کی جو حالت ہوئی اُس کو حضرت امیرؒ اس طرح پر بیان فرماتے ہیں ؎

شہابی کز سر ریشش بود گردی — چشید او نیز ازاں جرعے آب خوردی

چو شد خونِ شہیداں مشہد افروز — برآمد شورِ مستوراں دراں سوز

کسے کاوازِ شاں دیوار نشنید — زبانگ و نعرہ شاں دیوار بدرید

ز پردہ مہوشاں بیروں فتادند — چو خورشید از شفق در خوں فتادند

بچشم آب دیرُو خوں ہمگناں را — عجب خونابہ رو دادِ شاں را

ز چہرہ ہر بتے پر کالہ می کند — ز روئے لالہ برگ لالہ می کند

کناں ہر موئے کہ بر دلہائے نومید — شبِ غم را دہد پیوند جاوید

ز موئے کندہ و خونِ روانہ — ز خون و مُشک پُر شد صحنِ خانہ

جہاں در دیدۂ ما در شدہ تار — کہ از چشمش دو مردم رفتہ یک بار

هوس بهرِ هلاکِ خویش مے برد | همی مُرد از پئے مرگ و نمی مرد
فتاده لُعبتاں چوں خاک بردر | بجائے گل فگنده خاک بر سر
فرشته گریه همچوں ابر میکرد | ببالا بردنِ جاں صبر میکرد
همی کرد ایں ندا هاتف زبالا | سَلَامٌ هَنَاءٌ مِنْ رَبِّیْ تَعَالیٰ

اس ماتم میں دولرانی کی جو حالت تھی اُس کا نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہو

دولرانی دراں خونابه سر گم | ق | چو ماهِ پاره در جمعِ انجم
زتابِ مهر در صفرای وتاپاک | چو تابِ مهری اُفتاد بر خاک
ز زخمِ ماهِ نو در هر کناره | بصد پاره رُخے چوں ماه پاره
نه زاں رخساره می شد پارهٔ دو | که از مه دور می شد پارهٔ نور
صباحت هم برآں رخسارِ گلگوں | همی کرد از جراحت گریهٔ خوں
ز چشم و رُخ که خوں بیروں همی رفت | بهر سو سیلهائے خوں همی رفت
ز کوبش بر رُخِ پُر خون و رنگیں | حنا می بست بر دستِ نگاریں
بساعد موهائے پیچ کرده | چو ماراں گردِ صندل پیچ خورده
بیادِ پیچِ موئے کہ خاں داد | به پیچا پیچ مو میخواست جاں داد

درآں ہو ہا کہ پیچ بے کراں بود   دلِ خاں جست و جانش ہمدراں بود

جب اس قیامت خیز ماتم سے کچھ افاقہ ہوا تو شہیدوں کا جنازہ اُٹھایا گیا اور قلعۂ گوالیار کے ایک برج میں جس کا نام بجمیند رہے اُن کی لاشیں بصد حسرت و یاس دفن کی گئیں ؎

چو شد ہنگامِ آں کاں کشتہ چند   ق   بزندانِ ابد مانند دربند
شہیداں راز مشہد گاہِ خونریز   رواں کردند سوے خوابگہہ تیز
بجمیند رکہ برجے زاں حصارست   شہاں را کاندراں جاے قرارست
درآں بردندشاں ریزاں زچشم آب   کہ خسپند اندراں شاہانِ خوش خواب
بتنگیں حجرہ در فرجۂ تنگ   نہاں کردندشاں چوں لعل در سنگ
بچشمِ ہر یکے خوابِ عدم بود   ولیکن خونِ شاں را خواب کم بود
نگر کاں خوں کہ خواہش رفت زامید   کجا آں را توان دادن خوابِ جاوید

یہاں پہنچکر حضرت امیر خسرو قصہ کے واقعات کو اس اندوہ ناک حادثہ پر ختم کردیتے ہیں اور اپنے ناظرین کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے متنبہ فرماتے ہیں - میں بھی اپنی ناچیز گزارش کو جو بہت کچھ تصدیع کا باعث ہوئی ہوگی اس

مقام پر ختم کرتا ہوں۔ لیکن ختم سے پہلے کچھ لفظ عرض کرنے ضروری ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ایک اہلِ دل پاک باطن روشن ضمیر صوفی صافی تھے۔ انھوں نے آخر کے دونوں شعروں میں جو پیشین گوئی کی تھی تاریخ شاہد ہے کہ وہ کس قدر حیرت انگیز طریقہ کے ساتھ پوری ہوئی۔ کم وبیش دو سال کے بعد سلطان قطب الدین مبارک شاہ اور اُس کے خاندان پر خسرو خاں کے ہاتھوں سے جو تباہی آئی اُس کے بیان سے قلم تھراتا ہے۔ قاتلوں نے سلطان کا کام تمام کر کے شاہی حرم میں یورش کی چاروں شہزادے اور بعض بیگمات ذبح کر دی گئیں۔ کچھ مستورات اور شہزادیاں سپاہیوں کو بخشدی گئیں اور وہ کچھ کیا جس کا بیان ناممکن ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس خاندان کا نام صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح محو کر دیا اور اہلِ عالم کے لئے ایک نمونۂ عبرت بنا دیا گیا۔

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ مُغَیِّرُ الدُّوَلِ وَمُبِیْدُ الْاُمَمِ وَالْمِلَلِ الَّذِیْ هُوَ یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِہِ الْحَکِیْمِ "وَکَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا فَتِلْکَ مَسٰکِنُهُمْ لَمْ تُسْکَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا وَکُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ"

مثنوی کی خصوصیات | فارسی شعرا نے مخلص یا گریز کو صرف قصائد کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اور دیگر اصناف کلام میں اُس کو استعمال نہیں کرتے۔ اب تک میری نظر سے نہیں گزرا کہ کسی شاعر نے مثنوی میں گریز کا استعمال کیا ہو۔ مگر حضرت امیر خسرو نے اس مثنوی میں گریز لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔

سلطان علاء الدین کی ان عظیم الشان فتوحات کو جو اُس کے جنرلوں نے گجرات، رنتھنبور، چتور، مانڈو، سمانہ، تلنگانہ، معبر، مرہٹ اور پوری میں حاصل کیں اُن کو یوں بیان کر کے لکھتے ہیں ؎

تعالی اللہ کرا باشد چنیں بخت — کہ گیرد عالمے بے جنبش از تخت
بدہلی او کند ز ابرو اشارت — فتد در معبر و بحرین غارت
عزیمت نے و در ملک سلیماں — ہمہ دیوان ہندش زیر فرماں
سکندر خود سفر کردی در اطراف — بحرف تیغ زاں زد قاف تا قاف
نہ بستہ او بجنبش ترکش خویش — شدہ تیرش درون عرصۂ کیش
چناں بودند دیگر خسرواں ہم — کہ بے جنبش نشد ملکے مسلّم
چناں خورشید کوہست آسماں گیر — سفر خود میکند زاں شد جہانگیر
بہ از خورشید داں ایں کامراں را — کہ بے جنبید نی گیرد جہاں را

پھر فرماتے ہیں کہ یہ بلند مرتبہ اور یہ اعلیٰ پایہ کون حاصل کر سکتا ہے سوائے اُس کے فرزند ارجمند شمس الحق خضر خاں کے جس کا جاہ و جلال اور دولت و اقبال روبترقی ہے

مگر با وجود اِس اقبال مندی کے اپنے دل کے ہاتھ سے مجبور ہے۔ نہ دن میں اُس کی آنکھوں کے آنسو خشک ہوتے ہیں اور نہ رات کو بسترِ خواب پر نیند آتی ہے ؎

بدیں گونہ کہ باید پایہ بالا ۔۔۔ مگر ہم زادہ او شمس والا
چو بختِ خود جوان و پیر تدبیر ۔۔۔ چو نامِ خویش خورشید جہانگیر
ہنوزش تیغ فتح اندر نہفتہ است ۔۔۔ ہنوزش یک گل از صد ناشگفتہ است
ہنوزش تیغِ نصرت در نیام است ۔۔۔ ہنوزش نافۂ امید خام است
ہنوز اندر طلوع است آفتابش ۔۔۔ ہنوز اندر پَر افزونی ست آبش
ہنوز اقبالش اندر کارسازیست ۔۔۔ ہنوزش نخلِ تر در سرفرازیست
ہنوزش میرسد بر گل صبا ہا ۔۔۔ ہنوزش چرخ میدوزد قبا ہا
زمانے باش تا بکشاید این دُرج ۔۔۔ تتق بالا کشد خورشید از برج
جمالِ کارِ آں بختِ جہانگیر ۔۔۔ برون آید شادُروانِ تقدیر
شود روشن کہ این مہ بر زمین نیست ۔۔۔ صد این آفتابِ ملک و دین چیست
بدو بر مہ شود دیدہ ہلالش ۔۔۔ کہ ایمن باشد از نقصان کمالش
غلط کردم کہ گردد آفتابے ۔۔۔ کہ کم بیند زوال و انقلابے
ولے با این وجود مقبلِ خویش ۔۔۔ گرفتار است در دستِ دلِ خویش
نہ روزش خشک گردد زیرِ چشم آب ۔۔۔ نہ شب پہلو زند بر بسترِ خواب
ہمہ شب با خیالِ غمزہ در گفت ۔۔۔ مغیلان زیر پہلو چون توان خفت

اس مثنوی میں حضرت امیر خسرو نے یہ التزام کیا ہی کہ ہر ایک داستان کے آخر میں دو غزلیں لکھتے ہیں۔ اوّل "غزل از زبانِ عاشق" اور دوم "پاسخ از لبِ معشوق" ان غزلوں میں وہ عاشق و معشوق کی زبان سے انھیں جذبات اور خیالات کو ادا کرتے ہیں جو اُس داستان کی مناسبت سے ان کے دل میں ہونے چاہئیں۔ یہ غزلیں اگرچہ مثنوی کی بحر اور مثنوی ہی کے انداز میں لکھی گئی ہیں اور اصطلاحی طور پر ان کو غزل نہیں کہا جا سکتا لیکن اُن میں سوز و گداز رقت اور درد کی وہی کیفیت پائی جاتی ہے جو حضرت امیر خسرو کے تغزل کا عام انداز ہی۔ یہ غزلیں جن کو صرف لغوی معنوں کے اعتبار سے غزل کہا جا سکتا ہی شاید ناظرین کو اجنبی معلوم ہوں مگر واقعہ یہ ہی کہ یہ طریقہ قدما میں عام تھا مگر ان کے یہاں اس قسم کی غزلوں کا نام غزل نہیں ہوتا بلکہ ان کو سرود کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہی۔ فخرالدین اسعد فخری جرجانی نے اپنی مشہور مثنوی ویس و رامین میں متعدد مقامات پر عاشق کی طرف سے سرود لکھے ہیں۔ خواجہ نظامی گنجوی نے شیریں خسرو میں یہ تمام سرود ایک ہی مقام پر جمع کر دئے ہیں۔ مولانا عصّار شیرازی نے اپنی مثنوی مہر و مشتری میں جو بہت کمیاب ہی کسی مقام پر سرود نہیں لکھا۔ البتہ خاتمہ کے قریب ایک غزل لکھی ہی جو مثنوی کی بحر میں ہی اور لغوی و اصطلاحی ہر اعتبار سے غزل ہی۔ چونکہ یہ غزل اس زمانہ میں بہت کچھ حسبِ حال ہی اس لئے ناظرین کی دلچسپی کی غرض سے اُس کو نقل کرتا ہوں ؎

مجو عصّار مہر از طبعِ مردم　　　　که گل هرگز بشورستان نخیزد

وفا از صورتِ بے معنیِ خلق　　چو از صورت ملائک میگریزد
بغربالِ فلک بر فرقِ اینہا　　قضا جز گردِ غداری نہ بیزد
بہر آں را کہ نیکی بیش خواہی　　بکینت ہر زماں بدتر ستیزد
چو اشک آں را کہ سازی جاے در چشم　　اگر دستش دہد خونت بریزد

خواجوے کرمانی نے ہمائے وہمایوں میں غزل اور سرود دونوں چیزیں لکھی ہیں ان کی غزل تو ہر لحاظ سے غزل ہی جو مثنوی کی بحر میں لکھی گئی ہے۔ لیکن سرود البتہ مثنوی ہی۔ خود امیر خسرو نے قران السعدین میں متعدد غزلیں لکھی ہیں جو واقعی غزلیں ہیں ان کی بحریں بھی جدا جدا اور مثنوی کی بحر سے مختلف ہیں۔

میرا مقصد اصلی اس طویل داستان کے لکھنے سے یہ ہی کہ مثنوی کے ساتھ غزل یا سرود کا لکھنا کوئی اجنبی اور غیر معمولی بات نہیں ہی بلکہ فارسی شعرا میں معمول رہا ہی۔ حضرت امیر خسرو نے اُس میں صرف اس قدر ترمیم کی ہی کہ ان کو غزل کے لفظ سے تعبیر کیا ہی اور ہر داستان کے خاتمہ پر لکھا ہی۔

ایک داستانِ فراق کے خاتمہ میں عاشق ومعشوق کی زبان سے جو غزلیں لکھی ہیں ان کے اشعار نمونہ کے طور پر ہم درج کرتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہی جہاں خضر خاں اور دولرانی جُدا کر دئے گئے ہیں اور دولرانی کو قصرِ لعل میں بھیجدیا ہی ؎

غزل از زبان عاشق

جمالِ صحبتِ یارانِ دلجوے　　غنیمت داشت باید از ہمہ روے

که گردون گرچه چشم آمد سراپای — دو مردم دید نتواند بیک جای

ز شمشیری که بر بالا کشیده است — بسا پیوندها کز هم بریده است

کجا دو غنچه با هم کرد روئی — که هر یک را خزان نفگند سوئی

چه بینی رسته دو گل بر یکی شاخ — که هر یک جانبی زنگیش کند کاخ

بیک رشته شود صد دُر فراهم — ولی در رشته کی مانند باهم

نمیدانم که دَوران دغا باز — چرا پیوندِ دو بُرّد ز هم باز

دران بُرجی که آن مه شد حصاری — سپردم دودِ دل را پرده داری

زدم موجی ز چشم خون چکیده — که قصرش لعل گشت از خونِ دیده

بگو ای باد کت آتش بنعل ست — رهت گه گه بر آن گلهای لعل ست

بقصرِ لعل آن دلخواه چون ست — شفق چون ست در وی ماه چون ست

کجائی ای چراغِ دیدهٔ من ق — رُخِ خوبِ تو باغِ دیدهٔ من

بهارِ عیشِ من گر شد خزانی — ترا هر روز باد نوجوانی

پاسخ از لبِ معشوق

بیا ای نوشدارویِ دلِ من — ز تو صد تلخیِ غم حاصلِ من

هر آنچه از مهر تو آمد بر ویم — نیارد تاب اگر بر کوه گویم

من و شبهای همچون کوه در پیش — فراقی با هزار اندوه در پیش

پسِ دیوارِ غم غمخوار مانده — تنی چون صورتِ دیوار مانده

زسوزِ دل چو خواہم بر زند جوش — تراخواہم کنم عمدا فراموش
ولیکن چون توئی پیوستہ باخون — بآساں چوں روی از سینہ بیروں
چو تنگ آیم زشبہاے سیہ روز — برآرم از جگر آہے جہاں سوز
نخواہم از تو ایں رنجِ ابد را — دعائے بد کنم شب را و خود را
زغم بر حالِ خود خندم نہ بر تو — گنہ بر بختِ خود بندم نہ بر تو
دعا ہا کز پیت جاں کردہ تلقیں — ہمہ شب گویم و دل گوید آمیں
زچشمِ خویش سحر آموزم آنگاہ — فسونِ صبر خوانم گاہ و بیگاہ
نیازِ خویش بینم چوں زحد بیش — دعا سُویت دہم افسوں سوے خویش
گر آمد آفتابِ من بزردی — چہ چارہ با سپہر لاجوردی
مرا گردونِ سبز ار داد برباد — خضر خاں را بسر سبزی بقا باد

ایک بہاریہ تمہید | مثلاً خضر خاں کی پہلی شادی کی داستان حسبِ ذیل بہاریہ تمہید سے شروع کی گئی ہے

چو گل در جلوۂ ناز آمد از شاخ — کشاد از گوشۂ نرگس چشمِ گستاخ
ہوائے شد چو آغازِ جوانی — سزاوارِ نشاط و کامرانی
نسیمِ صبح چوں مشاطہ پرکار — بزیور بستنِ خوبانِ گلزار
بسرخ و سبز نو روزِ طرب زاے — عروسانِ چمن را پیکر آراے
بروے باغ بارانِ بہاری — بدُر پاشی و مروارید باری

بہار از لالہ و سوری بگلشن | حنا بستہ بپاے سرو و سوسن
ز رنگ سبز و تر شاخ نگوں سر | چو ابروے بتاں در وسمہ تر
بصد گلگونہ باغ آراستہ روے | بمشک سودہ سنبل بافتہ موے
خراماں در چمن خوبانِ سقلاب | کشادہ چشمہاے بستہ را آب
ز عشقِ پاے خوباں نرگسِ مست | نہادہ چشمِ خود را بر زمیں پست
بہ کوے بتاں راے کردہ | میانِ چشمِ نرگس جاے کردہ
ز غنچہ بسکہ بکشادہ دمِ مشک | شدہ از بوے تر چوں نافہ خشک
بنغمہ بلبل و قمری خروشاں | ہوا فگن گشتہ ہر سو سبز پوشاں
ز مرغانے کہ گشتہ ارغنوں زاے | نے آمد صبا را بر زمیں پاے

شاندار تمہیدیں | اس مثنوی میں ہر ایک داستان کا بیان ایک نہایت شاندار اور مبسوط تمہید کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے جو ہر اعتبار سے اُس داستان کے لیے مناسب اور موزوں ہوتی ہے۔

مثلاً سلطان علاء الدین کی ناراضی اور خضر خاں کے تنزل کی داستان کو اس تمہید کے ساتھ شروع کرتے ہیں ؎

بسے دیدم دریں گردندہ دولاب | ندیدم ہیچ دورش بر یکے آب
اگر خورشید ایں ساعت بلند است | زمانِ دیگر از پستی نژند است
دگر سیارگاں ہم زیں شمارند | کہ گہ زیر و گہے بالا بکارند

چو ایں گردش ہمہ بالا و زیرست | گر آید زیر بالائے نہ دیرست
مکن تکیہ بصدر و مسند و تخت | خس ست ایں جملہ چوں بادی وزد سخت
ز تاراج سپہر دوں بیندیش | کہ صد شہ را کند یک لحظہ درویش
بچشم خویش دیدم کجکلاہاں | برہنہ پا و کفش کہنہ خواہاں
بگوشِ خود شنیدم تاجداراں | ترے نانی بخوشہ چو شماراں
عملہائے جہاں برعکس ہم ہست | کہ بر ملکِ گدائے را دہد دست
چنیں ہم دیدہ ام کافشردہ پائے | بہ تختِ زر دریدہ پا شنائے

اس تمہید میں دنیا کی بے ثباتی اور عالم کی ناپائداری کا خیال ایک نہایت لطیف تمثیل میں ادا کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ آسمان جس کی گردش دولابی ہے کبھی ایک حالت قرار نہیں پکڑتا چاند سورج اور ستارے کبھی اوپر مصروف کار رہتے ہیں اور کبھی نیچے پس جبکہ یہ دولابی گردش بلندی اور پستی میں مسلسل جاری رہنے والی ہے تو اگر بلند مرتبہ لوگ پستی میں آجائیں اور پست مرتبہ عالی قدر بن جائیں تو چنداں تعجب کی بات نہیں۔ اس نفیس تشبیہ میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دولاب میں پانی کے بھرے ہوئے ظروف اوپر آجاتے اور خالی ہو کر نیچے چلے جاتے ہیں اور یہی دور تسلسل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور کسی عجمی شاعر نے اسی مضمون کو اس طور پر کہا ہے اور فی الحقیقت اچھا کہا ہے ؎

کوزۂ دولاب را مانند ہمی | ہر کہ زیرِ چرخ دولابی بود
کز پسِ اوج و بلندی حاصلش | سرنگونساری و بے آبی بود

ذوق کے اُستاد شاہ نصیر دہلوی نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎

بلندی پر چڑھا کر خلق کو پھینکے ہے پستی میں
ہنڈولا بے سبب تجھکو نہیں اے آسماں باندھا

خضر خاں کا قتل | اگرچہ اس مثنوی کی تمہیدیں عموماً بلند اور پُرشکوہ ہیں لیکن سلطان علاء الدین کی وفات اور خضر خاں کے قتل کی داستان میں حضرت امیر خسرو نے خاص طور پر اس کا لحاظ رکھا ہے اور واقعات کی اہمیت کے لحاظ سے ان کی تمہیدوں کو اس درجہ عبرتناک، موثر اور پُرسحر بنا دیا ہے جو شاعری کا کھلا ہوا معجزہ ہے جس پر ہر ایک منکر کو ایمان لانا اور حضرت امیر کا کلمہ بھرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اوّل الذکر تمہید کے چند اشعار ہم یہاں ثبت کرتے ہیں ؎

گرت در سینہ چشمے ہست روشن　　بعبرت بیں دریں پیروزہ گلشن
ازیں گلہا کہ بینی گلشن آباد　　برنگ و بوئے چوں طفلاں مشو شاد
کہ بادِ تندِ ایں خاکِ خطرناک　　چنیں گلہا بسے کردہ ست خاشاک
نگر تا چند گلبن تازہ بشگفت　　کہ از یک صدمۂ دے بر زمیں خفت
نگر تا چند سرو آزاد برخاست　　کہ شد پست ار خزاں را باد برخاست
نگہ کن تا کیاں راز آفرینش　　دریں نزہتگہ آمد چشم بینش
نگر تا چند رخشِ کیقبادی　　خرامید اندریں صحرا بشادی
مہ و مہرے کزیں سبز آشیاں تافت　　نگہ کن تا بیالائے کیاں تافت

نسیمے کاں وزد ہر صبح گاہے   نگرتا بر چہ گلہا داشت راہے

خیالے را کہ نقشے بر زُلال ست   اُمیدِ دیر پایستن محال ست

دریں ویرانہ عقل آں را پسندد   کہ در وے رخت بندد دل نہ بندد

دریں ایواں کہ بینی لعبتے چند   بزلف و جعدِ شاں دل را مکن بند

کہ لعبت بازِ ایں ہر ہفت پردہ   کہ لعبت می کشد ہر ہفت کردہ

ہر آں لعبت کت امروز آورد پیش   چہ خواہد کردنش فردا بیندیش

مبیں لعبت کہ بر روئے زمین ست   کہ زیرِ خاک لعبت بیش ازین ست

گر از دیبائے چیں خواہی نمونہ   زمیں را کرد باید باز گونہ

چرا بر تختِ عاج آنکس نہد تاج   کہ زیرِ تختہ گل خواہست شد عاج

خرد بیند چو گرد استخواں سنج   کہ شاہِ رائیں شد شاہِ شطرنج

مبیں کام و زبانش استخواں چیز   کہ فردا خاک گردد استخواں نیز

چو اوّل خاک و آخر نیز خاکیم   چہ چندیں بہرِ خاکے سینہ چاکیم

چو ہر کہ از خاک زاید باز خاک ست   خوش آنکس کز غمِ بیہودہ پاک ست

چرا باید گرفت آں کشور و شہر   کز آں ندھند بیش از چار گز بہر

خضر خاں کے قتل کا واقعہ ایک خاص قسم کا واقعہ ہے۔ خضر خاں کی نوعمری، نوجوانی اُس کا حسن و جمال اور ناز و تنعم اور اُس کی عام محبوبیت جو تمام اہلِ ملک کے دلوں میں جاگزیں تھی اُس کو بیان کرنے کے بعد اب حضرت امیر خسرو اُس کے قتل کی داستان لکھنے پر

مجبور ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ایسے رقت خیز واقعہ کا لکھنا اور پڑھنا کوئی آسان کام نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے پڑھنے سے دل کانپ اُٹھیں گے۔ جگر چاک چاک ہو جائیں گے اور دامن صبر و شکیبائی پارہ پارہ ہو جائے گا اور سخت سے سخت طبیعتیں بھی اُس کو مشکل ہی سے برداشت کر سکیں گی۔ اس لئے وہ تمہید کے ذریعہ سے اس عبرت خیز منظر کے دیکھنے کے لئے اپنے ناظرین کو تیار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ؎

شرابِ عشقبازاں آبِ تیغ ست
بہر عاشق چنیں آبے دریغ ست

کسے کز زخمِ یارانش فتد موے
بزخمِ تیر یاراں کے نہد روے

بسا عاشق کش آمد ارّہ بر فرق
کزاں بارانِ خوں خندید چوں برق

بفرقِ مردِ چوں راند ارّہ دنداں
سرش خوں گرید و لبہاش خنداں

چو مہرِ دوست دل را شد عناں گیر
نہ از شمشیر بیم آید نہ از تیر

جمالِ وشوق تا در دل بکارند
خبر کے باشد ار خنجر گزارند

شنیدی قصّہ یوسف کہ تا چوں
زناں را دست شو یا نید از خوں

زناں کاں حُسن را نظّارہ کردہ
ترنجش بر کف و کف پارہ کردہ

عروسانے کہ حُسنِ شہ پسندند
حِنا بر دستِ خود زینگونہ بندند

چہ داغ ست ایں کہ ہر جا می نشانم
چہ خوں ست ایں کہ ہر سو می فشانم

کسے روشن کند ایں آتش سوز
کہ روئے سوختہ باشد بدیں روز

نہ ہر دل داند ایں داغِ نہاں را　　نہ ہر کس پے فتد ایں سوزِ جاں را
کسے کو سر نہد در پائے خوباں　　سرش بگریزد از تن پائے کوباں
چو مرغے شد بہ مہمانی ہوسناک　　ز خونِ خود دہد مہمانی خاک

حضرت امیر خسرو صرف اس تمہید ہی پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ آگے چل کر ایک عارف شاہد پرست کی حکایت لکھتے ہیں جس کی شہادت کے لئے معشوق کا ایک تیر نگاہ ہی کافی ہو گیا تھا اور پھر اُس کے بعد بطور نتیجہ کے فرماتے ہیں ؎

چو بر عاشق اشارت تیغِ خون ست　　سیاست کردن از رحمت برون ست
خضر خانے کہ چوں وحشِ شکاری　　ز غمزہ داشت بر جاں زخم کاری
چہ حاجت بود چرخِ بے وفا را　　بر و راندن ز خوں تیغِ جفا را
ولیکن چوں چنانش بود تقدیر　　گسستن کے تواند بستہ زنجیر

اور داستان کے خاتمہ پر اس پُر عبرت واقعہ کو مقدرات اور مشیّت ایزدی پر حوالہ کرکے ایک معمولی اور بے حقیقت واقعہ بنا دیتے ہیں ؎

زہے خونابۂ مردم کہ گردوں　　ز شیرش پرورد آنگہ خورد خوں
نگر تا چند گردد دورِ افلاک　　کہ یک نو بادہ بیروں آرد از خاک
کسے کو کرد کاسے بہرِ خوردن　　شکستن ہست آساں تر ز کردن
کسے تیمار دارد زیں کم و کاست　　کہ نتواند از انساں دیگر آراست
چو ہستیش ساخت چوں شکستن آساں　　ز بیش و کم کجا باشد ہراساں

چہ باشد خضر خاں بل صد خضر نیز | ازیں خضرائے رنگیں گشت تا چیز
پس آں بہ کآدمی در جاں سپردن | بقائے خضر یابد بعد مُردن

فلسفۂ شعر | بعض اوقات شاعر اپنے غلط یا صحیح دعاوی کو شاعرانہ دلائل سے ثابت کرتا ہے فلسفۂ شعر سے میری یہی مراد ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس فلسفہ کی بنیاد ہمیشہ واقعیت پر ہو۔ بلکہ شاعر تشبیہوں اور تمثیلوں کی طرفگی اور حُسن بیان سے اپنے سامعین کو اس قدر مسحور کر دیتا ہے کہ سوائے تسلیم کے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ اس قسم کے فلسفہ سے اگرچہ کسی شاعر کا کلام خالی نہیں ہے۔ لیکن حضرت امیر خسرو اس مضمون کو واقعات کے سلسلے میں جابجا کثرت کے ساتھ لکھتے ہیں اور نہایت خوب لکھتے ہیں۔ میرے نزدیک اس صنف کلام میں اُن کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ قُدما اور متوسطین میں سوائے خواجہ نظامی اور شیخ سعدی کے کوئی شاعر اُن کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چند مثالیں اس مثنوی میں سے پیش کرتا ہوں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

فطرت اور خلقت کی تبدیل ناممکن ہے۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ اور اگر کہیں اس کے خلاف نظر آئے تو اُس کو عارضی سمجھنا چاہیئے ؎

ز روزی خواہ در دہ خواہ در شہر | مقام ہر کسے پیدا است در دہر
پرندہ بال و پر بہر ہوا یافت | خزندہ از زمیں بودن نوا یافت
بجنبد موش با لا بر نیاید | مگر آں کش غلیوازے رُباید
عقاب از اوج سوئے زمیں نشستن پست | مگر در باز وش لنگر تواں بست

بحیلہ چند باشد پست را اوج — بدریا بر شود۔ باز او فتد موج
بن چو راز یک گز نگزرد شاخ — شود گر چو بجو تا ابر گستاخ

اقبال مند اور ہونہار اونچے گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں ؎

سعادتہاست اندر پردۂ غیب — نگہ کن تا کرا ریزند در جیب
سرے کو خواست شد تاج جہانی — تولد یابد از صاحبقرانی
دُرے کز روشنی گردد جہانگیر — شود پیدا از ابر آسمانگیر
زبرجد زادۂ کوہ بلند ست — کز انساں در بلندی ارجمند ست
شعاع مہرگیر اتر ز مہر ست — کہ ایں آفاق گیر آں در سپہر ست

ابر اور کوہ دونوں لفظوں میں بلندی کا خیال موجود ہے لیکن کوہ کے ساتھ آسمانگیر کی صفت بڑھا کر استدلال میں زور زیادہ پیدا کر دیا ہے۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ سورج آسمان میں ہے مگر شعاعیں تمام عالم کو مسخر کئے ہوئے ہیں۔ اور اس صفت میں وہ سورج سے فایق ہیں۔ اس شعر میں مضمون زیادہ صفائی کے ساتھ ادا نہیں ہوا۔

اسی قسم کا ایک دوسرا مضمون ثابت کرتے ہیں ؎

شرابی کش بود ز اقبال بوئے — رسد در گوہریں جام از سبوئے
گلی کو خواست والا دستگہ یافت — نیارد سوے دیگر دست رہ یافت
دُرے کو خواست شد بر افسر خاص — رسد در گنج شہ از دست غواص

حقیقی محبت کا اظہار دُوری کی حالت میں ہوتا ہے ؎

ہمہ کس پیش رُو باشد خریدار　　　بدوری دوستی گردد پدیدار

نہ یاری خس کشتی باشد کہ گہ گاہ　　　ز نزدیکی رُباید کہربا کاہ

کم از ذرہ نشاید بود کز خاک　　　دود سرگشتہ سوئے مہرِ افلاک

بہ نیلوفر نگر کز مہرِ جاوید　　　فرو میرد چو پنہاں گشت خورشید

وفاداری ز ماہی باید آموخت　　　کہ گر از آب یکدم شد جُدا سوخت

نیلوفر کا پھول دن بھر کھِلا رہتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد مُرجھا جاتا ہے۔

بزرگوں کا توسّل موجب حصول عزت ہوتا ہے ؎

چو نیک اختر کسے کز بختِ فیروز　　　شود پیشِ بزرگاں خدمت آموز

چو خاکِ تیرہ گیرد دامنِ باد　　　نماند ابر را زو دامن آزاد

چو پیچش با چنار اُفتد کدو را　　　چنار از خویش برتر دارد اورا

آسمانی مصائب پر رضا و تسلیم اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر اوقات وہی مصائب جن کو انسان ناپسند کرتا ہے اُس کی ترقّی و کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں ؎

چو نے اُمید پایندہ است و بے بیم　　　خوش آنکس کو نہد گردن بہ تسلیم

چو نتواں رشتہ کردن گسستن　　　بباید دل درو ناچار بستن

بس آفت کاں نویدِ کامرانی ست　　　بسا غم کاں کلیدِ شادمانی ست

چہ داند طوطیِ کافتادہ در دام　　　کہ از شکّر دہندش طعمہ در کام

چہ داند باز چوں بندند پایش　　　کہ دستِ شاہ خواہد بود جایش

بسا ہندو کہ گرید در اسیری	کند شکرِ اسیری در امیری

آخری شعر میں حضرت امیر خسرو نے چشم دید واقعہ نقل کیا ہے۔ یعنی ملک کافور، سلطان علاء الدین کے عہد سلطنت میں ان کے سامنے غلام بن کر آیا اور آخر کار وزارت اور نیابتِ سلطنت کے منصب پر پہنچا۔

عشق میں امارت و سلطنت کو کوئی نہیں پوچھتا ؎

بکارِ عشق شاہی بر نگیرد | بنعم صاحب کلاہی بر نگیرد
چو از بلقیس جمشید یاد بیداد | بے تختِ سلیماں را برد باد
بخوں قصاب را رحمت چہ جوئی | کہ خواہد تیغ خود را سر خروئی
چو گل بند دبسر جلاد خونریز | زاندامے چو گل بنو دبسر بیز
عمل گر بہرہ اندک در فزوں داد | بامیدے از اں ست آدمی زاد

واقعہ نگاری | حضرت امیر خسرو کی شاعری کی ایک ممتاز صفت واقعہ نگاری ہے واقعہ نگاری کا کمال یہ ہے کہ شاعر جس اصلی یا فرضی واقعہ کو بیان کرنا چاہے اُس کے تمام جزئیات او متعلقات اور لوازمات کو ذکر کرکے واقعہ کی تصویر ہو بہو کھینچ دے اگر وہ واقعہ فرضی بھی ہو اصلی اور واقعی معلوم ہونے لگے۔ قدما کی شاعری کا طغراء امتیاز یہی صفت رہی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ متاخرین نے اس سے غفلت کی اور ان کی شاعری میں یہ ضروری صفت بہت ہی کمیاب ہو گئی ہے۔

حضرت امیر نے اس مثنوی میں متعدد تاریخی واقعات لکھے ہیں اور اس خوبی کے

ساتھ لکھے ہیں کہ کوئی خوش بیان مورخ بھی اس سے بہتر نہیں لکھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مورخین جب سلطان علاء الدین کے عہد سلطنت کے واقعات لکھنا چاہتے ہیں تو بجائے اپنے الفاظ اور اپنی عبارت میں لکھنے کے اس مثنوی کے اشعار نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی اور راجہ درگا پرشاد نے اپنی تواریخ میں جابجا ایسا ہی کیا ہے اور اس مثنوی کے صفحے کے صفحے نقل کر دئے ہیں۔ محمد قاسم فرشتہ جو ایک مستند مورخ ہے کہیں کہیں حضرت امیر کے بیان سے اپنی تاریخ کے صفحات کو زینت دیتا ہے۔ اور یہ کسی شاعر کے لئے انتہا خوبی ہو سکتی ہے کہ اُس کا بیان محتاط مورخین کے نزدیک بھی قابل استناد ہو۔ جو اشعار ہم اوپر نقل کر آئے ہیں ان میں بہت سے نمونے اعلیٰ واقعہ نگاری کے ناظرین کی نظر سے گزرے ہوں گے چند اور نمونے اس عنوان کے تحت میں بھی لکھے جاتے ہیں۔

واقعہ نگاری حقایق تاریخی میں شروع مثنوی میں ایک باب ہندوستان کی اسلامی فتوحات پر لکھا ہے سلطان معز الدین سام سے شروع کرکے جو ہندوستان کی نئی تاریخوں میں شہاب الدین غوری کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے سلسلۂ واقعات کو سلطان علاء الدین خلجی سے ملا دیا ہے اس سلسلہ میں رضیہ سلطانہ کی نسبت لکھتے ہیں

ازاں پس چو پسر کم بود شاہاں | بدختر گشت رائے نیک رایاں
رضیہ دخترے مرضیہ سیرت | سریر آراست از جائے سریرت
مہے چند آفتابش بود در میغ | چو برق از پردہ میزد برتو تیغ

چو تیغ اندر نیام از کار می ماند — فراواں فتنۂ بے آزار می ماند
پر بد از صدمۂ شاہی نقابش — ز پردہ روئے بنمود آفتابش
چناں میراند زور مادہ شیراں — کہ حاصل می شد ندا ز وے دلیراں
سہ سالے کش قوی بد پنجہ و مشت — کسے بر حرفِ او ننہاد انگشت
چہارم چوں زکار او ورق گشت — بروہم خامۂ تقدیر بگزشت

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے لڑکے شراب نوشی اور ہوا پرستی میں مبتلا تھے لیکن ان کے برخلاف رضیہؒ خاتون نہایت عاقلہ اور دُور اندیش تھی قرآن شریف تجوید کے ساتھ پڑھتی اور ضروری علوم و فنون میں کافی مہارت رکھتی تھی ملکی معاملات میں وقتاً فوقتاً باپ کو نہایت مفید مشورے دیا کرتی تھی۔ اس لئے سلطان نے وفات سے پہلے اُس کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

معز الدین بہرام شاہ کی نسبت کہتے ہیں ؎

رواں شد زاں پس از حکمِ الٰہی — نگین سکّۂ بہرام شاہی
سہ سال او نیز اندر عشرت و جام — نشاطے راند چوں پیشینہ بہرام
بروہم کرد بہرامِ فلک زور — شد آں بہرام نیز اندر دلِ گور

بہرام شاہ کی سہ سالہ حکومت کا خلاصہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے جو حضرت امیر نے صرف ایک شعر میں لکھ دیا ہے۔

سلطان ناصر الدین محمود کی نسبت لکھتے ہیں ؎

به محمودی شد روئے زمیں گشت | بگیتی ناصرِ دُنیا و دیں گشت
بسا لے بیست ز اوجِ پایۂ خویش | جہاں میداشت اندر سایۂ خویش
عجب عہدے ہمہ در کامرانی | بہر خانہ نشاط و شادمانی
شہے درِ ذاتش از یزداں شکوہے | ہم از سنگ و ہم از گوہر چو کوہے
خود او مستغرقِ کارِ الٰہی | بامرِ ش بندگاں در کارِ شاہی

سلطان ناصر الدین محمود نہایت نیک سیرت اور عابد و زاہد اور پرہیزگار اور عدالت شعار بادشاہ گزرا ہے۔ قرآن مجید کی کتابت کر کے اُس کی اُجرت سے اپنا خرچ چلاتا اور شاہی خزانہ سے کچھ نہ لیتا تھا۔ تمام ملکی اور قومی مہمات غیاث الدین بلبن کے سپرد کر کے خود عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا تھا۔

علاء الدین خلجی جب اپنے چچا اور مُربّی اور خسر سلطان جلال الدین فیروز شاہ کو دھوکے سے قتل کر کے دہلی کی طرف بڑھا اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے کی غرض سے بے تحاشا زر پاشی شروع کی (جس کے حالات ضیاء برنی نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں) تو بے شمار مخلوق اور اُمراء سلطنت اُس کے گرد جمع ہو گئے اس واقعہ کو حضرت امیر نے اس طرح پر لکھا ہے کہ واقعیت کا کوئی پہلو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ؎

ازاں پس باشکوہِ لشکر و پیل | رواں شد فتحِ دہلی را بہ تعجیل
خزاین ریز شد منزل بمنزل | ز زر کردہ کلیدِ کارِ مشکل

ملوک از پیش مے آمد خریدہ ... ز زر میشد غلام زر خریدہ
نہ شد گردن کش از وے کس بعصیاں ... کہ بودش طوقِ زر در گردنِ جاں
بہر منزل بہ پیشِ تخت تا دور ... نشاندہ گنجہا بے منجِ گنجور
چو با دہلی بفتح افتاد کارش ... گرفت از منجنیق زر حصارش
ز عشقِ زر بدہلی خاصہ و عام ... بعبرہ چون راد ربند اشام
چو زر از ہر طرف آوازی داد ... دواں لبیک گویاں خلق چوں باد

سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے واقعہ شہادت کے بعد دہلی میں اُس کا بیٹا رُکن الدین ابراہیم تخت سلطنت پر بیٹھا یا گیا۔ لیکن علاء الدین کی زر ریزی کی افواہیں سُن کر اُس کے تمام ارکین سلطنت اُس کو چھوڑ کر علاء الدین سے جا ملے اور آخر کار رُکن الدین کو تخت چھوڑ کر ملتان کی طرف بھاگ جانا پڑا دیکھو اس واقعہ کو کس خوبی کے ساتھ ادا کرتے ہیں

بدہلی نیز در مسند بہ تعظیم ... شرف نو کردہ رکن الدین براہیم
ملوک و خاں ز اندازہ بروں بود ... کہ ہر یک تختِ دہلی راستوں بود
اگرچہ بود تختش را ستونے ... کز انبوہِ ستوں بُد بے ستونے
ز بانگِ زر کہ در رقص آورد پاے ... برقص آمد ستونہا جملہ از جاے
ستونہا چوں سوئے تختِ دگر راند ... ز ارکاں تختِ رُکنی بے ستوں ماند
ز جا جنبش در آمد رُکنِ بے زور ... برفت آں رُکن و ارکاں گشت پرشور

سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے حکم سے جب خضر خاں قتل کیا گیا تو اُسی کے ساتھ

شادی خاں اور شہاب الدین عمر بھی مقتول ہوئے۔ شہاب الدین عمر کو جس کی عمر صرف سات سال کی تھی ملک کافور نے نمونہ کے طور پر چند روز کے لئے تخت پر بٹھایا تھا۔ اس بات کو حضرت امیر خسرو نے نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کیا ہے؎

غرض چوں خضر خورد آں شربتِ جور — ہماں مے خورد شادی خاں ہم از دور

شہابے کز سریرش بو گردے — چشید او نیز ازاں جو آبخورد ے

یعنی شہاب الدین عمر جس کا قصور صرف اتنا تھا کہ تخت کی کچھ گرد اُس کے دامن پر پڑ گئی تھی وہ بھی خضر خاں کے ساتھ تلوار کے گھاٹ اُتارا گیا۔

واقعہ نگاری فرضی واقعات میں

یہ نمونے جو اوپر درج کئے گئے ہیں ان سے ناظرین کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ تاریخی واقعات کے بیان میں حضرت امیر خسرو کی قادر الکلامی اور واقعہ نگاری کا درجہ کس قدر بلند ہے۔ اب چند نمونے فرضی واقعات کے بھی ملاحظہ ہوں۔

ایک راز دار کے ذریعہ سے خضر خاں کا خط نہایت مخفی طور پر دولرانی کے پاس پہنچتا ہے اور وہ اُس کو پڑھتی ہے؎

چو آمد آں سوادِ خضر خانی — نہانی تر ز آبِ زندگانی

بہ پیچا پیچ شوق آں نقشِ خامہ — صنم میخواند و مے پیچید نامہ

بروں بُد حرفِ نامہ بر زبانش — دروں چوں نامہ مے پیچید جانش

گہے با عجز و گہ با ناز می خواند — گہے پست و گہے زآواز می خواند

سرش می بست و دیگر باز میکرد   چو پایاں شد ز سر آغاز میکرد
گہے بر دل گہی بر دیده مے سود   گہے بر جانِ محنت دیده مے سود
فغاں خیزاں نہ صبرے و نہ تابے   چو مصروعی کہ ناگہ بیند آبے
بدست از ماجرائے راستینش   رقیبِ گریہ گشتہ آستینش
بدستش آتش و در آستیں آب   بدیں آب ایمنی بودش از آں تاب
نہاد آں نامہ پس بر دلِ خویش   کہ آں کاغذ کشد آزارِ آں ریش

گوالیار کے قلعہ میں خضر خاں اور دولرانی قید کا زمانہ کیونکر بسر کرتے تھے ۵

بسنگیں قلعۂ ریغولۂ تنگ   نہاں بنشست چوں یاقوت در سنگ
دراں تنگی ز غم دل تنگ مے بود   دراں کوہِ گراں بے سنگ مے بود
چکاں ہر دم ز چشمش لعلِ رخشاں   غمے بر سینہ چوں کوہِ بدخشاں
ز غم جانش ارچہ در بیداد مے بود   ولے بر روئے جاناں شاد مے بود
ہم او یار و ہم او مونس ہم او دوست   ہم او جان و ہم او مغز و ہم او پوست
شب و روز آں مہ و زہرہ بمرقد   ہمے بودند باہم چوں دو فرقد
دو یکدم ہمچو زار روئے در روئے   بُدندی یک دگر دلدار و دلجوئے
گہے او پیشِ ایں صد ناز کردے   گہے ایں بر لبِ او گاز کردے
گہ او بازو کشادے ایں خزیدے   گہ ایں گیسو ببردے او کشیدے
گہ او سر در کنارِ ایں نہادے   گہ ایں در زیرِ پائے او فتادے

دراں زنداں براں لمائے پرسوز　　بدیں حیلہ بسر می شد شب و روز

خضر خاں کے قتل کا سین بھی حضرت امیر نے نہایت دردناک اور موثر پیرایہ میں دکھلایا ہے دونوں شاہزادے مشکیں کسے سامنے لائے جاتے ہیں ملک شادی اپنے آدمیوں کو قتل کے لئے اشارہ کرتا ہے مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ آگے بڑھکر وار کرے۔ آخرکار ایک نیچ قوم کا ہندو آگے بڑھتا ہے اور اس لعنت انگیز کام کو انجام دیتا ہے

غرض کس زاں ایشاں چوں نشد رائے　ق　کہ گردد تیغ خوں را کارفرمائے

بجنبید از میاں چوں تند بادے　　فروتر نسبتے ہندو نژادے

شگفتہ صورتے آہرمن آثار　　ہزاراں آہرمن از رویش بزنہار

غم افزائے چو عیشِ تنگ حالاں　　کشر اندیشے چو عقلِ خرد سالاں

چو بوم نو بدیدن شوم چہرے　　چو صبح دے بغرنیں سرد مہرے

چو شامِ غم جبینے محنت آمیز　　چو خوئے بد طریقے لعنت انگیز

درازش سبلتے پیچیدہ درگوش　　زسبلت کردہ اورا حلقہ درگوش

سبک زاں صفِ سرہنگاں بروں جست　　تو گوئی خواہد از وے موجِ خوں جست

زراہِ مہر دامن درکشیدہ　　بخونریز آستینہا برکشیدہ

ز فرمایندہ تیغِ گوہریں جست　　کشیدہ و کرد دامانِ قبا چست

برآمد گردِ آں سروِ گرامی　　کہ از سرسبزیِ خود بود نامی

شہادت خاست از خضر اندراں کاخ　　چو تسبیحِ درختے از سبزی شاخ

سیاست را فلک زاری ہمیکرد — شہادت را ملک یاری ہمیکرد

در فردوس رضواں باز کردہ — ہمہ حوراں درود آغاز کردہ

ازاں بانگ شہادت کا مد از شاہ — شہادت گوے شد ہم مہر و ہم ماہ

چو برشہ خنجر و سہ جعد بر داشت — دراں منظر فغاں چوں رعد بر داشت

سپر میکرد خورشید از تن خویش — ولے تقدیر یکسو کردش از پیش

کند تیغ قضا چوں قطع امید — نہ مہ داند سپر کردن نہ خورشید

بیک ضربت کہ آں نامہرباں کرد — سر شہ در کنارش میہماں کرد

تشبیہات اور استعارات تشبیہ اور استعارہ شاعری کے بہت بڑے رُکن ہیں۔ تشبیہوں میں جس قدر جدت اور طرفگی زیادہ ہوگی اُسی قدر کلام کا رُتبہ بلند تر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ممتاز اور قادر الکلام شعرا عام اور مبتذل تشبیہوں کا استعمال نہیں کرتے بلکہ نئی تشبیہوں اور نئے استعاروں سے اپنے اشعار کو زینت دیتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو نے اس مثنوی میں اکثر نہایت لطیف تشبیہیں لکھی ہیں اگرچہ کسی تشبیہ کی نسبت یہ دعویٰ کرنا مشکل ہے کہ وہ کسی خاص شاعر کی ایجاد ہے اور اُس سے پہلے کبھی نہیں لکھی گئی۔ چند نمونے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

آسماں کی غداری اور مکاری ایک ایسا پامال مضمون ہے جو ہزاروں طریقوں سے کہا جا چکا ہے مگر حضرت امیر خسرو اس کے لئے ایک نیا اسلوب پیدا کرتے ہیں۔ وہ آسمان کو ایک ٹھگ اور چاند سورج کو اُس کی روٹیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

دو قرصی کاندریں بالا و شیب اند　　چونانِ کیسہ بُرمردم فریب اند
فریبِ آسماں خوردن نباید　　بخور گرت از سرو گردن نباید

چاند سورج کی تشبیہ سپر کے ساتھ ملاحظہ ہو ؎

سپر میکرد خورشید از تنِ خویش　　ولے تقدیر یکسو کردش از پیش
کند تیغِ قضا چوں قطعِ امید　　نہ مہ داند سپر کردن نہ خورشید

تشبیہ کی اقسام میں تشبیہ مرکب نہایت مشکل چیز ہے جس میں چند چیزوں کی مجموعی حالت کو دوسری مجموعی حالت کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے سوائے مشّاق ماہرین فن کے تمام شعرا کو اس میں بہت کم کامیابی ہوتی ہے۔ امیر خسرو نے خصوصیت کے ساتھ اس قسم کی تشبیہیں نہایت ہی عمدہ لکھی ہیں۔

دولرانی قصر لعل میں بھیجدی گئی ہے اُس موقع پر خضر خاں کی زبان سے فرماتے ہیں ؎

بقصرِ لعل آں دلخواہ چوں ست　　شفق چوں ست و روے ماہ چوں ست

سردی کی شدت میں فرماتے ہیں ؎

قصب پوشی کہ بریاری رسیدہ　　بہ برہ چوں شکّر اندر نے خزیدہ
برآتش دستہا درکوے و منزل　　چو مشتاقے کہ دارد دست بر دل

خضر خاں کی شادی میں جب موتیوں کی بکھیر ہوئی وہاں ان کی کثرت اور بیقدری

اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

گہرہائے کہ ہر یک راز امید | بصد خونِ جگر پرورد خورشید
فتادہ ہر طرف بے قیمت و خوار | چو آب چشم عاشق بر در یار

بعض اوقات حضرت امیر خسرو عام اور مبتذل تشبیہوں کو ایسے نئے اسلوب سے لکھتے ہیں کہ ان میں عجب دلکشی اور دلاویزی اور طرفگی پیدا ہو جاتی ہے جو کسی نئی تشبیہ میں بھی مشکل ہی سے ہو سکتی ہے ؎

بآبِ دیدہ غم پرداخت نتواں | کزیں لولو مفرح ساخت نتواں

مشہور یہ ہے کہ رونے سے جی ہلکا ہو جاتا ہے مگر حضرت امیر فرماتے ہیں کہ آنسو بلاشبہ موتی تو ہیں مگر ان سے معجون مفرح تیار نہیں ہو سکتی۔

زحل چوں ہندو از رہ خاک می رفت | فلک بروے ہراک اللہ میگفت

زحل کی تشبیہ ہندو کے ساتھ بہت عام ہے مگر آسمان کے ہراک اللہ کہنے سے اس میں طرفگی پیدا ہو گئی۔ ہراک اللہ ایک ایسا سلام ہے جو ہندوستان میں صرف ہندوؤں کے لئے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔

چکاں ہر دم ز چشمش لعلِ رخشاں | غمے بر سینہ چوں کوہِ بدخشاں

خونیں آنسوؤں کی تشبیہ لعل کے ساتھ معمولی ہے لیکن غم کو کوہِ بدخشاں کے ساتھ تشبیہ دے کر اس میں زیادہ لطف پیدا کر دیا ہے۔

ز گوہر نازنیناں راتہ پائے | شدا اندر آبلہ پائے گہر سائے

یعنی موتیوں پر چلتے چلتے محل کی عورتوں کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے یا یہ کہ وہ موتی ان کے نیچے بمنزلہ آبلے کے تھے۔

چند استعارے بھی قابل ملاحظہ ہیں ؎

تو گوئی گردش از تیغ کشیدہ — بگرد لالہ سوسن ھا دمیدہ
بفرمانِ مہ پوشیدہ تمثال — رواں شد زہرہ و پروین بدنبال
رواں سیّارہ پرّاں تر از طیر — بسوئے شمسِ والا شد سبک سیر
مشاطہ پردہ را از پیش برداشت — ستارہ زآفتابِ خویش برداشت

آخر کے دو شعروں میں صنعت ایہام ہی۔

ہندوستان

حضرت امیر خسرو کی شاعری کی ایک بہت بڑی اور نمایاں خصوصیت یہ ہی کہ انھوں نے اپنے تمام تصانیفِ نظم و نثر میں ہندوستان کی نسبت بہت زیادہ لکھا ہی۔ میرے نزدیک اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان کا کلام عہد خلجی بلکہ کسی قدر اُس کے ماقبل اور مابعد زمانہ کی ایسی صحیح اور مستند تاریخ ہے کہ موجودہ کتب تواریخ منفرداً یا مجتمعاً صحت اور استناد کے لحاظ سے اُس کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضرت امیر کی تاریخی تصانیف عام طور پر کچھ زیادہ مقبول نہیں ہوئیں اس کا اصلی راز وہ عام بد مذاقی ہی جو چند صدیوں سے ہندوستان پر چھائی ہوئی ہے جن کتابوں میں

لفاظی صنائع و بدائع لفظی و معنوی اور ضلع جگت کا عنصر زیادہ ہوگا اُسی نسبت سے ان کو عام مقبولیت حاصل ہوگی یہی وجہ ہے کہ قران السعدین اور اعجاز خسروی متعدد بار چھپ چکی ہیں۔ قرآن السعدین ایک عرصہ دراز تک داخل درس رہی اور اُس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں اور اس وقت ان کے ہزار ہا قلمی نسخے ہندوستان کے کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں لیکن دولرانی خضر خاں اور نہ سپہر کو یہ بات حاصل نہ ہو سکی اس لئے کہ یہ کتابیں عام مذاق سے بالاتر تھیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ تمام ہندوستان میں نہ سپہر کے تین چار نسخوں سے زیادہ نہ مل سکے اور تغلق نامہ تو بالکل ہی مفقود ہو چکا ہے۔

مگر مجھے اُمید ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی مقبولیت کا اب زمانہ آگیا ہے۔ مغربی علوم اور مغربی ادبیات کے اثر سے ہندوستان کے علمی و ادبی ذوق میں صاف طور پر تبدیلی محسوس ہونے لگی ہے اور ایک ایسا وسیع حلقہ اُدبا کا پیدا ہو گیا ہے جہاں اس قسم کی تصانیف یقیناً قدر کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔

مثنوی دولرانی خضر خاں کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اُس میں ہندوستان کی تواریخ و جغرافیہ تہذیب و تمدن اور رسم و رواج کی نسبت نہایت قیمتی معلومات کافی تفصیل کے ساتھ ملتی ہیں۔ شروع مثنوی میں ایک باب ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر لکھا ہے۔ اس میں سلاطین اسلام کا پورا سلسلہ سلطان معزالدین سام سے شروع کر کے جو دہلی میں اسلامی سلطنت کا بانی ہوا ہے سلطان علاءالدین خلجی تک ملا دیا ہے۔ اس کے بعد علاءالدین خلجی کی فتوحات جو اُس کو مغلوں پر حاصل ہوئیں اور سرداران مغل کی گرفتاری

اور مغلوں کے حملوں کے دائمی سدّباب کو بیان کیا ہے۔ اور پھر ان فتوحات کا ذکر ہے جو علاء الدین کو چتوڑ، رنتھنبور، گجرات، ماندو، سمانہ، تلنگانہ، معبر، مرہٹ اور پوری میں حاصل ہوئیں۔ اور ان امور کی نسبت واقعات کے سلسلے اور دیگر عنوانوں کے تحت میں جستہ جستہ اشارہ کیا جا چکا ہے اور اس موقع پر یہ اجمالی یاددہانی کافی ہے۔ خلجی عہد کے اسلامی تہذیب و تمدن اور رسم و رواج کے متعلق بھی کافی تفصیل خضر خانی شادی کی داستان کے ضمن میں کی جا چکی ہے۔ البتہ ہندوستان کے متعلق بعض متفرق باتیں باقی رہ گئی ہیں جن کی نسبت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں:۔

اسلام کا غلبہ اور اس کی یکساں رونق تمام ہندوستان میں

تاریخ اسلامی کی تمہید میں حضرت امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے اسلام کی اشاعت کی اور علمائے باعمل کی بدولت آج دہلی کو دارالعلم بخارا کا مرتبہ حاصل ہے۔ زبردست کافر اور ان کا کفر پامال ہو چکا۔ اور غزنین سے ساحلِ دریائے شور تک مذہب اسلام ایک حالت اور یکساں رونق کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ نہ یہاں عیسائیوں یہودیوں اور آتش پرستوں کا وجود ہے اور نہ کہیں خارجیوں اور معتزلوں کا پتہ لگتا ہے بلکہ اس تمام رقبہ میں جس کی حدیں اوپر مذکور ہوئیں سوائے حنفیوں کے دوسرے مذہب کا آدمی نہیں دیکھا جاتا ؎

خوشا ہندوستان و رونقِ دیں — شریعت را کمالِ عز و تمکیں
زعلمِ باعمل دہلی بخارا — زشاہاں گشتہ اسلام آشکارا

تمامی کشور از تیغ غزا کار | چو خارستان ز آتش گشته بیخار
زمینش سیر خورد آب شمشیر | فرو خفته غبار کفر در زیر
ز بر دستان ہندو گشته پامال | فرو دستان ہمہ در دادن مال
بدین عزت شده اسلام منصور | بدان خواری سران کفر مقہور
بذمہ گر نبودے رخصت شرع | نماندی نام ہندو ز اصل تا فرع
ز غزنین تا لب دریا درین باب | ہمہ اسلام بینی بر یکے آب
نہ زان رہ دیدہ زاغان گرہ گیر | ہمہ در کیش احمد راست چون تیر
نہ ترسائی کہ از ناترسگاری | نہد بر بندہ داغ کردگاری
نہ از جنس جہودان جنگ و جوریت | کہ از قرآن کند دعوی بتوریت
نہ مغ کز طاعت آتش شود شاد | وزو با صد زبان آتش بفریاد
مسلمانان نعمانی روش خاص | ز دل ہر چار آئین را باخلاص
نہ کین با شافعی نے مہر با زید | جماعت را و سنت را بجان صید
نہ ز اہل اعتزالے کز فن شوم | ز دیدار خدا گردند محروم
نہ آن سگ خارجی کز کینہ سازی | کند با شیر حق روباہ بازی

ہندوستان کی زبان اور اس کی ترجیح دیگر زبانوں پر

ہندی زبان کی نسبت حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کا مدعی ہے اُس کو معلوم ہونا چاہیے ہندی زبان فارسی سے کم نہیں ہے۔ بلکہ سوائے عربی زبان کے جو تمام زبانوں پر

حکمراں ہی باقی اکثر زبانوں پر اُس کو ترجیح حاصل ہی۔ عربی کی خصوصیت یہ ہی کہ اُس میں اجنبی الفاظ کی آمیزش نہیں ہوسکتی اور فارسی میں یہ نقص ہی کہ اُس میں عربی الفاظ کی آمیزش ناگزیر ہی ؎

غلط کردم گر از دانش زنی دم — نہ لفظ ہندی ست از پارسی کم
بجز تازی کہ میرِ زبان ست — کہ بر جملہ زبانہا کامران ست
دگر غالب زبانہا در رے و روم — کم از ہندی ست شد ز اندیشہ معلوم
عرب در گفت دارو کارِ دیگر — کہ نامیزد در و گفتارِ دیگر
بنقصان ست لفظِ پارس درخورد[1] — کہ بے آچار تیزی کم تواں خورد
چو آں صافی وش وایں دردناک ست — تو گوئی کیں جسد واں جانِ پاک ست
جسد را مایہ گنجد ز ہر ساں — نہ گنجد از لطافت ہیچ در جاں
نہ زیبد جفت کردن ہمسری را — عقیقے از یمن درِّ دری را
بہین دولت ز گنج خویش صرف ست — متاعِ عاریت عاری شگرف ست
زبانِ ہند ہم تازی مثال ست — کہ آمیزش دراں جا کم مجال ست

آخری شعر سے ثابت ہوتا ہی کہ اُس وقت تک ہندی زبان میں فارسی الفاظ کی آمیزش بالکل نہیں ہوئی تھی یا بہت ہی کم ہوئی تھی۔

ہندی صرف و نحو | ہندی صرف و نحو کے اصول و قواعد عربی کی طرح منضبط ہیں

[1] درخورد بمعنی سزاوار و شایاں۔ اچار بمعنی آمیزش۔ تیزی امالۂ تازی بمعنی عربی اور کم تواں خورد بمعنی نمی تواں خورد۔

گر آئینِ عرب نحو ست و گر صرف　　ازاں آئیں دریں کم نیست یک حرف
کسے کیں ہر سہ دکّاں راست صرّاف　　شناسد کیں نہ تخلیط ست و نے لاف

معانی | ہندی زبان معانی اور خیالات کے اعتبار سے بھی دوسری زبانوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

دگر پرسی نیابیش از معانی　　دراں نیز از دگرہا کم ندانی
اگر از صدق و انصافت وہم شرح　　حدِ ہندی کنی گفتارِ من جرح
ور آرایم بسوگندے زبانے　　کہ داند باورم داری ویانے
ولے من کاندریں نقدِ مہیّا　　بیک قطرہ شدم مہمانِ دریا
ز قطرہ در چشیدن گشت معلوم　　کہ مرغِ وادی ست از دجلہ محروم
کسے کز گنگِ ہندستاں بود دور　　ز نیل و دجلہ لافد ہست معذور
چو در چیں دید بلبل بوستاں را[1]　　چہ داند طوطیِ ہندوستاں را

ہندوستانی کپڑے کی فوقیت | حضرت امیر خسرو کے عہد میں جو بیش بہا ریشمی کپڑا ہندوستان میں عام طور پر مشہور اور مقبول تھا اُس کا نام دیوگیری ہے۔ چونکہ وہ دیوگیر میں بنتا تھا اس لئے اس نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ دیوگیر دکن میں ایک تاریخی شہر ہے جو اس وقت دولت آباد کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً سلطان تغلق کے زمانہ سے اُس کا

---

[1] یہ را اضافی ہے اور بلبل بوستاں مفعول ہے اور فاعل دید کا محذوف سمجھنا چاہیئے اور را کو علامت مفعول مانا گیا تو بلبل بوستاں میں فک اضافت تسلیم کرنا پڑے گا جو ایک حد تک معیوب ہے

یہ نام مشہور رہا ہے۔ اس کپڑے کی تعریف میں حضرت امیر فرماتے ہیں ؎

نکو دانند خوبانِ پری کیش　　کہ لطفِ دیو گیری از کتاں بیش

ز لطف آں جامہ گوئی آفتابیست　　ویا خود سایۂ یا ماہتابیست

پان | پان کی نسبت فرماتے ہیں کہ خراسانی جن کو اہل ہند گنوار اور احمق سمجھتے ہیں پان ان کے نزدیک گھاس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ؎

خراسانے کہ ہندی گیردش گول　　خسے باشد بہ نزدش برگِ تنبول

شناسد آنکہ مردِ زندگانی ست　　کہ ذوقِ برگِ خانی ذوقِ جانی ست

آم اور انجیر | اس بحث کے خاتمہ میں یہاں کے آم کو دیگر ممالک کے انجیر پر ترجیح دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں ہندوستان کی چیزوں کی تعریف اور ترجیح میں بجاطر فداری سے کام نہیں لیتا۔ جو لوگ منصف مزاج اور تجربہ کار ہیں اور جنھوں نے دنیا کے ممالک کو غور کے ساتھ دیکھا ہے وہ میری بات کی تصدیق کریں گے۔ مگر بے انصافوں سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا اس لئے کہ اندھی عورت تو بصرہ کو شام سے بہتر بتائے گی اور جو شخص اپنے ملک کی طرفداری کرے گا وہ ہمارے ملک کے آم کو انجیر سے کم درجہ بتائے گا۔ حقیقت میں ہندوستان جنت نشان ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو آدمؑ اور طاؤس بہشت سے نکل کر یہاں کیوں اُتارے جاتے۔ اس مضمون کے بھی چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

دریں شرح و بیاں کا ذیست دَرَو　　کسے باور کُند گفتارِ خسرو

که دانا باشد و منصف بهر چیز — زمینها یک بیک دیده به تمییز
سخن کز هند و از روم افتدش پیش — سوی انصاف گیر دنی سوی خویش
زبی انصاف نتوان یافت این کام — که عمیا بصره را گوید به از شام
وگر کس سوی خود گردد جهت گیر — نهد کم نغزکِ ما را از انجیر
به از من خود نیارد بود وصّاف — که من حجت سرایم او زند لاف
سیه گویند هند و همچنین ست — سوادِ اعظمِ عالم همین ست
بهشتی فرض کن هندوستان را — کز انجا نسبت ست این بوستان را
دگر نه آدم و طاؤس زانجاے — کجا اینجا شدندے منزل آرائے
اگر دعوی کنی بارے چنین کن — بحجت مومِ خود را انگبین کن

ہندوستاں کے پھول قصرِ شاہی کے پائیں باغ کی تعریف کے سلسلہ میں چند مشہور پھولوں کا ذکر کرکے ہندوستانی پھولوں کو خصوصیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اس ضمن میں قابلِ لحاظ بات یہ ہی کہ ہر ایک پھول کی تعریف میں شاعری کے ساتھ واقعیت کا پہلو ہاتھ سے نہیں جانے پاتا۔

گل کوزہ اور صد برگ :-

زگلہائے تر ہندوستاں ہم — شدہ سرگشتہ با دو بوستاں ہم
بتّری آب را در کوزہ کردہ — لطافت آب از و دریوزہ کردہ
گلِ صد برگ را خوبی ز حد بیش — نمودہ صد ورق دیباچۂ خویش

بسانِ دفترِ شیرازہ بستہ ‏ ‏ ‏ ‏ زہر برگش سرِ شک شیر جستہ

پھر فرماتے ہیں کہ اگرچہ دونوں نام پارسی ہیں لیکن یہ پھول ہندی نژاد ہیں اور اس دعوی کو دلیل سے ثابت کرتے ہیں ؎

اگرچہ پارسی نامند اینہا ‏ ‏ ‏ ‏ ولے در ہند زادند از زمینہا
گر این گل در دیارِ پارسی زاد ‏ ‏ ‏ ‏ چرا زو نیست در گفتارِشاں یاد
ہم این لشکر درین صحرا بر آمد ‏ ‏ ‏ ‏ ہم ایشاں را علم اینجا بر آمد

بیل اور جوہی ؎

ازین سو بیل پیشانی کشادہ ‏ ‏ ‏ ‏ بیک گل ہفت گل برہم نہادہ
وزاں سو دلربائے عاشقاں جائے ‏ ‏ ‏ ‏ ہمہ تن بہرِ دلہا راشدہ جائے

کیوڑہ ؎

بخوبی کیوڑہ چادر لحافش ‏ ‏ ‏ ‏ سنانِ نقرہ وزمینا غلافش
صبا ہرگل کہ کردہ ہم عنانش ‏ ‏ ‏ ‏ سپر افگندہ از نوکِ سنانش
ز بویش حلۂ خوباں معطر ‏ ‏ ‏ ‏ دو سالہ خشک و بویش ہمچناں تر
ہراں جامہ کہ از وے بو گرفتہ ‏ ‏ ‏ ‏ دریدہ جامہ و بویش نرفتہ

رائے چمپا ؎

دگر آں رائے چمپا شاہِ گلہا ‏ ‏ ‏ ‏ کہ بویش مشکبار آمد چو ملہا
چو معشوقِ سمنبر تا زپرورد ‏ ‏ ‏ ‏ ولے رنگش چو روئے عاشقاں زرد

چو پیکانِ زر و بدرید ه آسان | به پیکان صفّتِ گلهای خراسان
بروغن پرورندش بهرِ سرها | که سر از مشکِ تر گیرد اثرها

مولسری ہے

دگر ما دل سری کش طرفه نامی | برنگِ طرفه مروارید فامی
بهیئت چیست و برگش خرد و باریک | بهر جیب و بدلها نیک نزدیک
پرندش شهر شهر از چه بود خشک | چنین گل کم بگیر از نافهٔ مشک
بسویش بسکه دلها گشته مائل | شده در گردنِ خوبان حمائل

دونه ہے

دگر دونه که آن ریحانِ هند است | ز تری بوش در خوردِ پسند است
سپرغم رنگ و برگش اسپرغم | غلامِ او شده شاهِ سپرغم

کرنه ہے

دگر کرنه که چون زو جست بوی | معطر گردد از یک خانه کوی
بسوده مشک و بویش نام کرده | ز بو از بهرِ دلها دام کرده

سیوتی ہے

چو پیکانِ هلیله سیوتی خرد | که جانها بهرِ آن پیکان هوس برد
ز عشقِ بوی او جان داده زنبور | نگشته بعدِ مردن نیز از و دور
همه خوبانش عاشق وار جویان | که معشوقیست نزدِ خوبرویان

ہندوستانی پھولوں کی وجوہِ ترجیح خراسانی پھولوں پر ؎

چہ بینی ارغوان و لالہ خنداں
کہ رنگے ہست و بوئے نیست چنداں

گلِ ما را ہندی نام زشت ست
وگرنہ ہر گلے باغِ بہشت ست

گر ایں گل خاستے در روم یا شام
کہ بودی پارسی یا تازیش نام

شدی معلوم تا مرغانِ آں بوم
چساں غلغل زدندے در ری و روم

کدامی گل چنیں باشد کہ سالے
دہد بو و ور ماندہ از نہالے

حسینانِ ہند کی ترجیح حسینانِ عالم پر | پھولوں کی بحث کو ختم کرکے فرماتے ہیں کہ جس طرح ہندوستان کے پھول دیگر ممالک کے پھولوں پر فوقیت رکھتے ہیں اسی طرح ہندوستان کے حسین خوبانِ عالم پر تمام صفاتِ حسن میں فائق ہیں۔ اس سلسلہ میں مصر، روم، قندھار، سمرقند، خطا و ختن یغما اور خلخ جو حسن خیز سمجھے جاتے ہیں سب ہی کو لے ڈالا ہے ؎

بتانِ ہند را نسبت بہیں ست
بہر یک موے شاں صد ملکِ چین ست

چہ گیری نام از یغما و خلخ
کہ غالب تیر چشم اند و ترش رخ

چہ یاد آری سپید و سرخ رارے
چو گلہاے خراساں رنگ و بوے

وگر پرسی خبر از روم و از روس
ازیشاں نیز ناید لابہ و لوس

سپید و سرد ہمچو گندۂ یخ
کز ایشاں دم خورد خاتونِ دوزخ

لبِ تاتار خود خنداں نباشد
ختن را خود نمک چنداں نباشد

سمرقندی و آنچہ از قندھارند | بجز نامے ز شیرینی ندارند
مصر و روم ہم سیمین خد انند | ولے چستی و چالاکی ندانند

حضرت امیر خسروؒ کے کلام میں جو گوناگوں خوبیاں ہیں اُن کا استیعاب میرے لیے ناممکن ہے جو کچھ میں نے کہا بلا مبالغہ سمندر میں سے ایک قطرہ یا بیابان سے ایک ذرّہ ہے۔

جس قدر صنایع و بدایع علماے معانی و بیان نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں اُن میں سے غالباً ہر ایک اہم صنعت کی مثال اس مثنوی میں مل سکتی ہے اگر اس مضمون کی تفصیل کی جائے تو یہ بیان بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیے میں یہیں ختم کرتا ہوں۔

خاکسار

رشید احمد انصاری

مدرسۃ العلوم علی گڑھ:

دسمبر ۱۹۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این صحیفهٔ عشق که هر حرفِ سطرش از زلف لیلی زنجیرِ مجنون
می جنباند و هر سخنِ شیرینش در شگافتنِ دلهائے سنگین تیشهٔ فرهاد
را ماند بنام دول رانی و خضر خاں نوشته آمد

مَنْ فِي الْعِشْقِ مَاتَ وَحَيٌّ فِيهِ

سرنامه بنام آں خداوند — که دلها را بجوباں داد پیوند
زعشق آراست لوحِ آب و گل را — بداں جاں زندگی بخشید دل را
زکاف و نوں که رمزِ مشکل ست آں — یکے نقطه بروں داد و دل ست آں
ززلف و رخ بتاں را روز و شب داد — وزاں نظاره جانها را طرب داد
قلم را داد سودائے الٰهی — که بنوشت ایں سپیدی و سیاهی
طبایع را بمرکز کرد مائل — فلک را ساخت در گردش حمائل
منقّش نطع ایں پیروزه گلشن — به گلرویانِ انجُم کرد روشن

---

۲ - عنوان کی یه عبارت اکثر نسخوں میں نہیں پائی گئی۔ صرف نسخہ ح ۲ر اور رحج میں درج ہے۔
ایضاً و زنجیر حج ح = زنجیر ۲ر ۴ "نوشته آمد" اور اُس کے بعد کی عربی عبارت نسخه ۲ر میں نہیں ہے۔
۸ - کاف و نون ۲ر ۲ع ۲حج = کاف کن ع ایضاً بروں داده ع ۱۲ - فیروزه ۲ع ۲ر ۲حج

دگر آراست بهرِ انس و جان را — بیک خورشید و یک مه آسمان را
زمین را نیز داد از صُنع جا دید — ز خوبان صد هزاران ماه و خورشید
جمالِ نیکوان بر دو دوزان سان — که بتوان دید در وی صورتِ جان
قصب پوشانِ شیرین کرد پرکار — بسانِ نے شکر در نے شکرزار
بتانِ چین و خوبانِ طرازی — پدید آورد بهرِ عشق بازی
کرشمه داد چشمِ نیکوان را — شکارِ شیر فرمود آهوان را
مُسلسل کرد زُلفِ ماهرویان — مشوّش روزگارِ مهرجویان
چنان بنگاشت گیسوئے گره گیر — که نتوان داشت دلها را به زنجیر
زهے نقّاشِ صورت هائے زیبا — که پشتِ خاک ازو شد روئے دیبا
طبقهائے فلک را گوهر آمائے — نمطهائے زمین را زیور آرائے
نمک بخش دهن هائے شکر خند — حلاوت پرورِ لبهائے چوں قند
بیارایدِ بسر دارید گل پوش — عروسانِ چمن را گردن و گوش
نهد در صبح مهری کاندر افلاک — برسمِ عاشقاں دامن کند چاک
رُخِ دلبر کند نازک بداں آب — که ماهش را رسد سلّی ز مهتاب
دهد مشتاق را آں سخت جانی — که واندکندن جان زندگانی

۸- بتواں ح ر ۹- مهد دیبا ر ع۲
۱۰- تتقهائے فلک ر۲ ح۱ نقطهائے فلک ح = طبقهائے فلک ع۲ د
۱۳- زند چاک ع ۱۴- بداں آب ح د = تراز آب ع۲ ح۲ = بداں آب ع

ز هستی هرچه دارد صورت بود　　ز سرِّ عشق کرد آن جمله موجود
بآدم داد شمعِ روشنائی　　نهاد ابلیس را داغِ جدائی
چو بر نوح از تفِ غیرت زند برق　　به طوفان مردمِ چشمش کند غرق
به نوری بخشد ابراهیم را راه　　که در چشمش نیاید انجم و ماه
چو خواهد عینِ یعقوب از پسر نور　　ز عینش قرة العینش کند دور
کند بر موسیٰ آن راز آشکارا　　که تابِ آن نیارد کوهِ خارا
یکے را بر گلو راند پلارک　　یکے را ارّہ بر بالائے تارک
چو تابِ مهر بر روح الله افشاند　　ز مهر و دوستی جانِ خودش خواند
چو مهرش زد بزلفِ مصطفیٰ دست　　چنان صد جان بتارِ موئے اوبست
جمالی داد احمد را بدرگاه　　که چاک افتاد زان در سینهٔ ماه
به یارانش هم از دل چاشنی داد　　ز سوز آن شمع را روشنی داد
بامت هم رسید آن شعلهٔ شوق　　که چون پروانه جان دادند ازان ذوق
همو راند ز در نامقبلان را　　همو خواند بخود صاحب دلان را
گهے بخشد جنیدی را کلاهے　　که تنها ز اهلِ دل باشد سپاهے
گهه ازو هم را برد حبلِ عقیله　　دهد از خیلِ حُبّ الله طویله
گهے با شبلی آن همت کند ضم　　که صیدِ خویش نه پسند دو عالم

---

۶ — سنگ خارا ع۲ = کوه خارا ۱ ۲ ۳ ح ج　۷ — دگر را اره ع۲　۸ — نورِ مهر ح ج۲ د ع۲
۱۵ — حبل حب الله ح ع۲ = حبل حبل الله ۱ = خیل حب الله ۲ ۳ ع = خیل حب الله د

گہے در پیشِ شادُروانِ اسرار
نماید جلوهٔ منصور بر دار

ہمو داند کہ ایں رازِ نہاں چیست
چہ داند مردمِ گم گشتہ کاں چیست

شناسائے ضمیرِ راز داناں
مُرادِ سینہ ہائے پاک جاناں

بروں از ہر تنے کش گل تواں گفت
دروں در ہر دلے کش دل تواں گفت

زلیلےٰ او بدفتر زد رقم را
ہمو پرداخت از مجنوں قلم را

چناں بخشد بہ خسرو شربتِ کام
کہ از شیرین و شکّر خوش کند کام

کند فرہاد را روزی چناں تنگ
کہ میرد سنگ بر دل در دلِ سنگ

نہ جرُمی دارد آں کو کام کم یافت
نہ کاری بیش کرد آں کیں کرم یافت

نوشتہ بر سرِ ما یفعل اللہ
چرا و چوں کجا گنجد دریں راہ

ہر آنچہ او کرد گر خوب است و گر زشت
خردمند آں ہمہ جز خوب ننوشت

اگر در نیست رُو داری مخور غم
کہ چوں ہستی است می بایست آں ہم

از آں شد گنجِ رازش نیستی سنج
کہ نقد نیستی ہم دارد آں گنج

ازو داں ہر چہ ہست از ہست و نیست
کہ ہست و نیست کُن جز وی دگر نیست

ہر آں جوہر کش از ہستی نشان است
ہمہ حاصل ز کانِ کُن فکاں است

۴- درونِ ہر دلے ح ع جہ ۵- برداشت سر
۷- میرد س ر سر ۳ ع = میرد جہ ایضاً دردل س = بردل ع جہ = از دلِ سنگ ع = در دلِ سنگ
سر س جہ = با دلِ تنگ ع ۱۰- ور زشت ع
۱۴- کہ از ع جہ = کش از سر ایضاً بکانِ سر ع

به نه گنجینه قفلِ راز داده　　کلیدِ آں بمسرِ دُم باز داده
بهر کس نعمتِ شایاں سپرده　　خرد را گنجِ بے پایاں سپرده
پس آنگه عشق را کرده اشارت　　که اندر گنجِ عقل افگنده غارت
ز گنجِ عقل خسرو را خبر نیست　　درو جز عاشقی عیبی دگر نیست
چه غم گر بارِ صد عیبم بدوش است　　نه پوشیده است زاں کو عیب پوش است
فراواں نقدِ اُمید است در جَیب　　که به پذیرد گدائے را بدیں عیب
چو عیبِ بندگاں زو شد پدیدار　　همو باد ابدیں عیبم خریدار

نیاز مندی در حضرتِ بے نیازی که دماغ مختل بندگاں را
از گلشنِ بچُهِم و بچُوں نه بوئے بخشیده

خداوندا چو جاں دادی دلم بخش　　دلے عاشق نه جانے عاقلم بخش
درونی ده که بیروں نبود از درد　　به بیرون و دروں نبود ز تو فرد
چناں دارم که تا پاینده باشم　　نه از جاں بلکه از دل زنده باشم
چناں شو جانبِ خود رهنمایم　　که از خود نگسلم سوئے تو آیم
چناں کُن خانهٔ طینت خرابم　　که از هر سُو در آید آفتابم

۳- آورده ع[۲]　۵- به پوشیده ع = نه پوشیده ر[۱] حج = نه پوشیده ر[۳] ع[۲] ایضاً این کو ع ر[۲] ر[۳] = زاں کو حج = آں کو ع[۲]　۸- بنده حج = بندگان ر[۳] = شده ر ع[۲]

۱۰- بجانِ عاقلم ع = نه جانِ عاقلم ر[۳] ع[۲] حج　حج[۲] د = نه جانے عاقلم ک.

چناں نہ یادِ خود اندر ضمیرم   کہ با یادِ تو میرم چوں بہ میرم
چناں بنیادِ عشق افگن دریں دل   کہ روید جاودانی سبزہ زیں گل
چنانم خواں سوئے خویش از ہمہ سوئے   کہ رویم در تو باشد از ہمہ روئے
چنانم دہ مے پے در پے عشق   کہ فرداست خیزم از مے عشق
شرابی دہ کہ خواب از من رُباید   خمارِ مستی و شوقم فزاید
نہ آں می کز ریا و شیوۂ ریو   زمن لاحول گویاں رم خورد دیو
گرفتارم بدستِ نفسِ خود رائے   برحمت بر گرفتارے بہ بخشائے
بدہست ایں سایۂ من یار با من   تو یاری کن مرا مگذار با من
بہ نورِ دل چناں کُن زندہ جانم   کہ بعد از مُردگی ہم زندہ مانم
زنفسِ تیرہ کیشم کش بیک بار   پس آنگہ سوئے خویشم کش بیک بار
کرم را پردہ از ایواں بر افگن   زطاقِ قُرب شادُروان بر افگن
گدائی را چناں دہ بار در گاہ   کزاں درگہ نداند سوئے خود راہ
بداں نورِ نہانی شو دلیلش   کہ پروانہ نہ زیبد جبرئیلش
مرا در شعلہ ہائے شوقِ خود نہ   چو خاکستر شوم بر باد در دہ

۱- گر بہ میرم ع ک   ۲- جاوداں آں سبزہ سر۲ ع۲ سر۳ = جاوداں سبزہ حج۲
۴- چناں مے دہ پیاپے در پئے عشق سر۳   ۶- خم خورد سر۲ سر۳ حج   ۷- بر گرفتارے بہ بخشائے حج۲ ہ
سر۲ سر۳ ع۲ حج = بر گرفتارم بخشائے ع۴   ۸- بد است سر سر۲ سر۳ ع۲ حج۲ = شدہ است ع۴
۱۱- کرم کن سر   ۱۲- چناں سر سر۲ ع۲ = چنیں ع حج ایضاً نداند سر سر۲ ع۲ حج = ندارد ع

نسیمی نام زو فرما ز سویت — که بهوش آید گردم ببویت
بدان زنده دلان کاندر تف و تاب — نخفتند از غمت تا آخرین خواب
که چون آید زمانِ خفتنم تنگ — به بیداری در دم تو کن آهنگ
پس از خوابی که بیداری نیابم — ق چو بیداری دهی فرد از خوابم
کشاده کن چنان چشم امیدم — که بخت آرد ز دیدارت نویدم
حیاتی ده مرا در جستجویت — که میرم تا زیم در آرزویت
بدان مقصودِ خواهش بخش راهم — که از تو جز تو مقصودی نخواهم
ز همت نردبانی نه درین خاک — که بتوانم شدن بر بام افلاک
امیدی ده که ره سویت نماید — کلیدی ده که در سویت کشاید
چو دادی از پئے طاعت وجودم — بطاعت بخش توفیقِ سجودم
بکاری رهنمونی کن دلم را — که نسپارد بشیطان حاصلم را
مرا با زندگانی بخش یاری — که تا جان دادنم دل زنده داری
بده با آشنائی آب خوردم — که من زان آشنائی زنده گردم
مبر نزدیک شاهم در غم و سور — که "دور از من" بوند از چون توئے دور
نماز من کز و رویم به پستی است — برون طاعت درون صورت پرستی است

۱- زبویت س۲ ع۲ جھ ۳- توکن س۱ س۲ ع۲ جھ = توکن ع ۷- مقصود و خواہش س۲ د
۸- روئے افلاک س۲ ۱۱- نسپاری س۲ ۱۴- بود س۲
۱۵- صورت پرستی ع س۲ ر۳ جھ = سوبت پرستی س۲

نیازی دہ ز ملکِ بے نیازی | کزاں گردد منازِ من نمازی
بہر چہ آید ز روئم دار خرسند | بروں ہم زیورِ خرسندیم بند
چو راہِ دور نزدیک است پیشم | ق | چناں دار از کرم نزدیکِ خویشم
کہ از خود دور صد فرسنگ باشم | بیادت بے دل و بے ننگ باشم
چو رہ پیش است زادِ منزلم دہ | چو جاں خواہی ستد بارے دلم دہ
چو خواہد خفت لا بُد نفسِ باطل | پس از بیداریش خسپاں تہِ گِل
چو خاکم بر سر افتد در تہِ خاک | تو کُن بر خاکساری رحمت اے پاک
گہِ رفتن رہم سوئے رضا دہ | زمامِ من بدستِ مصطفیٰ دہ

نعت کامل جمالے کہ سرناخنے از حسنش یک بدر را دو ہلال گردانید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد کایتِ نورست رویش | سوادِ روشن واللیل مویش
گرامی نازنینِ حضرتِ پاک | کزو نازند ہم انجم ہم افلاک
دو عالم را چراغِ چشمِ بینش | کلیدِ فتحِ بابِ آفرینش
دو ابروئے مبارک بر کشادہ | دو نونِ کُن فکاں را جلوہ دادہ

۵۔ بارے س ۲ ع ۲ ج = بار ع ۹۔ کمال جمالے س ع ۲۔ از حسنش ج ج ۲ = از ناخنانش ع۔
۱۰۔ گردانید صلی اللہ علیہ وسلم س ۲ ۱۲۔ نازند ع ۲ ج = نازندہ ع س
۱۴۔ کُن فکانش س س ۲ س ۳ ع ۲ ج ج = کن فکاں را ع

خم و ابروش ایزد یاد کرده / پس از نون والقلم سوگند خورده
رخش را گفت طٰهٰ ز امرِ درگاه / چو ماهِ چارده بل چارده ماه
زلینِ دهانش جان به تسنیم / بگفت قاف و اندر نام حا میم
ز حُسنِ خود ملاحت داشته عام / صباحت داده یوسف را به اتمام
شد از نورِ نخستش چرخ برپائے / بنامیزد زہے ماہِ فلک زائے
چو نورِ پاکش اوّل مشعل افروخت / مہ و خورشید شمعِ خویش ازاں سوخت
شنیده عزّتِ آں قُرّة العین / کہ قرباں پیش ازاں گشته ذبیحین
هم از معشوق و عاشق نیست تمییز / محبِّ صانع و محبوبِ او نیز
ملائک مانده حیراں بر کمالش / کواکب جملہ عاشق بر جمالش
چہ دریا ہائے معنی درکشیده / کزاں بر انبیا بوئے رسیده
ازاں بو کو خرابی بر دل افشاند / بشر مست و فرشته بے خبر ماند
عجب شاہی سریر آرائے ہستی / کزو داریم مُلکِ حق پرستی
بقلبِ عرش گشته مسند آرائے / بعرش قلب رایت کرده برپائے
بشر دُرّی ز دریائے وجودش / جہاں یک قطره از بارانِ جودش
فراخش دست بے وسعت بفرسنگ / کہ نہ انگشترین در خنصرش تنگ

۲- گفت سر[۲] ع[۲] حم = گفته ع ۳- به تقسیم سر ع[۲]
۴- داشته عام سر[۲] ع = داد برعام سر = داشت برعام ع[۲] حم ایضاً۔ داده ع سر[۲] حم = داد سر ع[۲]
۵- چنینش سر[۲] ۹- درکمالش سر ع[۲] = برکمالش ع ۱۰- چه دریا ع[۲] = چو دریا ع حم

نگین هفت است و نه انگشترینش | که لولاک است نقشِ هر نگینش
فلک سر در گریبان کرده هر پی | که نه دامانش پیوندیست از وی
زهی امّی نظر بر لوح بازش | قلم سرگشته در سودای رازش
ز علمِ او یکی قطره برون داد | شریعت زو دو صد دریا فزون داد
محیطِ دو جهان علمِ قلیلش | که شد راوی زبانِ جبرئیلش
بروح افزود میکائیل را روح | دعای او که شد محفوظش از لوح
قیامت زان سبب آهسته مانده | که اسرافیل از و دم بسته مانده
ز عزرائیل بروی جانفشانها | فگنده زیر پایش فرشِ جانها
حریم الله ز محمودی مقامش | یدُالله دستگاهِ احترامش
قضا چون کنهِ بی پایانش دیده | از انجا نقشِ کُن بیرون کشیده
نه خامه خود بکاف و نون رقم زد | چو او پروانه داد انگه قلم زد
جهانی گم پدید آمد چو خامه | نوشت از میمِ احمد گردنامه
فلک نه دَر ز هر شش باز کرده | وی از کنجِ گدایان ناز کرده
گهی همخوانِ مسکینان بقوتی | گهی مهمان بغارِ عنکبوتی
کجا باور شود در دهر کس را | شکارِ آنچنان شیری مگس را

۱- نقشے بر نگینش سر۳ حاشیه ۲- هر پی سر۱ ع۲ حج = بر پی ع ۴- برون داد سر۲ سر۳ ع۲ حج
= برون زاد ع ۶- از لوح سر۱ ع۲ حج = نوح ع ۱۱- نه خامه ع۱ حج۲ = بخامه ع سر۱-
۱۲- جهانے ع۱ = جهان ع حج ۱۴- بغارے سر۲

دل افروزِ گروهِ تیره کیشان   سروسامان کنِ جمعِ پریشان
تصوّر کن قیاس این کرم را   پدر مادر فدا کرده اُمم را
بعونِ اُمتِ مسکین و محتاج   شفاعت را بپا لا کرده معراج
کنون در وصفِ معراجش زنم کلک   بجائے دُر کشم سیّاره در سلک

صفتِ معراجِ صاحبدلی که از دو نونِ قابَ قوسین یک دائره میم محبّت بنگاشت

شبے ہمچوں سوادِ چشمِ پاکاں   نہفته رو ز چشمِ خوابناکاں
ز نورِ او کمینه پرتوی بدر   ز قدرِ او نمو داری شبِ قدر
فلک مه را بسے دندانه کرده   وزاں گیسوئے شب را شانه کرده
مہش در چشمِ نیکاں ریخته تاب   فگنده چشمِ بد را پردهٔ خواب
عُطارد بُرده ہم زاں شب سیاہی   نوشته آیتِ سرِّ الٰہی
ز مزمر توبه کرده زُہرهٔ مست   بجائے زلفِ چنگش سُبحه در دست
بتعظیم بزرگی بسته اُمید   به حُرمت جائے خالی کرده خورشید
مسیحا چوں ہوا دارانِ جانی   براہش کرده ہر دم جانفشانی

۱- گروهِ ما۲ ما۳ ع۲ حم ح = درونِ ع ۶- میم محبت ما۳ ع حم ع۲ محبت ما ۶- نگاشته ع۲
۱۰- پرده در خواب ما ۱۱- نبشته ما۲ ۱۲- توبه کرده ما = کرد ع-
۱۳- به حرمت ما ما۲ ع ح = بخدمت ع-

ستاده منتظر ترکِ قبا پوش — بسرهنگی نهاده تیغ بر دوش
ز سر بر جبین زیر آورده دستار — که فرشی گسترد در پای رهوار
زُحَل کو هندوی پیر است و خم پشت — شهادت را ببالا کرده انگشت
ده و دو برج را در تختهٔ تیر — نگارش کرده نقاشانِ تقدیر
در ایوان طَلَق رانده بر سیاهی — نه از مهتاب کز نورِ الٰهی
ثوابت هفت مسند راست کرده — سریر از هشت جنت خواست کرده
به جنت رفتن رضوان شده گم — ز طاؤسان طوبیٰ بسته دُم
ز شادی بسکه حوران گشته بیهوش — کشیده وسمه بر رخ سُرمه در گوش
بخلد ادریس کین مژده شنیده — بجا بگذاشته کفش و دویده
چو زینسان زیوری بستند شب را — به احمد جبرئیل آمد طلب را
نویدش داد کای سلطانِ عُشاق — بعزمِ عرش والقُم علی السّاق
بُراقی پیشکش کردش فلک گام — که وهم از وی بحجّت تگ کند وام
دو گامی زین جهان تا آن جهانش — دو جولان از مکان تا لامکانش
بفرمان شد سوار آن خاصِ درگاه — ملائک طرّقوا گویان همه راه
سیه چتر از شبِ معراج بارش — ز سُبحانَ الّذی اسریٰ طرازش

---

۴ - تختهٔ پیر ع = تخته و تیر سر ح = تختهٔ تیر سر ع۲ - ۵ - ایوان طلق رانده بر سر ع۲ ح حج = ایوانِ تتق رانده ع سر ۱۲ - کردش سر ع۲ حج = کرده ع ایضاً فلک گام ح حج = فلک وام ع۲ -

نخست اسپش بپیرفت کرت آسا | شد از بیت الحرم در بیت اقصا
شنبک گنبد بہ گنبد شد روانہ | ز بیتی تا بہ بیتی خانہ خانہ
گزشت از ہفت سیّارہ بیک دم | ز دو شش برج بلکہ از شش جہت ہم
رہ از صفِّ ملائک گشتہ صف صف | ہم از رف بر گزشت و ہم ز رفرف
بسیدرہ ماند ہمسر پروازِ والا | وزانجا رفت بالا مرغِ بالا
رسید آنجا کہ نتوان گفت جائے | ہوائے در گرفتش بے ہوائے
درآمد خازنے از وحدت آباد | جہت را شش خزینہ داد برباد
جہت چون پردہ برد از پیشِ دیدار | جمالِ بے جہات آمد پدیدار
چو ہستی نیست گشت از ہستِ بے نیت | عیان شد ہستیِ کو ہستِ معینست
لقائے دید کانجا دیدہ شد گم | نہ دیدہ بل ہمہ ہستیِّ مردم
ز خود گم گشتہ بے خود بود با او | دوئی بگزار یا این بود یا او
خدا را دید و دید از دیدۂ سر | نخود دیدن توان از چشمِ دیگر
دران حضرت چو خواہش را محل دید | ہمہ مشکل بکارِ خویش حل دید
گروہِ خویش را فریاد رس گشت | گرانبارِ عنایت باز پس گشت

۱- آسا اور مصرعہ دوم کا قافیہ اقصا ج ح ع۲ = اسائے. اقصائے ع ایضاً بیت الحرم در
م۲ م۳ ع۲ ج ع = بیتِ حرم تا م ۴- گشتہ ع = بستہ ع۲ = گشت ج ۶- نے ہوائے ع = بے
ہوائے م م۱ ع۲ ۸- بے جہت م ۱۰- ہستیِ مردم م م۱ ع۱ ج = ہستی زمردم ع ۱۱- گشت ع۲
۱۲- کہ خود ع۲ ج ۱۴- گران بار م۳ ج = کزان بار ع = کزانبار م ع۲-

ازاں بخشش کہ دانش گراں کرد　　رہ آوردی بہ مسکیناں رواں کرد
بیک قطرہ ز دریائے الٰہی　　فرو شست از ہمہ اُمت سیاہی
ہزاراں شکر یزداں را کہ ما را　　سپرد آں فرخ ابر یا حیا را
کہ چوں خورشید حشر آید بگرما　　ازاں بے سایہ باشد سایہ بر ما
خہی طغرا کش حرفِ الٰہی　　کہ اورا بر رُسل ختم است شاہی
خطابش سکّہ بر دینار خور زد　　قمر را مہرِ وَانشَقَّ القَمَر زد
سریر شرع تختِ پائدارش　　بہ تختش چار عُمدہ چار یارش
ازاں ہر چار ایماں سخت بنیاد　　چناں کز چار عنصر آدمی زاد
ابوبکر اوّل آں ہمسر منزلِ غار　　کہ دوّم جائے پیغمبر شدش یار
عمر دومی کہ بستد جاں ز فرزند　　کہ زندہ کرد ازاں عدلِ خداوند
سوم عثماں دو صبحِ صدق را مہر　　کہ گشت از مہرِ قرآں روشنش چہر
چہارم حیدر آں در ہر ہنر فرد　　فقیہ و عالِم و مرد و جوانمرد
دگر یاراں کہ سیّارات نوراند　　امم را پیشوائے راہِ دوراند
زما باد او درودِ بے کرانہ　　فراواں خاکبوسِ چاکرانہ
نخست اندر جنابِ مصطفائی　　کز و دارد دلِ ما روشنائی

۱۔ گراں بود اور مصرعہ ثانی کا قافیہ رواں بود حج ۱۰ عمر دوم سا ع[۱] حج = دومی ع
ایضاً۔ جاں ز فرزند سا[۲] سا[۳] ع[۴] حج = جانِ فرزند ع
۱۳ سیّاران سا ع[۲] ۱۴ ۔ درودی بیکرانہ سا[۳] ع[۲]۔

پس اندر خدمتِ آن پاک جانان　　　که بودند آن ملک را هم عنانان
مبادا جانِ ما بی پادشان شاد　　　همیشه پادشان در جانِ ما باد

مدحِ شیخی که در آئینۂ صفا مثالی ہست از ذاتِ محمد مصطفےٰ بالعین نہ بالعکس

پس از دیباچۂ نعتِ رسالت　　　ز ذکرِ پیر بہ باشد مقالت
نظام الدین حق فرخنده نامے　　　که دینِ حق گرفت از وے نظامے
خطابش راست دو نقطه فرو خوان　　　نشانِ نقطهائے انبیا دان
محمد اسم و آیاتِ محمد　　　درو واضح چو حامیم اندر احمد
ز علمش در دو عالم روشنائی　　　دو عالم علم کسبی و عطائی
حدیثش چون خبر در امر و در نهی　　　بیک پایه فرو داز پایۂ وحی
از و تا انبیا یک کافِ تعظیم　　　بر آن گونه کز احمد تا احد میم
شبیهِ مرسلان از جانِ صافی　　　ادب را کافِ تشبیه است کافی
به معراجِ نمازش چرخ محتاج　　　به چرخش چون نمازِ خویش معراج
بشادروانِ انجم صدرِ جاهش　　　بدار القرب کرسی تکیه گاهش
بصدرِ خضر و عیسیٰ مسند آرائے　　　خضر بوسید دستش خضر خان پائے

۴- بالعین والعکس ر ۵- بذکر ر ر ۲
۱۲- تنبیه است ر ۳ ع ۲- تشبیهش ع ج ۱۴- بدر العرش ع-

مسیحے ہر دم از فیضِ تہا نہا — زدہ بر مُردہ جاناں موجِ جانہا
سریر آرائے فقر از صفِ ابرار — سریرِ مصطفیٰ را عُمدۂ کار
دَمش مریم صفت آبستنِ روح — لُعابش مرہمِ دلہائے مجروح
بہر سو کز دمش بادے رسیدہ — ہزاراں کوہِ رنج از جا پریدہ
بہر جانب کہ او الحمد خواندہ — اجل از کار رانی باز ماندہ
ضمیرش محرمِ دیرینۂ عشق — نیازش خازنِ گنجینۂ عشق
دلش کز شوق دارد درد و داغے — رُواقِ قدس را روشن چراغے
ملک از ہمتش پر وام کردہ — فلک بہرِ درش سر وام کردہ
بچرخ از ذکرِ آں ذاتِ مُعلّا — شکستہ مشتری عطفِ مُصلّا
کسے کو صُوفِ او در بر گرفتہ — قضا از وے قلم را بر گرفتہ
کلاہش را نیارم نام گیرم — زہے بخت ار تہِ کفشش بمیرم
خدایا آں گزیدہ بندۂ خاص — کہ ہست الحمدللہ جفتِ اخلاص
بہ قربت ہمنشینِ مصطفیٰ باد — دراں قرب ایستادش بہر ما باد

ستایش خلیفۂ شائستہ علاء الدین محمد ثبتہ اللہ تعالیٰ علیٰ دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بہ موج آمد دلِ دریا وشم باز — باوجِ آسماں شد گوہر انداز

۱- مسیحے ع۱ مج = مسیحا ع - جاناں ع مج = جانہا ع ۲- آں فخر مر۳ = از صفِ ع ع۴ = از صنف مر۲ بہ - رسیدہ سر مر۲ ع مج = وزیدہ مر۳ ایضاً کوہ غم سر۳ ۷- دود و داغے مر۲ بہ ۱- علاء الدین محمد مر۲ سر۳ ع مج = علاء الدین محمد شاہ ع ۱۴- علیٰ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر۳ ع۲

فلک خواہد شدن در گوہرش غرق — کزو تا خود نداند اختران فرق
کند این موجِ دُر چون بر فلک راہ — رسد از من نثاری بر درِ شاہ
شہے کاسکندرِ گیتی کشا یست — دلش آئینۂ گیتی نما یست
علائے دین و دنیا شاہِ والا — بقدرت نائبِ ایزد تعالیٰ
محمد شہ کہ صد چون کسری و جم — زمیم نام او پوشیدہ خاتم
سپہر کو زگرخود ایستد راست — ببوسد پایۂ تختے کہ او راست
زہے چترِ بلندِ گوہرینش — کہ ظلّ اللہ بود سایہ نشینش
بلند اعلامِ او سر بردہ بر ماہ — الفہای است از نصرٌ مّنَ اللہ
صفش در طولِ دریائے مہیاست — بگاہِ عرضِ خود چون ریگِ دریاست
چو دست و پا نہد خنگش بر انجم — شود انجم و شان را دست و پا گم
چو جنبد لشکرش بر سطحِ ہاموں — رود در قعرِ دریا رُبعِ مسکوں
چو راند تیغ در صف ہائے انبوہ — سرِ کوہ افگند در دامنِ کوہ
نہیبش قلبِ سرداران شکستہ — شکوہش پشتِ جباران شکستہ
دُرشتان از شکوہش در تہِ کُوب — چو کشتِ پُر کلوخ از مالشِ چوب
زبیم او نجستہ فتنہ از خواب — زخوابِ مرگ چون گرگین و سہراب

۱۔ گوہرش ر ع۲ حج = گوہران ع ر۱ ۲۔ کند چون موج این دُر ع۱۔ از من ع۲ = از وی ع حج ۔
۴۔ علائے دین ع۲ = علاء الدین ع حج ۵۔ صد چون ع۲ حج = چون صد ع ایضاً پوشند خاتم ر۱
۱۳۔ قلب صفداران ر۱ = قلبِ سرداران ر۲ ع حج ع ۱۴۔ از شکوہش ر۲ ر۳ ع۲ حج = با شکوہش ع ایضاً از مالہ چوب
ع۱ = ازمایشِ چوب حج ۱۵۔ انجستہ کید ر۳ = نجستہ فتنہ ع ایضاً چون گرگین ع = ہم گرگین ر ر۲ ع۱ حج

از و نقشِ مغل ہم چربہ دارد   کہ ناید گرچہ صورت گر نگارد
زند سہمش سراں را زخم جانہا   چو قصّابان تبر بر استخوانہا
فلک را سہمش ار در رقا نہ افتد   حوادث زشکمش افگانہ افتد
خدنگش راست ہمچوں دلربایاں   بعیّاری ربودہ دل ز رایاں
بدُوری تیرش از دریا گزشتہ   درونِ کیش منزل گیر گشتہ
بہر جانب کہ جیشِ آں جہانگیر   ق رسانیدہ بگردوں بانگِ تکبیر
بصد تعظیم سوئے کعبۂ پاک   صنم خانہ نہادہ روئے بر خاک
ازو بادِ سلیمانے وزیدہ   ہزاراں پیلِ معبر بر پریدہ
زتیغش قطرہ بردہ بر مغل سیل   بسے طوفانِ رخش آوردہ زاں خیل
سنانش سفتہ مروارید انجم   بساطش خفتہ بر ایوانِ پنجم
زخاکِ آستانِ او فرشتہ   سراسر حلیۂ شاہاں نوشتہ
رسیدہ شیرِ دہلیزش بہ خورشید   اسد را کرد از خورشید نومید
زبہرِ سجدہ سلطانانِ کشور   سر آوردہ برآں در جزیہ بر سر
بزرگی یافتہ ملک از درِ او   بلندی یافتہ تاج از سرِ او
زنقشِ روئے شاہاں آستانش   چو دیبائے کہ اندازے ستانش
زحل خاکِ درش کردہ برُخ صرف   چو ہندو در بہارِ خویش شنگرف

۱- حرب دارد ع۲ = حربہ دارد حج ۳- از شکم ع۲ حج ۸- کوہ معبر ۳ حاشیہ ۱۴ تاج از فرِ او سر۳
۱۵ ۱- اندازی ستانش ۲ر۳ ع حج = اندازی زبانش سر = بود از مہ نشانش ع ۔

فلک خواهد که ساکن تر زند گام — که عهدش را درازی یابد ایام
چنان نایاب شد ظلم از امانش — که دلهاے پریشان در زمانش
بدان تا هیبتش نفتد بکندی — که مهارا نهفته زیر تندی
چو دریاے که موج انداز گردد — گهر بیرون فشاند باز گردد
مکارم را زخشم افگنده مقنع — تهوّر بر عطا کرده طمع
چو خورشیدی که گرمایش بود زشت — همه میوه پزد هم دانه در کشت
رعیت پرور از بخشایش عام — چو بارانی که پر بارد بهنگام
ضعیفان را زبون حکم پیوست — ولیکن بر قوی دستان قوی دست
چو انصاف عمرؓ صیتش شنیده — ز ایام عمرؓ سویش دویده
ازان گاهے که گیتی دیده دادش — برفته داد نوشروان زیادش
زعهدش عامه در شادی و دستان — چنانکه از جمعه طفلان دبستان
زمانه تا بود دوران او باد — سراسر دور در فرمان او باد

خطاب زمین بوس بادشاه آسمان قدر فی الورا و آنکه روشنائی بخش است درشام کفار کالبدر فی الدجیٰ

اے خنجر گردن زن گردن فرازان — نوازشهات بر عاجز نوازان

۱۔ تر نهد گام ۳ = برزند گام ح ۳ ۔ هیبتش ۳ ۔ زکندی ح ۴ ۔ بیرون فشانده ع ۵ ۔ مقنع ع ح ح = برقع ع ایضاً سهارا بر عطا ۱ = تهور بر عطا ۲، ۳ ح ع = تهور اعطاع ۶ ۔ دانه کشت ۳ ۷ ۔ می بارد ۲ ۱۰ ۔ عهد نوشروان ع ۔ ۱۱ ۔ عامه ۲، ۳ ح = عام ع ۱۳، ۱۲ ۔ اکثر نسخوں میں یہ عنوان نہیں ہے ہم نے نسخہ ۳ سے نقل کیا ہے۔ نسخہ ۲ اور ع میں اس عنوان کو آیندہ عنوان یعنی عرض صحیفہ طولانی کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ اور بجائے روشنائی بخش کے ع میں روشنائی بخشیدہ اور ۲ میں روشنائی بخشندہ ہے اور لفظ فی الورا اور فی الدجے ان دونوں نسخوں میں نہیں ہے ۱۵ ۔ اخی ۳ ع ح ح = شیخ ایضاً نوزشهات ع ح = نوازشهاش ع ۔

به بستهٔ ضبطِ تو کارِ جهان سخت　　بهمواری بسانِ جامه در تخت
چنان امن از تو گیتی دار گشته　　که شمشیر از عمل بیکار گشته
پلارکها که اندر جنگ و ناورد　　نهنگ و شیر خوردی مور چه خورد
ز لطفت کارهای سخت مومی　　ز بادِ قهرِ تو دوزخ سمومی
فلک قهرِ ترا بازیچهٔ دست　　چو شیشه بر کفِ دیوانهٔ مست
حسودت سر خرد بود هر سوی　　کش از سهمِ تو خون بگریزد از روی
شود هم سرخ رو لیکن چو شمشیر　　خورد بر فرق و خونش از سر رود زیر
بود بر روی تیغت خصمِ سرکش　　چو اسپِ موم در میدانِ آتش
ز تیغت گنجِ رایان بی گهر گشت　　که دید آهن که مقناطیسِ زر گشت
ز شاهان بستدی زرهای موجود　　بدرویشانِ مسکین دادی از جود
چو می بوسد فلک نامت به تعظیم　　خطابت حیف باشد بر زر و سیم
از آن بی مُهر شد دینارِ خورشید　　که دارد سکّهٔ نامِ تو اُمید
کرمهایت بهر سو داشته شمع　　که کو پرگندہ حالی تا کند جمع
روان آوازهٔ تو قاف تا قاف　　که دلها را به چنگ آرد ز اطراف
ز جودت عقل دیوانه رقم گشت　　جراید نیز مرفوعُ القلم گشت
جهان تنگ آمده زان دستِ دُربار　　چو کشتِ پختہ از بارانِ بسیار

۱- بر تخت س۱ ۵- در کفِ س۱ ۱۲- بے مُہر شد س۱ س۲ س۳ صحیح ع۲ = بے سکہ شد ع ۱۴- دوان س۱ س۲ ع۱ ۱۵- نسخہ ع میں جراید نیز کے بجائے چراند بیر ہے اور یہ قطعاً غلط ہے ۱۶- کشتِ پختہ س۱ س۲ ع صحیح = پختہ کشت س۲ ع۔

فلک در زیرِ دستت از پئے خواست   ہمی خواہد نہد طاسِ نگوں راست
بہر دل از کرم شرمندگی رست   ولے در دل کرم شرمندۂ تست
عطا کز موجِ دستت خاست کردن   دروغِ شاعراں را راست کردن
ترا وصفی است اے یزدانت ناصر   کہ استغراقِ مدح آنجاست قاصر
براتِ پادشاہاں صفر ہم بود   کنوں صد صفر خطّت راست موجود
ز مدحت خُرّم اربابِ معانی   چو پیر از سر گذشتِ کامرانی
کسے کز تو خورد تنبولِ اُمید   کند بخشش ذخیرہ برگِ جاوید
جہانے از تو در آسائشِ زیست   ز آسایش نکوتر در جہاں چیست
ز تو زینگونہ دہر آسودہ بادا   بداندیشت زغم فرسودہ بادا

عرض صحیفۂ طولانیِ نصیحت پیش ضمیر ملہم پادشاہ کہ نسخہ ایست صحیح از لوحِ محفوظ حفظہ اللہ تعالیٰ عن التلویح السّوء

شہا حکمت شناسا کاردانا   ز داد و دانش اسکندر شناسا
بہ گستاخی بروں افگندم از بند   برسمِ نیک خواہاں نکتۂ چند
تو خود در کارِ ملک آں کاردانی   کہ از تلقینِ دولت کامرانی
ہم از خود عقلِ دانش سنج داری   ہم از الہامِ غیبی گنج داری

۳۔ خاست کردہ س۳ = خواست کردہ س۱ س۲ ع۲ ح ۵۔ خطش راست س۲ = ہر خط راست س۱ ع۱ = ہر خط او ست س۲۔
۸۔ آسائشے س۳ = آسایش س۱ س۲ ع۲ ح ۹۔ زینگونہ ع۲ ح = ایں گونہ ع ایضاً دہر س۳ ع۲ ح = دو رع۔
۱۱۔ حفظہا ع = حفظہ ح۔ تلویح السوء س۲ ع ح ۱۲۔ ز دین و دانش س۱ ع۱ = ز داد و دانش س۱ س۲ ح۔
۱۴۔ تلقینِ دولت کاررانی ع۲۔

چو دولتمند ملہم باشد از غیب — نصیحت کردنش نوعیست از عیب
بداں ماند ہمی زینساں خطابے — کہ کس بر گلستاں ریزد گلابے
خرد بنود بہ معدن زر فگندن — بدریا دُر بکاں گوہر فگندن
عمارت کردن اندر بیتِ معمور — بہ نور آلودن خورشیدِ پر نور
ولے بر دولت اندیشانِ شاہی — بواجب شرط باشد نیکخواہی
بہ گیتی نیست پنہاں قصۂ کرد — کہ سوئے دجلہ برد از پارگین دُرد
کشادم پوست از نو بادۂ تلخ — تو خواہم پوستین دہ خواہ کن سلخ
خوش آمد نیز دارم شکر آلود — چو قندِ می زیانش افزوں تراز سود
ولے چوں بندہ نیکو خواہِ شاہ است — زیانکاری نہ شرطِ نیکخواہ است
دریں حضرت کہ از تشویشِ جانہا — گرہ گردد حکایت بر زبانہا
حدیثی کز دلیری حاصلم داد — ازاں گفتم کہ عفوِ شہ دلم داد
وگرنہ زہرہ کے دارد گدائے — کہ گوید مصلحت با پادشائے
ندیم آنکہ کند بستاخ گوئی — کہ بیند از بزرگاں نرم خوئی
چو موجِ تندِ دریا بر زند جوش — معلّم را شود تختہ فراموش
چو صرصر در رُباید کوہِ خارا — چراغی را عیاں کردن چہ یارا

۶۔ کرُد ع ۲ حج = گرُد ع ۷۔ تو خواہم س ۲ س۲ ع۲ حج = تو خواہی ع۔
۸۔ چو قند دی ع ۱ حج ۱۳۔ گستاخ گوئی س۲ = بستاخ روئی س۲ = گستاخ روئی حج۔
۱۵۔ عیاں کردن ع = زیاں کردن س۲ = زباں کردن ع۲ حج۔

سخن در وادیِ موراں کند مور / کجا پیشِ سلیماں دارد ایں زور
درختے کِشتم و سر بر ہوا سود / نہاں چوں دارمش چوں بودنی بود
کنوں میخواہدم ایں جانِ گستاخ / کہ پیش آرد طبق واری ازیں شاخ
چو دارم ہیچو عفوت پشتبانے / بہ بستاخی بہ جنبانم زبانے
درایں ماخولیا نرزد قبولے / فضولی را مگیر از بو الفضولے
گرت خوش باشد ایں می نوش کردن / زمن گفتن زتو در گوش کردن
نصیحت اینست اے شاہِ جہانگیر ق / کہ چوں گشتی بشاہی در جہاں میر
گرفتن سہل باشد ایں جہاں را / کلیدِ آں جہاں بادشہاں را
مکن بس بر ہمیں کز تیغ واز رائے / ہمہ دنیا گرفتی شستہ بر جائے
بہمت آسماں را قلعہ کن باز / بہ ملکِ خشکی و تری مکن ناز
بکن کارے ہمیں جا تا توانے / کہ آنجا ہم چو اینجا ملک رانے
وضو وارے شمر دریائے سرگم / زمین خاکی بمقدارِ تیمم
مسلّم بایدت گر پادشائی / ببا ید کردن از دل گدائی
نگیرد آں جہاں قلبِ مرتّب / مگر قلبِ ضعیفِ لشکرِ شب
چو میخواہی کزاں سو در کنی باز ق / علم بالا کشی تا عالم راز

۲۔ درختے سر۲ ع۲ حج = درخت ع۔ سر بر ہوا سر ع۲ حج = در ہوا ع ۵۔ نرزد سر۳ ع۳ حج۲ = ارزد سر۔
۶۔ خوش باید ع ۷۔ در جہاں پیر سر۲ ۸۔ جہاں باید سر ع۳ حج = جہاں ناید سر۱ = جہاں باشد ع حج۲
۹۔ مکن بس ہمبریں سر۳ ع۲ ۔ شستہ در جائے ع۲ ۱۰۔ تری و خشکی سر۲ ۱۱۔ بکن کارے ہم اینجا ع۱ حج = بکن کارِ
ہم اینجا ع ۱۴۔ قلب مرتب سر۱ سر۲ سر۳ حج ع۲ = قلب مرکب ح ایضاً و لشکر سر۱ سر۲ سر۳ حج دع = لشکر سر۱ ع۲ حج۲۔

سپاهی جو بی خیل و مراکب   که بیدار ند هر شب چون کواکب
چو زان لشکر زنی بالا روا رو   شناسی قدرِ این گفتارِ خسرو
دُعا زین به نمیدانم بجایت   که از دلها حشم بخشد خدایت
اگر یکدل ترا خواهد بامید   ببامِ عرش برزن کوسِ جاوید
نهانی مُزدِ دلها ده به تنها   که هر دل بهرِ تو قلبی است تنها
کسی کالایشی بینی گلش را   بجان بخشی بدست آور دلش را
بهین راهی بملکِ سرفرازی   رهِ جان بخشی است و دلنوازی
یکی اندیشه کُن کاین هر دو رایت   ببالا تا کجا دارد ولایت
گر این رایت توانی داشتن باز   ببامِ آسمان رایت برافراز
مکن تیغِ سیاست را چنان تیز   که چون آتش نداند کرد پرهیز
شه آن به کو عمل چون آب راند   که هم جان بخشد و هم جان ستاند
تو شو جان بخش تا انسی و جانی   همت جان بخشد و هم زندگانی
کسی کو مملکت را بد سگال است   بکُش کان خونِ بی حرمت حلال است
بکارِ دیگران بر شعله زن آب   خرد بیدار دار و تیغ در خواب
نه برگِ گندنا شد آدمی زاد   که بُرّند و دگر خیزد ز بنیاد
تو نپسندی غباری بر گلِ خویش   خزان در گلستان کس میندیش

۱- فیل و مراکب س ۳- به زین س۲ ع۲ ۵- مژده ع۲ ۷- وکار سازی ع۲ ۱۳- حرمت ع۲ حج۲
۱۱- که برند س۳ ع۲ حج۲ = که ببرند ع س۲ ۱۶- غباری س۲ حج۲ = غبار ع ع۲ -

چو پایت گیرد از برگِ گل آزار — بره مپسند در پائے کساں خار
چو هستند همه پائیں پرستاں — زبردستی مکن بر زیر دستاں
رهت چوں رُفت خلق از دیده درپیش — ره خود را تو روب از دیدهٔ خویش
بدانش کارِ دیں کن تا توانے — چناں ناداں نهٔ کیں هم ندانے
چو بر تو کارِ اقلیمے کشادند — خرد هم در تو اقلیمے نهادند
نه پنج و ده هُنرها داده اندت — که عقلِ جمله سرها داده اندت
اگر در حقّ تو بُود چنیں خواست — بیکدانش کجا ملکی شود راست
نه از یک چشم بتواں بوستاں داشت — نه از یک هندسه هندوستاں داشت
پس ایں دانش همه اینجا مکن صرف — که ایں خود خوانده گیرت حرف بر حرف
بچندیں مشعلِ امشب کار بر ره کن — رهِ ظُلماتِ فردا را نگه کن
اگرچه آفتابِ حشر تند است — بقطعِ ظلمتش شمشیر کُند است
از اینجا بر چراغے گر توانے — که تا آنجا بتاریکے نمانے
چراغے نے که باد از وے برد نور — چراغے کاں نمیرد از دمِ صور
مشو مغرور ایں مشتے خیالات — که در پیشِ تو می آید بجالات
جهاں خوابیست پیشِ چشمِ بیدار — بخوابی دل نه بندد مردِ هشیار

۲- پائیں پرستاں سر، سر۲ ع۲ حج = آئیں پرستاں ع سر۳ ۳- خود رُفت سر، سر۲ ع۲ حج
۶- نه پنج و ده ع = ز پنج و ده حج ۸- از یک چشمه سر۳ ۹- مکن اینجا همه ع۲ حج ایضاً خوانده گیرت ع ع۲ حج = خوانده گیرش سر۲ = خوانده گیر از سر۳ ۱۲- چراغے نه ع حج = چراغے نے سر، سر۲ ع
۱۴- مشتِ خیالات ع حج = مشتے خیالات سر۳ ع۲-

شہانی کاسماں تخم زمیں کرد — زمیں شاں ارغوان و یاسمیں کرد
چہ ظرفہ است ایں کشاورزی نمودن — فریدوں کشتن و خاقاں درودن
تو یک ذرّہ غباری از زمینی — کہ اندر خواب خود را کوہ بینی
چو بر تو دستِ تقدیر آورد زور — کنی روشن کہ جمشیدی و یا مور

حکایت موش بہ تمثیل

بخواب اندر مگر موشی شتر شد — ز پرّی تنش دل نیز پر شد
زخوابِ خوش برآمد شاد گشتہ — ہمی شد سو بسو پُر باد گشتہ
بناگاہ اشتری باری برو ریخت — ز صد من یک جو آزاری برو ریخت
تہ آں بار مسکیں موش درماند — بمسکینی جنازہ در عدم راند
خوش است ایں خوابہائے خوش بہ تعبیر — اگر بر عکس ننمایند تاثیر
چو بازیچہ است ملکِ سست بنیاد — بدیں بازیچہ چوں طفلاں مشو شاد
مداں کیں ملک مرداں راست در خور — کہ مرداں دیگر اند و ملک دیگر
خسک پوشی نہادہ پشت بر خاک — گدائی را بہ بخشد ملکِ ضحّاک
گلیمِ مفلسی کاں تا قدم نیست — ز چرخِ اطلس و دیباجہ کم نیست
رسید است ار چہ شہ را مملکت بخش — ولی درویش باشد مملکت بخش
میاں فقر و ملک ار باید ت حد — نگہ کن در سلیمان و محمد

۱- ارغواں را ۲- طرفست حہ ۳- تو یا مور حہ ۵- حکایت فی التمثیل ۴- بصد من حہ-
۹- بر عدم سا ۱۲- مداں سر ع حہ = بداں ع ۱۳- دست بر خاک ۱۴- کوتا قدم ع ۱۶- جہاں فقر

چو با انگشتِ تو بسته است پیمان ق نگینِ خاتمِ ملکِ سلیمان
گر آن ملکِ نهانی نیز خواهی   گدایان را تواضع کن بشاهی
نمیگویم که ترکِ خسروی کن   رهِ کم توشگان را پیروی کن
تو کے این پائے رہ پیمائے داری   کہ زنجیرِ زر اندر پائے داری
خرامش زین رہ آنکس را تمام است   کہ زیرِ پاش دو عالم دو گام است
تو این رہ کے روی کز ناز و تمکین   زنی دہ گام بر یک خشتِ زرّین
چہ از رستم بر آری گرد چون میغ   سپاہِ دیو زن چون میزنی تیغ
بدل اصحابِ دل را آشنا باش   درون درویش و بیرون پادشا باش
ولیکن از تو درویشی همین است   کہ عزت داری آنرا کاہلِ دین است
بشاہی سہل باشد ملک رانی   بملکِ بندگی رس گر توانی
پرستش چون ترا چندین جہان کرد   ترا باید پرستش بیش ازان کرد
چو تو با آن کرم یک سجدہ ناری   چسان آن سجدہ ہا را حق گذاری
نہ اندک کارہا بسیار کردی   ولے بہرِ دلِ خود کار کردی
کنون کار از پئے آن کن کہ ہر بار   دہد در کارِ اندک مزدِ بسیار

۱- خاتم و ملکِ سر سر۲ حج ع = خاتم ملکِ سر۳ ع۲ ۲- ملکِ سلیمان نیز سر ۴- تو کے این سر۳ = کہ تو نے سر حج ع۲ = تو این نے ح = تو آن نے ع ۷- چہ از رستم سر۳ ع۱ = چو از رستم حج ایضاً گر میزنی سر سر۳ حج ع۲ = چون میزنی ع ۱۰- ملک رانی ع۱ حج ع حاشیہ = کامرانی ع ایضاً تا توانی سر ع۲ ۱۳- تو اندک ع۲-
۱۴- پئے آن کن ع = پئے او کن سر ح حج ع۴ = پئے دین کن سر۳-

چو توقیعی که اندر پادشاهی ست — خلافت نامهٔ ملکِ خدائی ست
شهی کو خواهد آزادی ز آفت — نیندیشد خلاف اندر خلافت
ستونِ ملک بود پایهٔ تخت — نه چوبِ چتر باشد عمدهٔ بخت
ستونِ وعمدهٔ با استواری — ستاده شه بود بار است کاری
بود شه بر فرازِ تختِ جمشید — چراغِ هفت کشور همچو خورشید
چنیں روشن چراغی را بود شوم — که باشد روغنش از مغزِ مظلوم
سزائے گریه باشد تاجِ شاهے — که لعلش هست ز اشکِ دادخواهے
بسے دیدم کمرهائے کریماں — همه دُرِّ یتیمش از یتیماں
جفائے خلق پیشِ شاه گویند — جفا چوں شه کند داد از که جویند
نه هر فرقے سزائے تاجِ شاهی ست — نه هر سر لایقِ صاحب کلاهی ست
همه باشند بهرِ تاج محتاج — یکے را از همه روزی شود تاج
فلک هر لحظه میدوزد کلاهے — کزاں تاجے نهد بر فرقِ شاهے
کسے را ایں کُله بر سر بود چُست — که او نگذارد آئینِ سری سُست
کسے کش تاجِ شاهی بهرِ زیب ست — نه تاج آں قُندزِ مردم فریب است
کسے را تاجِ زر بر سر دهد زیب — که ناید بر ضعیف از تختش آسیب

۱- توفیقے س۱ س۲ ع۱ = توقیعے حج = توقیعت س۳ ۴- ستونِ عمده س۱ س۲ س۳ ع۱ حج = ستون وعمده ع۔
۴- در راستکاری س۱ س۳ ع۲ حج = بار استکاری ع ۱۳- آئینِ سری س۱ س۲ س۳ ع۱ حج = آئینِ شهی ع ۱۴- کسے کش
س۱ س۲ س۳ ع۱ حج ح = کسے را ع ایضاً قندزی بهرِ فریب س۱ حج ع۱ حج۲ د = قندزِ مردم فریب س۳ -

رساند از کفِ خود جملہ راہبر　　　کزاں پر دردۂ راحت شود دہر
غمِ عالم چناں باشد بجانش　　　کہ باشد عالمے غم ہسرآنش
بسرہا مہرِ شاہ و سایۂ وے　　　بود چوں تابِ مہر اندر مہِ دے
جہانداری بہ از عالم ستانی　　　کہ از خورشید ناید سایبانی
بدہ گز دَور منگر چترِ شاہاں　　　کہ ہرگز گیرد از چیں تا سپاہاں
دو فرسنگے کند یک ابرسایہ　　　دو کشور یک شہِ خورشید پایہ
کسے کز وے دو کشور سایہ گیرد　　　تہِ قصرش پسر ہمسایہ میرد
روا باشد کہ زیرِ قصرِ خودشاہ　　　کند ہمسائیگاں را سایہ کوتاہ
کسے کو سایۂ یزداں است در عصر　　　گدا ہے سایہ او در سایۂ قصر
حدیثِ طاق نوشرواں نہاں نیست　　　چنیں پایندہ طاقی در جہاں نیست
دراں طاق او براوجِ تخت چوں جم　　　ستورِ زال و شیرِ تخت باہم
شہاں را از سریرِ دولتِ خویش　　　چناں باید رعایت سوئے درویش
چنیں کردند شاہاں ملک رانی　　　چنیں بوداست رسمِ مہربانی
چو شہ را از رعیت راز پرسند　　　ز درویشش و تونگر باز پرسند
کسے کو راست بر یک خانہ فرماں　　　بیک تن بایدش یکخانہ درباں

۲۔ عالم غم س۳ ع۲ حج ۴۔ سایہ بانے ع۱ ۵۔ ہرگز س ع۲ = مرکز س۳ حج ۶۔ دو فرسنگے س۲ س۳ ع حج۲ = دو فرسنگ ار ع ۷۔ ہمسایہ گیرد ح س۳ ۹۔ زد در سایہ س س۲ ع۲ = او در سایہ ع حج ۱۰۔ چنیں س۱ = چناں ع حج ع۲
۱۱۔ طاق او براوج س س۲ ع۲ حج = طاق و برو جِ س۳ ۱۳۔ ملک رانی ع۲ حج ح = زندگانی ع۔
۱۵۔ یکخانہ درماں س حج = یکخانہ درباں س۳ ع۲ = درخانہ درماں س۲۔

کسے کو کشوری را کامراں گشت — بنا چارش بباید گردِ آں گشت
بقدرِ خویش باید کار برداشت — بحدِّ زورمندی بار برداشت
اگر موری ملخ را پائے بردار — کجا تختِ سلیماں را کشی بار
بود اسپ از پئے تنہا سواری — شتر ہودج کشد پیلاں عماری
تنے باید بمقدارِ جہانے — کہ بر یک سر کشد بارِ جہانے
نہ حدِّ بردن است ایں بارِ شاہی — ز مردم جز بہ نیروئے الٰہی
چو کشتی کو بود چوبی سبکبار — بود کوہِ گراں در جنبشِ کار
کشد شاہ ارچہ بارِ مرکب و پیل — گراں تر آدمی زیں جملہ بے قیل
کہ پیل و اسپ را جز یک شکم نیست — کمینہ مردم از یک خانہ کم نیست
سراسر بارِ چندیں خانہ و شہر — بود بر یک سرِ فرماں دہِ دہر
پس آں بہتر کہ بردارندۂ بار — بود از رخت و بارِ خود خبردار
اگر دورِ بریدایں حال دارد — کہ آں گنجینہ و ایں مال دارد
چہ مُنہی از یں در خواب ماندہ است — کہ ایں بے نان و آں بے آب ماندہ است
نشاید بود خوش با ہر چہ نیکوست — خوش آمد را نشاید داشتن دوست
چو تو ہر دم جہانی را خوری غم — جہانے غم خورد بہرِ تو ہر دم
بود باشد یک جہانے در زیانت — زیانکاریست در ہر دو جہانت

۴ - پیلے عماری س۳ ۱۲ - دور بریدایں حال دارد صح ع = دور بریدایں حال باشد ع۲ -

۱۶ - زیاں کار است ع۲ صح -

چو دهقان پرورد کشتِ جو خویش   زجو پُر ببیند انبارِ نو خویش
چو بُرّد باغبان خرمائے پُر بار   همان یکبار بر باید نه هر بار
رعیّت مایۂ بنیادِ مال است   زمال اسبابِ ملک آماده حال است
رعیت چون خلل یابد ز بنیاد   کجا ماند بنائی دولت آباد
وگر مال از خشم نادان ماند   شتر چون ماند بار افتان ماند
سپاه است آلتِ آفاق گیری   کزان آلت توان کردن امیری
چو از آلت عمل بسیار باید   بهنگامِ عمل هنجار باید
چو تیشه بشکند از راندنِ سخت   نه کرسی ساختن بتوان و نے تخت
اره بر چوب رانی دو شود چوب   ولے بر سنگ باشد ارّه راکوب
زمحنت پاره شد چون قلبِ لشکر   درستی نیست جز از بدرۂ زر
عطا گرچه از شهان سنّت نشسته است   ولیکن فرض بر قلبِ شکسته است
بسا روئین تنانِ آهنین دل   که گشت از بے زری پولادِ شان گل
بسا نقشِ سفالین چون گلِ زرد   که شد پولادِ هندی چون زری خورد
کرم شرط است بر اجرت ستانی   که جانے میفروشد بهر نانی
نمک باید که گیرد مایه داد   چه غم گر باد گیرد آسیا باد

---

۴ - پایۂ بنیاد ع۲ ایضاً آماده حال س۲ س۳ ع حج ح = آباد حال ع۲ ۵ - بار افتاده ع حج = رخت افتاده س۳ ع۲ ۷ - بسیار باید اور مصرعہ ثانی هنجار باید ع = بسیار باید و هنجار باید س حج ع۲ ۱۱ نشسته اور شکسته نسخہ س۳ سے لیا گیا ہے باقی نسخوں میں نشست اور شکست ہے۔ ان میں غیر ملفوظی حروف کو کتابت میں بھی حذف کر دیا ہے۔ ۱۲ - روئین تنان و آهنین دل ع۲ ۱۳ - زری خورد س۲ س۳ ح = زر خورد س ع۲ = زر خرد حج ۱۵ - پایۂ داد ع۲ حج ایضاً آشنا باد س ع لٹ

چہ آگہ خفتہ شاہ اندر عماری — از و کافتادہ در اشتر سواری
چہ داند نازنیں بر پشتِ رہوار — ازاں رہرو کہ بر سر میکشد بار
خر اندر گو چگہ جاں داد و جاں بُرد — ولے خر بندہ زیرِ بارِ خر مُرد
کسے کز بہرِ تو صد رنج در زد — ز تو آخر بیک راحت نیرزد
ز بہرِ آنست ایں درویش و آں شاہ — کہ او تیمارِ ایں دارد ہمہ گاہ
نہ شہ را از گِل دیگر سرشتند — نہ نعمت زانِ او تنہا نوشتند
چو ما ہم گوہریم از یک خزانہ — چرا گنجد تفاوت درمیانہ
نہ بندہ نیست او را بر سر ایں تاج — کہ ہست او منعم و خواہندہ محتاج
ہمیں موجش نگہ کن تا کجا خاست — کہ دستش نا وُدانِ روزیِ ماست
بشکر ایں بباید آرزو داد — کہ جُستِ ایں آرزوئے خویش واو داد
نُہ شیرا بخوردن نخبل کرگے — برو تہمت بود نامِ بُزرگے
وگر دریا نہ بخشد لولوئی ناب — چرا غوّاص گردد غرقہ در آب
درخت ار سایہ نبود بر زمینش — چرا خلقے بود سایہ نشینش
بزرگی را کہ خلق از وے فرو تر — دہش نیکو است داد از وے نکو تر
بدادِ دست دہ تا صد شود شاد — بدستِ داد ماند کشور آباد

۱۔ بر اشتر ع = در اشتر ص حج ع۲ = از اشتر س۲ = دور اشتر س۳ ۶۔ کہ نعمت ع۲ حج ۹۔ با دوانی روزی ع = نا وداں روزی س۲ س۳ ع۲ حج ۱۰۔ او واد ع = ان داد ع۲ حج ۱۲۔ بہ بخشد ع = نہ بخشد س س۲ ع۲ حج ایضاً غوق ع = غرقہ س۲ س۳ ح حج ع۲ ۱۵۔ بداد وہمت وصد ع = بدادِ دست دہ تا صد س۳ ع۲ حج = بدست داد دہ تا صد س۲

کند ابرے کہ دائم سایہ بانی — نہ از باراں کہ باشد ناگہانی
چو پرسد قصۂ مظلوم ناگاہ — ستاند ز آسماں نستاند از شاہ
فروخواں نامۂ مظلوم زاں پیش — کہ بینی روسیہ و نامۂ خویش
سپیدست ارچہ ایوانِ شہنشاہ — سیہ گردد ز دودِ تیرۂ آہ
چو تیرِ نالہ دوزد بامِ خورشید — چہ باشد پیشِ او دیوارِ جمشید
عنانِ شاہ گر بر آسمان است — دعا را دست بالاتر ازان ہست
نہ غار اژدہائے با چناں زور — شود مسکیں چو در چشمش خزد مور
کنہ چوں گیرد اندر پیرّۂ پیل — نگارد پیل را از سرخی و نیل
توانِ بے تواناں ہست چنداں — کہ پیچد سخت دستِ زورمنداں
بپادشاہ را بینش ز دو عین — ز عینِ عدل و عینِ عفو مابین
شہے کش نیست زیں دو عین بینش — اگر صد مردمی دارد ببینش
ہنر در رہبر دو دانش بر صیانت — کہ سر حرف است بر دین و دیانت
ملک را کیں دو رہبر پیش باشد — رہش سوئے صلاحِ خویش باشد
دگر پیرایۂ شاہاں صلاح است — کہ دولت را خلل در روح و راح است

---

۲ - برشد ع ۲ حج = پُرشد سا = پُرسد سا ایضاً ستاند ز آسماں سع ۲ = ستاند آسماں ع حج ۴ - نامۂ مظلوم سا ع ۲ حج = قصۂ مظلوم ع سا ۳ ۶ - گر بر آسماں سا سا ع حج = کو بر آسماں ع ۸ - کنہ سا ع ۲ حج = کند ع -
۹ - ناتواناں ع = بے تواناں سا ع حج = بے توانا سا ایضاً سخت دست سا سا ع حج = دستِ سخت ع سا
۱۲ - حرف است سا ع حج = حرف اند ع - بر دین سا سا حج = در دین ع ۲ د حج ۲ -

کسے کو ظلِّ یزداں شد زنہ طاق — بگہ خیزی شود خورشیدِ آفاق
پگہ خیز است خورشیدِ سمائی — کہ دارد عالمے زو روشنائی
نہ گہ خیزی کش اندر دورِ باقی — دمد صبحِ نشاط از روئے ساقی
ازاں گہ خیزئے کاندر زبردست — شوند از ذکرِ وی روحانیاں مست
چو مردم ایں روا دارد کہ ہر کس — ق ہمیں پیشش نہد رو بر زمیں بس
روا باشد چنیں کز شکر ایں جود — جبیں بر خاک نہد پیشِ معبود
چو دادش ایزد آں پیشانیِ بخت — کہ بر پیشانیِ شاہاں نہد تخت
اگر بر خاک پیشانی نساید — بجز خاکش بہ پیشانی نشاید
کند چوں صد ہزارش سجدہ در پیش — از و صد چند باید سجدہ بل بیش
ولے چوں نیست آں در حدِّ مردم — بتاویلے ازینجا باز گردم
چو سلطاں بندگی را پیش گیرد — خدا آں بندگی زود در پذیرد
چو یک سجدہ نہد بیچارہ وارش — دہد بیچارگی مزدِ ہزارش
پس آں سرہا کہ سود ش بر گذرہا — بدیں چارہ برد زود دامِ سرہا
وگر نہ کے تواند کو بہر روئے — گذارد حقِّ یک یک سیر موئے

۱- بگہ خیزی س۲س۳ = زگہ خیزی ع ع۲ ج ۴- زندست ع = زبردست س۳ ع۲ ج ح ۵- ہر دم س۲ ع = مردم س۳ ع۲ ج ۶- جبیں برخاک ع = دو رخ برخاک س س۲ س۳ ج ع۲ ۷- ایں پیشانی ع ع۲ = آں پیشانی ج ۱۱- زود در پذیرد س۲ س۳ ع۲ = از شے پذیرد ع ۱۲- سجدہ کند س س۳ ع۲ ج الیضاً مزدِ ہزار س۲ ع۳ ج = مزدہ ہزار ع ۱۳- بدیں چارہ س۲ ع۲ ج = بدیں سرہا ع الیضاً برد زود دامِ سرہا س۳ = بد و زود دام سرہا ع۲ ج-

نیاز از شاه به کو سرفراز است — گدا خود جمله زاری و نیاز است
ز پیرِ خود شنیدم قطبِ آفاق — ق — که ثابت باد چوں دو قطبِ طاق
که هر کو والیِ ملکے شد از دور — ولی اللّٰه بود گر خود کند جور
وگر عادل بود از ظلم بے لوث — بود قطبی بعهدِ خویش بل غوث
کسے کش بر چنیں مسند بود جائے — روا باشد که از مَی لغزدش پائے
پس آں کو ملک داد انگشتریش — سزد کز لعلِ مَی نبود نگینش
وگر شد رسمِ شاهاں جامِ گلگوں — باندازه نه از اندازه بیروں
چو باشد خانه را پاسباں مست — رساند دزد خود را باده بر دست
چو نوشد پاسبانِ عالمے مَے — خرابی چوں نگیرد عالم از وے
شبانی را که باشد باده در پیش — رساند نقلِ گرگ از پهلوئے میش
مبیں یک جرعه در طاسِ شرابی — که طوفان است از بهرِ خرابی
خرابی قصرِ سلطاں را ز آب است — چه آید آبی کز و سلطاں خراب است
سرود و لهو هم باید بمقدار — که چوں بسیار شد عکس آورد بار
نشاید تا بداں حد نغمۀ نائے — که پائے تخت هم برخیزد از جائے
نواهائے که در خوردِ سریر است — صریرِ خامه و آوازِ تیر است

---

۴ - بے ظلم و بے لوث ع۱ حج ۶ - کز لعل س۲ ع۱ حج = گر لعل ع ۸ - باده بر دست س س۲ ع۱ حج = بار بر دست س۳ ۹ - کشور از وے س ع۲ = عالم از وے س۱ س۲ س۳ حج -
۱۳ - هم باید س۳ ع۲ حج = هم باشد ع -

سماعِ ارگنِ داؤد نیست بسیار ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ بود ملکِ سلیماں را زیاں کار
بدستِ شاہ بہ شہبازِ دلکش ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ طفلاں را بود با بلبلاں خوش
ہمہ بازیست ایں در سرفرازی ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ بود سر بازی اندر ملک بازی
سرود ارچہ غذائی جانِ پاک است ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ چو جاں مستغرقِ آں شد ہلاک است
شراب ارچہ جسد را نوش دار وست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نہ آخر اصلِ سر درد و خمار اوست
بصرفہ ہرچہ برگیرند نغز است ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ خورش بے صرفہ جاں را پائے لغز است
بحکمت بادہ راحت بہر باشد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ بہ پُرّی آبِ حیواں زہر باشد

سرگزشت

درا یامی کہ ایں نفسِ بد آموز ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ گرفتارِ مغل شد دور زامروز
بیاباں می بریدم ریگ بر ریگ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ز بس گرما سرم جوشید چوں دیگ
من و با من چو من تشنہ سواری ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ رسیدیم از رہ اندر جوئباری
من ارچہ نفطِ جانم بود در تاب ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ندادم نفطِ خود را روغن از آب
لبے تر کردم و تر شد جگر ہم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ سکونت یافت لختے جانِ در ہم
فتاد آں تشنہ و زاں تشنہ تر خش ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بخشِ جاں برد زاں آبِ جاں بخش
ہم او سیراب شد ہم مرکبش سیر ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نشد در دادنِ جاں ہر دو را دیر

۱- ملکِ سلیماں سر۲ سر۳ ع حج = تختِ سلیماں ع ۴- آں شد ح ع۲ = آں ہم ع ۵- دردِ سر خمار سر۳ ۶- بسیری ع۲ حج = بہ پری ع ۸- سرگزشت ع حج = حکایت سرگزشت سر۳ = حکایت سر ع۲ ۱۱- رسیدیم سر حج = رسیدم ع ع۲ ۱۲- لفظِ جانم ع = نفطِ جانم سر۳ حج ع۲ ایضاً لفظِ خود ع = نفطِ خود سر۳ حج ع۲ ۱۵- ہر دو تقصیر ع۲ -

درین وادی که مهرش هست جان سوز — کسے جان برد کو شد حکمت آموز
بیک شعله است آتش شمعِ خانه — بسوزد خانه چون برزد زبانه
زلالی کوست تا لب شربتِ زیست — چو از لب رفت بالاتر بگر چیست
غلو جائے که در طاعت نشاید — کسے در لهو و عشرت چون نماید
بهر فن کت غلو گشته است محکم — غلو یابی کنی گر نقطهٔ کم
شه آنرا دان که گفت از جانِ آزاد — بترکِ بخل و خشم و لهو و بیداد
شهے کش چار تر کش در کله نیست — بباید ترکِ او گفتن که شه نیست
سبک خواهی حسابِ پادشاهی — گران کن پله سوئے پارسائی
که در حشر آتشی کش نیست پایان — نیارد سوخت رختِ پارسایان
نه صوم و سجده مطلق پارسائیست — بسا مس کان زر اندودِ ریائیست
همیگویم بکارے شو هوسناک — کزان خوشنود باشد ایزدِ پاک
همیں توفیق باد از غیب یارت — همیں مقصود از ایزد در کنارت
همیشه بادت از قربِ خدا نور — غبارِ ظلمت و دوری زتو دور

در سبب نظم این جواهر که رمز و صفت خضرخان و ابسط عقد اوست کتبه الله علی قصوص القلوب

مبارک بامدادی کاخترِ روز — شد از نورِ مبارک گیتی افروز

۳- رفت بالاتر ع[۲] ح ع = بگزرد بالا س[۳] ۹- آتشے س[۳] ع[۲] ح = آتش س[۲] ع ۱۰- مطلق س[۲] س[۳] ح ح ع[۲] = رخت ع ۱۴- این نظم جواهر ع[۲] ح.

رسید اقبال پیشانی کشان   کُله بالائے پیشانی نهان
دلم را گفت کاحسنت ای جوان بخت   که بر گردون زدی اندیشه را تخت
چه گنج است این که دادت خازن غیب   که در پیشت نگون کرد آسمان جیب
بفردوس از زلال جاودان هست   زبان کلکت آن را ناودان هست
نماند از بس که دادندت بسینه   کواکب رهتاعی در خزینه
بشارت میدهم کز پردهٔ راز   دری کرد است دولت بر تو باز
خضر دی مژدهٔ دادست جانی   خضر خان را به آب زندگانی
نه آن آبی کز آن اسکندر روم   نه بُد چون آب خوردش ماند محروم
از آن شربت که آمد ز اهل گفتار   بعهد دوّم اسکندر پدیدار
چنین دانم که آن گویندهٔ چست   تو ئی وان آب حیوان گفتهٔ تست
روان کن چشمهٔ خود را بد انسوئے   که هست این چشمه را آن تشنه ره جوئے
زهی بخت ار چنان فرّخ نهالے   ز جوی خاطرت نوشد زلالے
هم این چشمه به آب روی ماند   همیشه آبش اندر جوئے ماند
هم آن سرو افگند بر اهل امید   ز شاخ نیکنامی ظلّ جاوید
مرا کاقبال خواند این مژده در گوش   ز شادی پائے خود کردم فراموش
ز همت ساختم رخش فلک گام   بیک گنبد رسیدم بر تهم بام

۸- کز و س۳ ۱۰- دانندهٔ چست ع۲ ایضاً توئی وآب حیوان ع حج = توئی وان آب حیوان س۳ ع۲
۱۵- پائے خود س۳ ع حج ع۱ ح = خویش را س۲

همان چشمه که دریا بود در موج — بهمراهی شده با من دران اوج
رسیدم تا بدان گلشن که جُستم — چو گل بر چشمهٔ اُمید رستم
مُعلّا حضرتی دیدم فلک سای — مَلک صف بسته و انجم صف آرای
فلک بر کرسی بخشش نشانده — سعادت آیة الکرسیش خوانده
فروغ جبهه نور افگنده تا دُور — چنانکه از لوحِ محفوظ آیتِ نور
چو چشم من دران خورشید شد گرم — چو موم روزگارِ سخت شد نرم
بجای سوده شد رُو بر زمینم — که انجم رشک بردند از جبینم
دران خدمت چو بسم الله شنیدم — دعای سوی مسند در دمیدم
بروی سرورانِ چیدهٔ ملک — با برو در حدیث آن دیدهٔ ملک
دران ابرو دو چشم بنده خسرو — چو چشم عید جویان در مهِ نَو
بهر کان ماهِ نو خم گشت ناگاه — مبارکباد گفتش خواجه و شاه
مرا با آن شکوهِ پادشاهی — بپرسش داد مُزدِ نیک خواهی
عزیزم داشت همچون جسم نگین را — تواضع کرد چون گردون زمین را
بهم گفتاریم داد احترامی — که دولت گفت بختم را سلامی
نخُستم گفت خسرو تا ندانی — که در من رسم کِبر است این معانی
چو سلکِ بندگی یکتاست از غیب — من از بر تر نهم خود را زهی عیب

---

۴ بخشش سر۲ سر۳ ع ح = بخشش ع ۶ — بران ع۲ ۸ — دران خدمت ع۲ حج ع = دران حضرت سر۳ ۱۰ — بنده خسرو ج = شیر پهلو ح سر سر۲ ع ح = میر و پهلو سر۱ ۱۵ — رسم گیر ع = رسم کبر حج ع۲ —

بدان منعم که از احسانی ز حد بیش — ز شاه افزون نهد تعظیم درویش
که من گرچه آشکارا تاج دارم — نهان خود را کم از کم می شمارم
ولے ملکے که حکم آسمان داد — بباید داد آن در خورِ آن داد
بزرگی کردن ارچه ناروائی است — نه کبر است آن که فرّ پادشائی است
اگر بود بچشمِ خاصگان ناز — ز گستاخی که دارد عام را باز
کرشمه تند جان داریست شه را — که خالی دارد از بیگانه ره را
نگشت از سر بزرگی کس شه و میر — ولے چون سر بزرگ آمد چه تدبیر
شکوهِ شیر زان افزون ز گرگ است — که در معنی و صورت سر بزرگ است
پلنگ ار کبر بود در دِماغش — نهد میش از لگد بر سینه داغش
چو گفت این بس نوازش کرد و فرمود — که اے صد گنجِ معنی در تو موجود
ز نطقت یک سخن صد لولوی تر — ز کلکت یک نشه صد کان گوهر
مرا در سر ز سودائے جوانی — خیالی هست زانگونه که دانی
ولے دارم اسیرِ فتنه جائے — مسلسل گشته در بندِ بلائے
همه روزم چو مجنون مانده در سوز — شبم در قصهٔ لیلی شود روز
شدم گم در بیابانی بناگاه — که آنجا خضرِ اول گم کند راه
من آن خضرم که آب خضر دارم — ولیکن آب خوش خوردن نیارم

۲- که من گرچه آشکارا س، س۲، ع۲، ح = من ارچه آشکارا ع = که من گر آشکارا ح س۳ ۳- ملکم ح ۴- آن که س، س۲، ع۲، ح = این که ع

۶- جاندار است ع۲ ۱۱- ز لفظت س، س۲، س۳، ع۲ = ز نطقت ع -

اگرچه عالم است این دل درین گِل　　　دو عالم غم کجا گنجد درین دل
چو غم را جا نماند اندر دلِ تنگ　　　بچهره نقش بستم زاشکِ گلرنگ
ز تو خواهم که این افسانهٔ راز　　　ق　　　که کرد از رخنهاے سینه در باز
چناں سنجی ز بهرِ این دلِ تنگ　　　که در میزانِ دلها کم شود سنگ
دلِ مُرده حیات از سر پذیرد　　　وگر کس زنده دل باشد بمیرد
بود گاهِ غم و اندیشه یارے　　　مرا او عالمے را غمگسارے
چناں در دل رود از رخنهٔ گوش　　　که بگریزد ز دیگر رخنها هوش
چو دید این رنج طبعِ گنج سنجت　　　کم از گنجی نباشد مُزدِ رنجت
بفرمود آنکه کاں نامهٔ درد　　　نهانی محرمے سوئے من آورد
چو در چشم آمد آں دودِ جگرتاب　　　کشاد از دیدهٔ من در زماں آب
سُبک زاں قرة العینِ جهاندار　　　پذیرفتم بچشم و دیده این کار
شدم بس سربلند از خدمتِ پست　　　نمودم رجعت آں دیباچه بر دست
من و زیں پس طرازِ این معانی　　　سوادِ حرف و سوداے نهانی
چو آنرا دیده شد آغاز و انجام　　　بهندی بود در روے بیشتر نام
بسے نمود در اندیشه زیبا　　　که پیوندم پلاسی را به دیبا
ولیکن چوں ضروری بود پیوند　　　ضرورت عیب کے گیرد خردمند
غلط کردم گراز دانش زنی دم　　　نه لفظِ هندیست از پارسی کم

۶- باری سر۲ ۱۴- زاغاز ع۲ = آغاز ع ج ۱۷- که از دانش س- که لفظ ع۲

بجز تازی که میرِ هر زبانست — که بر جمله زبانها کامرانست
اگر غالب نه بانها دری و روم — کم از هندیست شد زاندیشه معلوم
عرب در گفت دارد کارِ دیگر — که نامیزد درو گفتارِ دیگر
بنقصانست نقطِ پارس در خورد — که بی آچارِ تیزی کم توان خورد
چو آن صافی وش و این دردناک است — تو گوئی کین جسد وان جانِ پاک است
جسد را مایه گنجد ز هر سان — نگنجد از لطافت هیچ در جان
نزیبد جفت کردن همسری را — عقیقی از یمن دُرِّ دری را
بهین دولت ز گنج خویش صرف است — متاعِ عاریت عاری شگرف است
زبانِ هند هم تازی مثال است — که آمیزش در آنجا کم مجال است
گر آئینِ عرب نحو است و گر صرف — از آن آئین درین کم نیست یک حرف
کسی کین هر سه دوکان راست صرّاف — شناسد کین نه تخلیط است و نی لاف
وگر پرسی بیانش از معانی — دران نیز از دگرها کم ندانی
اگر از صدق و انصاف و هم شرح — حدِ هندی کنی گفتارِ من جرح
ور آرایم بسوگندی زبانی — که داند یا ورم داری و یانی
ولی من کاندرین نقدِ مهیّا — بیک قطره شدم مهمانِ دریا

۲- غالب س ر۲ ر۳ ع۱ ح = اغلب ع ۴- اچار تیزی س ر۳ ح = اچار حربی ر۲ = اچار چیزی ع۲
۷- همسری را ر۳ = هم سری را ر۱ = هر سری را س ع۲ ح ۸- حرفِ شگرف س۔
۱۳- کنند ر۳ = کنی س ر۲ ع۲ ح۔

زقطره در چشیدن گشت معلوم | که مرغ وادی است از دجله محروم
کسے کز گنگ ہندستاں بود دور | زنیل و دجله لافد ہست معذور
چو در چیں دید بلبل بوستاں را | چه داند طوطی ہندوستاں را
نکو دانند خوبانِ پری کیش | که لطفِ دیو گیری از کتاں بیش
زلطف آں جامه گوئی آفتابے ست | و یا خود سایهٔ یا ماهتابے است
کسے کامرود و آبی داشت در کام | نخورده موز را سنجد بهند نام
خراسانی که ہندی گیردش گول | خسے باشد به نزدش برگِ تنبول
شناسد آنکه مرد زندگانی است | که ذوقِ برگ خالی ذوقِ جانی است
دریں شرح و بیاں کابیت در رد | ق کسے باور کند گفتارِ خسرو
که دانا باشد و منصف بهر چیز | زمیں ها یک بیک دیده به تمییز
سخن کز ہند و از روم افتدش پیش | سوئے انصاف گیرد نی سوئے خویش
زبے انصاف نتواں یافت ایں کام | که عمیا بصره را به گوید از شام
دگر کس سوئے خود گردد جہت گیر | نهد کم لغزکِ ما را ز انجیر
به از من خود نیارد بود وصّاف | که من حجت سرایم او زند لاف
سیه گو بند ہند و ہمچنیں است | سوادِ اعظمِ عالم ہمیں است

۵- آفتابے است اور مصرعہ ثانی ماهتابے است حج ع۲ = آفتاب است و ماهتاب است ع سا۳ ایضاً سایۂ با ع سا۲ = سایه یا خود سا سا۲ ع۲ = سایۂ یا حج ۸- صرف نسخہ ۲ میں مصراع ثانی اس طرح ہے - کہ ذوقِ برگ ذوقِ برگ جانے است ۹- کابیت خوش رو سا۳ ۱۱- کز روم و از ہند سا۳ - ۱۳- یافتن کام سا۳ ۱۵- عالم اعظم حج -

بہشتے فرض کن ہندوستاں را — کزانجا نسبت است ایں بوستاں را
وگرنہ آدم و طاؤس زانجا ے — کجا اینجا شدندی منزل آرائے
اگر دعوی کُنی بارے چنیں کن — بحجّت موم خود را انگبیں کن
سخن باید کہ چوں گوید خردمند — دروغش نیز باشد راست مانند
زباں باید بہ دُرسفتن چو الماس — نہ آنکہ از بہرِ دُرّہ دن بود داس
غرض طبعم کہ تند است آبخیزش — بہ ہر سو میدود سیلابِ تیزش
پریشاں چند موج اندازگردم — کنوں در جوے اصلی باز گردم
دُوَل رانی کہ ہست اندر زمانہ — زطاؤسانِ ہندستاں یگانہ
برسمِ ہندوی از نام و نابش — دراول بود دیول دی خطابش
بنامِ آں پری چوں دیورہ داشت — فسونِ بندہ از دیوش نگہداشت
چناں رسمِ بَدَل کردم مُراعات — کہ آں ہندی علم برزد زہندات
یکے علّت درو نگشدم از کار — کہ دیول را دَوَل کردم بہنجار
دَوَل چوں جمع دولتہاست وسیع — دریں نام است دولتہا بسے جمع
چو رانی بود صاحب دولت و کام — دَوَل رانی مرکّب کردمش نام
چو نامِ خاں بنامِ دوست ضم شد — فلک ز ظلّ ایں ہر دو علم شد
خطابِ ایں کتابِ عاشقی بہر — دَوَل رانی خضر خاں ماند در دہر

۱- کہ انجا نسبت س ع ۱ح ۲- مجلس آرائی س ۱ ۵- نہ آنکہ از بہر کہ دُردن س ع ۱ح = نہ آنکہ از بہر دُرّہ دن ع س۳ ۱۱- رسم بَدَل ع س۱ = رسمے بدل س س۲ ع۲

مبارک نقش این حرفِ ورق مال — بدو معنی مبارک میکند فال
یکے هست آنکه اندر کامرانی — خضر خان تا تو دولتها برانی
دگر چون لیلی و مجنون بترتیب — دول رانی خضر خان کرد ترکیب
چو بود این نام محتاجِ بیانی — بیان کردن نمیدارد زیانی
چو لولو باشد اندر گوشِ ماهی — هر شش را باز کن گردید خواهی
اگرچه مغز با دام است بس نغز — بباید پوست کندن تا دهد مغز
دو کشتی نقل بخشد پسته خندان — چو گردد غرقه در وی دُرِّ دندان
چو عذرِ تام بیرون دادم از کام — دگر عذرے ندارم از پئے تام
کنون گر در لقا باشد درنگی — برین شیشه نبارد چرخ سنگی
ز بخششها که من در سینه دارم — بریزم هر چه در گنجینه دارم
بهنجاری نگارم نقش این درج — که چون آبِ روان گوهر شود خرج
نه لافم بیش ازین ناکرده ترتیب — که گل نارسته نتوان گفتن از طیب
چو آید نقش این دیبا بپایان — بباید خود بری کش هست شایان
خدا عمرم بہ بخشد تا بدان گاه — که از گلگونه بیرون آید این ماه
چو هیئت گرد کردم جلوه سازش — کم از شهری نباشد نرخ نازش

۱- حرفِ این نقش ع[۲] نقش این حرف ع جه ۳- گشت سا[۳] = گرد ع = کرده جه ع[۲] ۴- بی واند جه ۵- گردیده خواهی گ
۷- غرقه مر سا[۲] سا[۳] ع جه = غرق ع ۸- ندارم ع[۲] جه ع = نیارم سا[۳] ۹- نیارد ع[۱] جه ۱۲- بیش ازین سا[۳] ع[۱] = بیش ازان
جه ع ایضاً گفتن سا سا[۳] ع[۲] = گفت ع ۱۴- خدایم عمر بخشد سا[۳] = خدا را عمر بخشد سا[۲] = خدایا عمر بخشد سا ع[۱] جه = خدایا
عمر باشد جه ۱۵- کرده ام در جلوه سا ع[۲]۔

زشاهی کوست آن بت را وفا جوی — تو اکنون خواست لابد هدیه روی

خدایا ده فراغ و زندگانی — که بینم این صنم را در جوانی

چو شد پرورده زاب خضر جانش — سپارم در کنار خضر خانش

کز آب لطف آن خضر زمانه — بسرسبزی بماند جاودانه

قلم زدنِ نخست در شرح تیغ زدن جمهور سلاطین ماضیهٔ دهلی علی الخصوص در بیان آثار دولت سلطان محمد علاء الدین و الدنیا

خوشا هندوستان و رونق دین — شریعت را کمال عز و تمکین

ز علم با عمل دهلی بخارا — ز شاهان گشته اسلام آشکارا

تمامی کشور از تیغ غزا کار — چو خارستان ز آتش گشته بیخار

زمینش سیر خورده آب شمشیر — فرو خفته غبار کفر در زیر

زبردستان هندو گشته پامال — فرودستان همه در دادن مال

بجای کاب جسته کدخدایان — ز مغز خویش روغن داده رایان

بدین عزت شده اسلام منصور — بدان خواری سران کفر مقهور

بذمه گر نبودی رخصت شرع — نماندی نام هند و ز اصل تا فرع

سر هندو چو فرمان را مطیع است — ز آب تیغ خونش را شفیع است

۱- وفا کوش اور مصرعہ ثانی ہدیہ روش ع حاشیہ ۵- دہلی کا لفظ س۱ ع۲ میں نہیں ہے- اور در بیان صرف س۲ میں نہیں ہے- اور نسخہ ح ع۱ میں بجائے علاء الدین و الدنیا کے علاء الدنیا والدین ہے اور نسخہ ع۲ میں محمد کا لفظ نہیں ہے- ۸- عیسے س۱ ۹- کہ زاتش س ح-
۱۴- بذمہ س۱ ح = بذمی ع۲ س۳ حاشیہ = بجسزیہ س۱-

زغزنین تالبِ دریا دریں باب همه اسلام بینی بریکے آب
نه زاں زه دیده زاغانِ گره گیر همه درکیشِ احمد راست چوں تیر
نه ترسائی که از ناترس گاری نهد بربنده داغ کِردگاری
نه از جنسِ جہوداں جنگ و جوریت که از قرآں کند دعوی به توریت
نه مُغ کز طاعتِ آتش شود شاد وزو با صد زباں آتش بفریاد
مسلمانانِ نُعمانی روش خاص ز دل هر چار آئیں را باخلاص
نه کیں باشافعی نے مهر با زید جماعت را و سُنّت را بجاں صید
نه زاهلِ اعتزالی کز فنِ شوم ز دیدارِ خدا گردند محروم
نه رفضی تا رسد زاں مذهبِ بد جفائے بر وفاداران احمد
نه آں سگ خارجی کز کینه سازی کند با شیرِ حق روباه بازی
زہی خاکِ مسلماں خیزد ایں جوئے که ماهی نیز سُنّی خیزد از جوئے
کنوں از باغِ اصلی نو کنم بر ز شاخِ خشک ریزم میوهٔ تر
چنیں گوید خبر دانندهٔ حال کزاں میموں خبر میموں شدش فال
که از غزنین چو بیروں کرد صمصام مُعزّالدین محمد گوهرِ سام

ا۔ بریں باب ۳ ۲۔ نه آں ره ۲ = نه زاں زه ع = نه زاں ره ح ع ۲ = نه زاں کنز ۳ ایضاً گره گیر ع ح = غوض گیر ح ع ۲ ۳ حاشیه ۴۔ یوریت ع ۲ ۶۔ با هرچار آئیں ۳ = در هر چار آئیں ع ح ۸۔ گردند ع = گشتند ۲ = کردند ۳ ع ۲ = گردیده ح ۱۲-۱۱ اس شعر کے اوپر صرف نسخه ۳ میں یه عنوان درج ہی "ذکر اسامی بادشاہان دہلی"۔ باقی نسخے اس عنوان سے خالی ہیں۔ میرے نزدیک یه عنوان امیر خسروؒ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہی اور نه اس کی یہاں ضرورت ہی عنوان سابق تمام فصل کے لیے کافی ہی ۱۳۔ کزیں ع ۲ ح۔

ازاں سلطانِ غازی بے مُدارا — بہ ہندستاں شد اسلام آشکارا
سریرِ دہلی ازوے یافت بنیاد — کہ بنیادِ سریرش تا ابد باد
چو بود است اعتقادے در نہادش — قوی ماند ایں بنا چوں اعتقادش
چناں کوز آہنِ شمشیرِ شاہی ق — زدود از روے ہندستاں سیاہی
ز یزداں با ہزاراں دلفروزی — جزائے ایں عمل بادش بروزی
ہر آنچہ آں شاہ غازی کرد بنیاد — ز قطب الدین سلطاں گشت آباد
زہی بندہ کہ از یک حکمِ مخدوم — ہمایوں کرد ز اسلام ایں کہن بوم
ز شمشیرے کہ زد بر رائے قنّوج — در آبش غرقہ کرد از آتشیں موج
فگند از آبِ گنگش جامہ در نیل — گرفت از وے ہزار و چار صد فیل
چناں قطبے چو در مغرب سر آمد — ز مشرق چترِ شمس الدین بر آمد
تفِ تیغش چناں گشت آسماں گیر — کہ ہمچوں صبحِ دوّم شد جہانگیر
چو ذوالقرنین تا یک قرنِ کامل — نتاجِ فتح زاد از تیغِ حامل
ز حدِّ مالوہ تا عرصۂ سند — نمودار غزائی اوست در ہند
چو رفت آں شمسِ روشن در سیاہی — برآمد اخترِ فیروز شاہی
بہ بخشش خلقِ عالم را رہی کرد — ہمہ گنجینۂ شمسے تہی کرد
چو شش ماہی دراں دولت بسر برد — چو طفلِ ہشت ماہہ دولتش مُرد

۳- بود است ع ح = بودش ع ایضاً بر اعتقادش ع ۴- زاہنیں ع ح ۶- سلطان گشت س ر = سلطانی شد س ر ح ح ع ۷- حکم مخکوم س ر ۸- غرقہ س ر ع ح = غرق ع ۱۰- چو در مغرب ع ح = کہ در مغرب ع ۱۱- چناں شد ع ح ۱۲- نتاجِ فتح ع ح حاشیہ = نتائجِ فتح س ر ع ۔

ازاں پس چوں پسر کم بود شایاں | بہ دختر گشت رائے نیکرایاں
رضیّہ دخترے مرضیّہ سیرت | سریر آراست از جائے سریرت
مہے چند آفتابش بود در میغ | چو برق از پردہ میستر پرتو تیغ
چو تیغ اندر نیام از کار میماند | فراواں فتنہ بے آزار میماند
برید از صدمۂ شاہی نقابش | ز پردہ روئے بنمود آفتابش
چناں میراند زورِ مادہ شیراں | کہ حال میشدند از وے دلیراں
سہ سالی کش قوی بُد پنجہ و مُشت | کسے بر حرف او ننہاد انگشت
چہارم چوں ز کار او ورق گشت | بروہم خامۂ تقدیر بگذشت
رواں شد زاں پس از حکمِ الٰہی | نگینِ سکّۂ بہرام شاہی
سہ سال او نیز اندر عشرت و جام | نشاطے راند چوں پیشینہ بہرام
بروہم کرد بہرام فلک زور | شد آں بہرام نیز اندر دلِ گور
ازاں پس بر فرازِ تختِ مقصود | سعادت داد ہفت اختر بہ مسعود
دو سہ سالے دگر از دولت و بخت | علای داشت از وے مسند و تخت
چو آں گلہائے کم عمر از چمن جست | جواں سروے بہ بالیں گاہ بنشست
بہ محمودی شہ روئے زمیں گشت | بگیتی ناصرِ دنیا و دیں گشت
بسالِ بیست زاوجِ پایۂ خویش | جہاں میداشت اندر سایۂ خویش

۱- وزاں پس حہ ۲- دخترے ع۲ حہ = دختر ع ۵- پرید سا ع۲ ۷- پنجہ و مشت ع = تخنۂ پشت ر۳ ع۲ = بخت را پشت ر۱ ر۲ = برتخت بنشست حہ ۱۰- سہ سالے او ہم ر۳ ع۲ حہ = سہ سال او نیز ع
۱۴- دو سہ سال دگر ع۲۔

عجب عهدی همه در کامرانی | بهر خانه نشاط و شادمانی
نه کس دادی کمندِ کینه را تاب | نه کس دیدی خیالِ فتنه در خواب
مسلمان چیره دست و هندوان رام | ندانستی کس از جنسِ مغل نام
شهے در ذاتش از یزدان شکوهی | هم از سنگ و هم از گوهر چو کوهے
خود او مستغرقِ کارِ الٰهی | با مرش بندگان در کارِ شاهی
چنین تا دورِ او هم بر سر آمد | جهان را نوبتے دیگر در آمد
الغ خانی کش آن محمود والا | بخویشی کرده بودش کار بالا
ز بهرِ عونِ مظلومانِ دل تنگ | غیاث الدّین و دنیا شد براورنگ
شهے بود او که از بخشایش و زور | خرامِ پیل نپسندید بر مور
درایامش مغل ره یافت این سوئے | بتاراجِ بضاعت گشت ره جوئے
بکین می آمد افروخته چهر | ز شه می یافتند افروزشِ مهر
گر آن مدخل زیان بود و گر سود | گذشت آن روزگار و بودنے بود
شد آن خورشیدِ روشن نیز مستور | به برجِ خاک شد از بیت معمور
پس از وے پورِ پورِ وی بشادے | برآمد بر سریرِ کیقبادے
ز سر نو کرد اکلیلِ شهان را | معزّ الدّین و دنیا شد جهان را

۱- نشاطِ زندگانی س۳ ۷- الغ خانی س۱ ع ح۲ = الف خانِ س = الف خانے س۳ ۸- غیاث الدین و دنیا س۲ س۳ ع ح۲ = غیاثِ دین و دنیا ع ۱۰- بتاراجِ بضاعت ع = بتاراج و بغارت ح = بتاراج و بطاعت ع۲ = بتاراج و تطاول س۳ ۱۲- گر سود س۲ ع ل ح ح ۱۵- معز الدین و دنیا س۳ ع ح۲ = معز دین و دنیا ع

سه سالی سکهٔ او نیز در ضرب — رواجی داشت اندر شرق تا غرب
چو او هم رخش عشرت را عنان داد — بدو هم چرخ دورِ همگنان داد
بهر پیمانه پُر مے ریختی دُر — هم آخر خفت چون پیمانه شد پُر
دو ماهی داد پس چون صورتِ خواب — چراغِ کیقبادی شمسِ دین تاب
هنوز آن صبح بود اندر تب شیر — که شیرش وا گرفت این دایهٔ پیر
چو بود این طفل در کار جهان خام — جهان بر پخته کارے یافت آرام
بفیروزی درین فیروزه گون مهد — سر فیروزه شد سرور عهد
ز بهرِ خطبهٔ صدق و صوابش — جلال الدین و دنیا شد خطابش
چه یارم گفت من وصفِ چنان شاه — که هست اندیشه راز آن دست کوتاه
چو تاجِ خویشتن در سربلندی — چو نامِ خویش در فیروزمندی
هنر بری بود هنگام جوانے — نموده بر هنر بران پهلوانے
ز بس خونریز کافر در گذرها — بر آبِ تیغ پل بسته ز سرها
ز ملتان سوئے غزنین کرده آهنگ — زده در حدِّ چرخ از سنان رنگ
ازانجا بر تتاران رانده توسن — بسے لاله دمانیده ز سوسن
بهر جائے که اسپش آب خورده — ز صحرا بی بسے محراب کرده
به تیغ چون پرِ طوطی دران بوم — پرانیده بسے سر چون پرِ بوم

۱- سه سال ع۲ ۵- بگرفت مع۲ ۹- وصف آن جهان شاه حج ۱۳- درحدِ خنج حج ۱۵- بهر جائیکه اسپش سا۱ = بهر جا اسپش آنو حج = بهر جا رخشش آنسو ع۲ = بهر جا خنگش آنسو ع ۱۶- با پر بوم حج ح = چون پر بوم سا۳ ع۲ ع-

بترکستان چنان هندی نموده | که از ترکان بهندی جان ربوده
چو زانجا باز این شوخ نهاده | بقتل گهکهران بازو کشاده
بتاب پنجه بر لبهای پنجاب | بطانرا چاشنی داده ز سرخاب
هلالِ رایتش را روز تا روز | فلک میخواست بدری عالم افروز
چو روا اندر برآمد داشت تابش | همیگرد آسمان حاصل خراجش
همی شد چون کواکب در ثریّا | همه اسبابِ اقبالش مهیّا
هران کاری که میجُست انتظامش | ز دولت پیش ازان میشد نظامش
چو شد هنگام تقدیرِ الٰهی | سپرد اندر کفِ او تیغ شاهی
که تا بستد جهان زان تیغِ چون برق | نه چون بی قوتان از حیله و زرق
برآمد کرد بر فرق افسر بخت | بدار الملک دهلی بر سر تخت
زعدل آفاق را پیرایه بست | که گنج شرع از و سرمایه بست
زعینِ عدل او شد قاف تا قاف | نهفته حرف بیدادی ز اطراف
بعزم رزم لشکر هرکجا راند | بآبِ تیغ گردِ فتنه بنشاند
بخنجر داد چندین شیرِ سرکش | چو خاشاکی که ریزندش بر آتش
بفیروزی درین زنگار گون سطح | بسی قلعه کشاد از بازوی فتح
رعیّت را از آسایش چنان داشت | که خلق آسایشِ دار الجنان داشت

۲- گسکران حجہ ۳- بآب ع۲ ۷- بیش ازان حجہ حجہ ع۲ ۱۵- یاری فتح سرع۱-
۱۶- دار الامان ع سر۳ حجہ = دار الجنان سا سر۱ ع۲ حجہ۔

مغل را از پئے قانون و تدبیر هم از آهن هم از زر ساخت زنجیر
بسالے هفت کو شاهِ جهان بود کرم پیدا و بیدادی نهان بود
چگویم آنچه من دیدم ازان داد که از کلک و زبان شرحش توان داد
چو او کشتی به نه دریا روان کرد چو من یک قطره نه دریا زیان کرد
چنانکه او کرد رحمت بر جهانی ز غیبش باد رحمت هر زمانی
بجائے تاجِ غفران افسرش باد بجائے چترِ طوبی بر سرش باد
غرض چون دورِ آن دولت بسر شد سریرِ ملک را دورے دگر شد
فرو پیچید گردون نطعِ آن شاه جهان را شاهِ دیگر شد جهان شاه
چو بکشاد آسمان از رخ نقابے پس از ماهی عیان گشت آفتابے
سعادت ها بگیتی روے بنمود برآمد کوکبے از برج مسعود
ز تیرِ چرخ و بر جبینِ کمان گیر ز سر شد تختِ دهلی آسمان گیر
سریرِ شاه فیروز از چه ز انجم گرفت از چار بالش تختِ پنجم
تو گوئی قالبے بست آن زمانه کزان طاقی برارد جاودانه
چو شد طاقِ علائی آسمان سائے ازان قالب تهی کرد آسمان جائے
خدایا گر برآن فرخ جهاندار ز حکمت بر سر آمد نوبتِ کار
همیشه باد از مه تا بماهی بغلغل نوبتِ این پادشاهی

۱- قانونِ تدبیر ع۲ ۳- نه از کلک س۳ ۴- زبان کرو ع۲ ۷- دورِ دگر ع۲ ۹- عیان شد ع ۱۲- از چه انجم ع۲ ۱۳- ابستاین س ع۲ ک ایضاً برآمد ع = برآید س۲ = برارد س۳ ع۲ صح -

نخست از گوهرش گویم که چونست   که دریا با دراں گوهر درونست
یکے والاهمیں فیروزِ مرحوم   که از فیروزیش کردیم معلوم
دگر اعظم شهاب الدینِ مسعود   که هم لشکرکش وهم پهلواں بود
دو دُر بود ایں سزائے تاجِ شاهی   زیک باراں وازیک گوش ماهی
ازاں روشن شهابِ چرخ مقدار   علاء الدین و دنیا شد پدیدار
فلک حیراں بکارش کز شهابی   چگونه گشت پیدا آفتابی
زهے سیّارۀ مسعودِ سرمد   که زاد از فیض نورش ایں محمّد
علی وار از غزا آفاق گیرے   که او صافش نگنجد در ضمیرے
ز دولت هم بدورانِ امیرے   سلیماں شد بملکِ دیو گیرے
بملک چوں چناں شد دیو رامش   که اول رام دیو آمد بدامش
گرفت و مملکت بر باد کردش   نخستش بنده پس آزاد کردش
بدستش داد دولت ناگهانی   جهانی گنج بل گنج جهانی
فراواں پیل وجوهر نیز چنداں   که صد اشتر زمیں گیرد بدنداں
بعهدش کارهائے یافت بنیاد   که ماند تا به بنیادِ جهاں یاد
کسے در میری واندک سواری   جز او نه نهاد بر پیلاں عماری

۷- آں محمد ع[۲] ۱۱- نخستش ر[۲] س[۳] ع[۱] حج[۲] نخستیں ع ۱۳- پیل وجوهر س[۱] س[۳] ع[۱] = پیلِ جوهر حج- ۱۴- که ماند س[۱] = که ماندایں ع حج = که مانداں س ع[۲] ۱۵- کسے در شبرو ی اندر س[۱] حاشیه = کسے در میری واندک ر[۲] س[۳] ع[۱] حج حج[۱].

زہی در زیر رانش خنگِ خوش گام　　که کرد از موے پرچم پیل را دام
زموجِ پیل و گنجِ پیل بالا　　بملکش رہنموں شد بخت والا
ز روزہ رفته نصفے با ہمیں فال　　ز ہجرت ششصد و پنج و نو و سال
که دولت شد از عونِ الٰہی　　بمانکپور تخت آرائے شاہی
کفِ دستش چنان در موج در شد　　که ماناک پر ز دُر و لعل پر شد
بچتر آسمان سر در نیاورد　　که بر خورشید چتر زر بر آورد
بچشمِ آفتاب از اوج گاہش　　سوادِ دیدہ شد چترِ سیاہش
ازان پس با شکوہِ لشکر و پیل　　روان شد فتح دہلی را بتعجیل
خزائن ریز شد منزل بمنزل　　ز زر کردہ کلیدِ کارِ مشکل
ملوک از پیش می آمد جریدہ　　ز زر میشد غلامِ زر خریدہ
نشد گردن کش از وے کس بعصیان　　که بودش طوقِ زر در گردنِ جان
بہر منزل بہ پیشِ تخت تا دُور　　فشاندہ گنجہاے منعِ گنجور
زمین تا پہ پنجہ مُہر زرینش　　پریشان کرد ثابت سکۂ خویش
جہان را بود گاہِ آنکه باران　　دُرا فشاند چو دستِ تاجداران
ہوا طوفان فشان در منزل و راہ　　زمین در زیرِ طوفانِ زر از شاہ
گدا کز دہلی آمد ژندہ در زیر　　تہی گاہش بسکین زر نشد سیر

۱- پیل را رام ح ع ۲ ۸- شکوہ و لشکر س ۳ ۹- خزائن س ۳ ع ۲ = خزانه ع ح -
۱۵- طوفان فشان س ۲ س ۳ ع ۲ ح ک ح ۲ د = طوفان نشان ع

چو زر بلکه آهنش هم بود در مشت　　کسے کز زر نمیرد از آهنش کشت

چو با دهلی بفتح افتاد کارش　　گرفت از منجنیق زر حصارش

عروس ساخت نصرت را ز زر افشاں　　ظفر غرّه او شد گوهر افشاں

ازاں عراده زر بر لب جوں　　همی شد دست قاروں خصم فرعوں

زعشق زر بدهلی خاصه و عام　　بعبره جوں را در بند آشام

چو زر از هر طرف آواز میداد　　دواں لبیک گویاں خلق چوں باد

شتاباں ذرّه و نو گشته خورشید　　جهانی کرده روشن روئے امید

بدهلی نیز در مسند به تعظیم　　شرف نو کرده رکن الدین براهیم

ملوک و خاں ز اندازه بروں بود　　که هر یک تخت دهلی را ستوں بود

اگرچه بود تختش را سکونے　　کز انبوه ستوں بُد بے ستونے

ز بانگ زر که در رقص آورد پائے　　برقص آمد ستونها جمله از جائے

ستونها چوں سوئے تخت دگر راند　　ز ارکاں تخت رکنی بے ستوں ماند

ز جا در جنبش آمد رکن بے زور　　برفت آں رکن و ارکاں گشت پر شور

در آمد تند رایات علائی　　بضبط دار ملک پادشائی

ازاں پس بیں که چوں کرد آسماں کار　　که شد سرگشته گیتی آسماں وار

١- بلکه ع ٢ حج = بلک ع　٥- خاص تا عام تا ٣ حج -

٦- دواں تا ٣ = رواں ع ع ٢ حج - خصم چوں با د حج -

٩- فزوں بود سع ٢ حج　١٥- ازیں پس ع ٢ حج -

طلوعِ اکلیلِ علائی تا اوجِ جبههٔ اسد بر سریرِ سپهر منزلتِ دهلی و در مطلعِ صبحِ دولت لوامعِ آفتابِ شمشیرِ در شرق و غرب گستردن

کسے کز سپهرِ گردوں بهره مند است — ز انجم همچو انجم سربلند است
سرے کز بهرِ تاج آرایشِ دهر — ز دورانِ فلک باشد فزوں بهر
چو عونِ غیب سوئے مُقبل آید — غرض پیش از تمنّا حاصل آید
هنوزش آرزو باشد به سینه — که پیش از خواست پیش آید خزینه
بشرق گر بود کشتِ مرادش — ز مغرب در رسد بارانِ و بادش
کواکب کز رصدها در شمارند — شمارِ کارِ عالم پیشه دارند
بآئینے که می آید ز تقدیر — بکارِ خلق می سازند تدبیر
یکے زایشاں شود نخلے رُطب ریز — یکے در خاک و خاشاکے زمیں خیز
ز روزی خواه در ده خواه در شهر — مقامِ هر کسے پیدا است در دهر
پرنده بال و پر بهرِ هوا یافت — خزنده از زمیں بودن نوا یافت
بحیله موش بالا بر نیاید — مگر آں کش عُلیوازی ربا ید
عُقاب از اوج نتواں داشتن پست — مگر در بازوش لشکر تواں بست

---

۳ — ز هر دوم همچو انجم س۳ ۷ — بمغرب در رسد س۱ س۲ ح = بشرق در رسد ع۲ ۱۰ — خاک خاشاکی س۱ س۲ س۳ ع۱ = خار و خاشاکے ع = خاک و خاشاکے س ح ۱۱ — شمارِ هر کسے س۳ = مقامِ هر کسے ع ع۲ ح -
۱۴ — از زمیں بودن س۱ س۲ س۳ ع۱ ح = در زمیں بودن ع ح۲ -

بحیله چند باشد پست را اوج ‎ ‎ ز دریا بر شود با ز اوفتد موج
بن جو را از یک گز نگذرد شاخ ‎ ‎ شود گر جو بجو تا ابر گستاخ
چو دولتمند باشد نیک بختی ‎ ق ‎ که از دولت شود عالی درختی
بود چوں آسماں برگِ فراخش ‎ ‎ زمیں سایه نشیں گردد ز شاخش
اگر جوید کلیدِ کار در مشت ‎ ‎ کلیدے گردد از دستش هر انگشت
بدو دشمن چو تیر انداز گردد ‎ ‎ ز سویش هم بدشمن باز گردد
اگر خنجر کشد بروی بد اندیش ‎ ‎ براو اندازد و بُرّد سر خویش
فروغ دولتش از بخت فیروز ‎ ‎ چو ماهِ نو فزاید روز تا روز
پدید است این نشاں در پادشائی ‎ ‎ که هست او دین و دنیا را علائی
چو از تلقین غیبی داشت فرهنگ ‎ ‎ ز من بشنو که چوں بر شد براورنگ
چو روزِ ماه رایت برد بر ماه ‎ ‎ دراں سالی که بالا کردم آگاه
شمارِ ماه ذی الحجه و دو و بیست ‎ ‎ براں طالع که در دولت تواں زیست
شہے کآمد عنایت ز آسمانش ‎ ‎ که دولت خواه شد دورِ زمانش
بدولت خانهٔ دهلی در آمد ‎ ‎ به تختِ مُلک در دولت برآمد
نهاد از عونِ غیب و قوتِ بخت ‎ ‎ بفرقِ سر فرازاں پایهٔ تخت

۲- گز جو بجو ع۲ حم ۷- بروں انداز د سر ع۲ ۱۱- چو ماه روزه سا۔
۱۲- ذی الحجه دو و بیست ع سا۳ = ذی الحجه ده و بیست سا۲ = ذی الحجه دو و بُد بیست حم
= ذی الحج در دو و بیست ع۲۔

چناں محکم گرفت ایں پایہ بنیاد　　　که زیر خاک شد سرہائے پرُ باد
چو سرداران حضرت سر نہادند　　　دلیراں سر بہ تیغ و خنجر نہادند
بہر جانب ز بعضے لشکر آرائے　　　غبار انگیزئی میشد بہر جائے
چو ابر فتح بار آہنگ آں کرد　　　ق　　　که از یک قطرہ شاند آں ہمہ گرد
ولے بخت که ثابت خواستش کار　　　عناں بگرفت و گفتش جا نگہدار
بحکم حضرت عالم پناہش　　　علم بر بام ملتاں زد سپاہش
سپہ کش بود الغخان معظم　　　که بر ہر فتح فتحی میشدش ضم
شد آں بازوئے شاہنشہ ظفر کوش　　　ل فتح از سر ملتاں شدش نوش
بدرگاہ آمد و آورد در پیش　　　سراں آں ہمہ سر حد ز حد بیش
که آں فیروزیِ بود از الٰہی　　　ظفر بر گوہر فیروز شاہی
چو بادِ تندِ قہر شہ در آں خاک　　　فرو رُفت از زمیں سند خاشاک
ازاں پس عزم شد سلطان دیں را　　　کشیدن از مغل صد سالہ کیں را
تمامی خوردہ آں تیرہ کیشاں　　　بروں کردن بزخم تیر از ایشاں
زبان تیغ شہ کاندر زمانہ　　　ق　　　چراغ فتح را آمد زبانہ
مغل می آمد و زاں تیغ سرکش　　　چو پروانہ علف میشد بر آتش

۱- ایں پایہ سر۱ سر۲ سر۳ ع۱ ح = ایں تخت ع = ایں مایہ حج ۳- زبعض سر ع۲ ۴- فتح بار ع۲ حج = فتح باز ع ایضاً شاند آں ہمہ گرد ع۲ سر۳ = بتشاند ہمہ گرد حج ۵- بجنبے سر۱ سر۳ ع۲ حج = بجنبش ع-
۱۰- که آں سر۳ ع۲ = کزاں حج ع ۱۱- زمیں ہند سر = زمیں سند سر۱ سر۳ ع۲ حج
۱۴- آمد زبانہ سر۱ سر۲ سر۳ ع۲ حج = آمد شانہ ع ۱۵- تلف می شد حج-

نخست اندر حد منجور و جارن الغخان بر مغل زد همچو قارن
کشش‌ها کرد و داد از زخم شمشیر شگالان را کباب از پهلوی شیر
گلوی کافر از خنجر گزاران چو در خنده لب تنبول خواران
ز زخم گرزهای تند کینه سر دشمن شده مهمان سینه
ز خون آن همه تاتار کاری زمین شد پر ز ریحان تتاری
چه شک کانجا که آن سرخان شده پست دمد گر سرخ مرد از خاک پیوست
از آن پس بود قتلغ خواجه گستاخ ق قوی تر شجرهٔ ملعون را شاخ
بحد گیلی آمد کان آن سال شه آن جرأت مبارک دید در فال
چو سگ در بیشهٔ شیران کند راه کند بر خود اجل را راه کوتاه
چو آید مور در جنگ سلیمان کند پیمانهٔ سم نقض پیمان
به پیش آهنگ شد شه تا دو فرسنگ کشید اندر حد گیلی صف جنگ
دلیری کرده قتلغ خواجهٔ شوم بجنگ شاهبازی آمده بوم
اشارت کرد شه کارند یک جزم الغخان و ظفرخان روی در رزم
شدند آن هر دو اژدرها شتابان درید از زلزله کوه و بیابان
نبردی کرد الغخان جهانگیر که در یوز آمد آن یکدشت نخچیر

۱- مسنجور و جارن ع = منجور جارن مر۳ = سنجور چارن ع حج۲ = سنجور جارن سا مر۲ ۵- پر ز ریحان سا مر ع۳ حج۱ = پر بریحان ع- تتاری ع مر ع۲ = بهاری مر۳ = تتاری سا ۷- شجرهٔ ملعون ح حج-
۹- دست کوتاه ع۲ ۱۰- سم ع۱ حج = پرسم مر۳ = نیسم سا = رسم مر۲ = هسم ع
۱۲- قتلو مر۲ = قتلق حج-

سپه دنبال و قتلغ خواجه در پیش　　بجای تیر در افگندن کیش
اگرچه حالی از شمشیر جاں برد　　ولیک از سهم چون برگشت مُرد
بفیروزی ستاده شاهِ آفاق　　چو خورشید اندریں فیروزه گوں طاق
زخوں کهسار گیلی غرقه در سیل　　سر گیراں فرو غلطیده چوں کیل
سر آرنده ز هر سو تیغ داراں　　کجا کاسه بهم گشته سواراں
نیز زید ارچه دانگ آں کاسهٔ سر　　همید او از کرم شه تنکهٔ زر
چنیں فتحے چو داد اسلام را دست　　مغل را بازوئے شمشیر بشکست
ازاں پس بست در ترغی کمر سخت　　فگند او هم بجاک از تیغ شه رخت
اگرچه سخت چشمیها بسے کرد　　هم از کیشِ محمد سیلیے خورد
چو از کفار در دیں خواست آزار　　کشانیدش زمانه هم زکفار
پس اندر دشت خوں آشام شد ریگ　　ز لشکرهائے ترتاق و علی بیگ
سپاهِ دیں که چوں دریا درآمد　　مغل را موج دریا بر سر آمد
شد از یک بندهٔ هندوئے درگاه　　گرفتاراں دو خانِ ترک ناگاه
ز تیغ شاه کابی بو دبس تیز　　فرو رفت آں دخانِ آتش انگیز
ازاں پس سه سپهدار دگر تند　　ق　که صرصر بود با آهنگ شاں کند
درآمد در سواد مولتاں تیز　　شدند از آبِ راوی آتش انگیز

۲- رفت تا مرو س۳ ۴- فرو افتاده س۱ ۵- بهم گفته س۲ ۸- بر ترغی حج = در ترغی ع ع۲
۹- شوخ چشمیها س۲ ۱۰- خواست ع۲ حج = خاست ع ۱۴- دو خان ع حج ع۲ = دخان حج

یکے تا بو دگر اقبال مُدبر   کلنگ سیوم برزم وکین مُدبّر
سپاه بے عدد چوں ذرّهٔ ریگ   زبهرِ کین تر تاق وعلی بیگ
بدستوری که حضرت راند دستور   معظم بیضهٔ اسلام کافور
بداں تا بوئے آں تا بوئے مُردار   چناں پوشد که بیروں ندهد آثار
بدانساں عزم آں غزوِ گراں کرد   که دو شب یک مهره درمیاں کرد
چو باد تند تا گه زد برایشاں   همه جمعیتِ خس شد پریشاں
گذشت از تیغ سیلِ خونِ تاتار   دراں دشتِ فراخ از تنگِ رهوار
گریزنده سگانِ کفر بدحال   چو شیراں غازیانِ دین بدنبال
بهم اقبال و تیبوز آتشِ جنگ   بسوئے آبها کردند آهنگ
غنیمت ها که می بردند زیں پیش   غنیمت داشتند آں دم سرِ خویش
سپاهِ دیں که چوں دریا درآمد   کلنگ را موجِ دریا بر سر آمد
درآمد جرّه بازی از سپه زود   کلنگ را همچو کیک از جائے بربود
قلاده بسته آں کلبِ معلّم   رواں کردند پیش شاهِ عالم
برآمد فتح از عونِ الٰهی   که فارغ شد مغل از کینه خواهی
ازاں پس سیلِ جیجوں رانشد زور   که برباید ز هندستاں یکے مور

۱- یکے تابو س۳ = یکے تیهو ع [۲] حج ۴- تا بوئے مردار س۳ = با بوئے مردار ح ع[۲] = بد بوئے مردار ع = تیهوئے مردار حج حاشیه ۵- یک مهره س۳ = یک مهر ع ۱۰- درپیش س۱ حج ع[۲] ح-
۱۵- پر مور س۳

عجب تر بیں ز اقبالِ علائی (ق) که بادا جاوداں در پادشائی
بر انساں تاخت از دوزخ سمومی / که آہن را ز آتش ساخت مومی
ہمه مردند و بُویحیٰ که جاں بُرد / ز ننگِ جانِ شاں او نیز مے مُرد
اگرچه آں خارِ آفت بود بسیار / ہمه خاکسترِ دوزخ شد آں خار
چناں بنشاند ہر سوفتنه را جوش / که کس بانگِ سگے نشنید در گوش
خدا را گوئی از دینِ محمد / ہمیں بایست کاں ماند مؤبّد
که نیرو ایں محمد را چناں داد / که بست از تیغ دیں را حصنِ پولاد
زہے در امن و راحت خواب ما را / که سلطاں پاسباں باشد گدا را
خداوندا چو او را پاسِ عالم / تو فرمودی تو داری پاسِ او ہم
چناں بیدار دارش در ہمه باب / که تا صبحِ قیامت نایدش خواب

داستان در حک کردن نقش کفر بیلپارک شاہی از سوادِ ہندوستاں و حرفی چند از دیباچه عشقِ خضر خاں که خانِ خاناں بُود

کنوں از فتحِ ہندستاں و ہم شرح / کنم دیباچهٔ گرشاسپ طرح
بگویم آنچه کرد از کار دانے / گہے لشکر کشی گه پہلوانے
که چوں شاہ جہاں شد عار باشد / که ذکرِ او بدیں مقدار باشد

۳- و بویحی ۱،۳ = بویحیٰ ع ع ۲ حہ ۸- آنرا ر ۱۲- خانِ خانانِ جہاں بود ۱،۳ ح حہ ع ۲ = خانِ خاناں بود ع ۱۳- گرشاسپ ۱ ع ر ۱،۳ حہ = گرشاسبی ع ۲-

بجز یک فتحِ ملکِ دیو گیری | که کرد این کارِ شاہاں را امیری
بدولت زاں پس کیں چرخِ خم پشت | کلیدِ فتحِ دہلی داد در مشت
چو ملکِ سندھ و کوہستان و دریا | ق | بطاعت گاہِ فرماں شد مہیّا
بقدرت رائے زد بختِ بلندش | کہ رائے گوجرات افتد بہ بندش
ہماں اعظم الغخاں را فرستاد | کہ خاکِ آں زمیں را داد بر باد
برائے عزّتِ دینِ ابد را | برائے نیک زد آں رائے بد را
بدریا و سواحل چوں ہژبراں | لبالب داد دَور از خونِ گبراں
خلل در سومنات افگند ز انساں | کہ شد بتخانۂ گردوں ہراساں
زبس نیرو کہ آں بنیاد برکند | زمیں را لرزہ چوں دریا در افگند
سعادت بیں چہ ساں زاں نجمِ مسعود | بہ محمودی برآمد فالِ محمود
چو زانسو چیرہ بر مقصودِ خود گشت | ز حضرت سوئے دیگر نامزد گشت
چو آں مرحوم بازو بود شہ را | ق | کہ نیرو باشد از وے دستگہ را
مصالح کو ز غایت بیش می کرد | بمعنی شہ بدستِ خویش می کرد
برادر ہست بازو گر بود یار | ولے بازو برادر نیست درکار
ز دو بازو تنِ تنہا برنج است | دو تن را چار بازو کارسنج است
نیت باز آنچناں شد پادشا را | کہ راند لشکرِ کشور کشا را

---

۳ – ملکِ ہند ۳ح ع۲ = ملکِ سند ع ح۱

۱۴ – ہست بازو ع۲ ح = بست ع –

روان گشت از پےِ پیل و خزائن | الغخانِ معظم سوئے جہائن
بسوئے حصنِ رنتھنبور شد تیز | کزاں کہ لاله رویاند بخونریز
بگردش دَورِ لشکر شد مُہیّا | چو گردِ رُبعِ مسکون دَورِ دریا
پیاپے ہم برسم گشت شه نیز | برآنسو رفت و زد بر کوه دہلیز
خود آن قلعه برفعت جائے آن داشت | به نسبت رائے ہم یارائے آن داشت
که بُد رائیِ ہم از نسلِ پتھورا | ولے در کبر ازو برده گرو را
قوی داده دہر پُرغبر پوش | برآورده لقب ہمّیر دیوش
بقدرِ ده ہزارش اسپ تیزی | چو باد تند خیز از تند خیزی
دو ہفته ره ز دہلی برکشیده | عماریہا به پیلان درکشیده
سپاه و راوت و رانه ز حد بیش | پیاده خود چگویم از عدد بیش
حصاری دَورِ دیوارش سه فرسنگ | ز بہر ژاله داده ابر را سنگ
مدوّر چنبری گشته فراہم | فرو بالا ز خیبر نقطهٔ کم
محمد شاه عالم چون درآمد | علی‌سان گردِ آن خیبر برآمد
برآمد مغربی از شرق واز غرب | همی افگند برجی را بیک ضرب

۱- روان کرد س۳ = روان گشت ع ع۲ حج ۳- دَورِ لشکر س۲ س۳ حج ع۲ = آن دو لشکر ع ایضاً گردِ ربع مسکون س۲ س۳ حج ع۲ = گیرد ربع مسکون ع ۶- کهٔ بُد رائی ع حج س۲ = پتھورائے س۲ س۳ ع۲ ۷- ہمّیر دیوش س۳ حج ع۲ ۹- ز دہلی سرکشیده ح حج ع۲ = ز دہلی برکشیده ع ایضاً به پیلان برکشیده ح حج ع۲ = به پیلان درکشیده ع ۱۲- مدوّر چنبری ح حج ع۲ = بدورِ چنبری ع ایضاً و بالا ز خیبر س۳ = فرو بالا ز خیبر حج ع۲ ۱۴- واز غرب س۲ س۳ ح حج ع۲ = تا غرب ع

بدانساں سنگِ ہیبت ناک میزد — کہ ہر کُنگر کلہ بر خاک میزد
چو بود از سوئے شاہ آں سنگ چالاک — بجور دن قلعہ میزد بوسہ بر خاک
چو شاہ از روئے ہمت دشت بنیاد — بماہی یکدو ہمت بست و بکشاد
وزی کز سنگ تو بر تو نشستہ — رہِ سی سالہ کوشش بود بستہ
چو سوئے حق نیت را بود راہی — برآمد حاجتِ قرنی بماہی
مثل زد زیرکی کو ہوشمند است — کہ بنیادِ نیت قصرِ بلند است
اگر نقدی نداری چوں نیت ہست — دہندت مُزدِ آں نادادہ بر دست
خبرزاں داد دانائے فلک سیر — کہ از خیر است بہتر نیتِ خیر
چو شد ز اقبالِ شاہ ہفت اقلیم — ق — از انساں دار کفری دار سلیم
الغخاں را سپرد آں قلعہ و قصر — خود اندر دار ملک آمد شہ عصر
بدولت کرد زاں پس عزم چیتور — خرابی داد آنرا ہم بیک دور
وزاں ہم بود رائ لشکر آرائے — گراں جنبش و زور آیاں شبکپائے
بتختِ ہندواں گرباز پُرسے — بیالا بر شدہ از ہفت کرسے
بد آنجا نیز کمتر شد دِرنگے — دو ماہی بود ہر سو نیم جنگے
فلک را دست ہمت بود در جیب — ستد ز آنجا کلید نصرت از غیب

۲- بوسہ برخاک س۱ س۲ س۳ ح ع۲ = روئے برخاک ع ۴- رہِ سی سالہ کوشش ع س۳ ح = رہ کشش سالہ کوشش ع۲ = رہِ سی سالہ گردش س۱ ۸- کہ در خیر است نیت بہتر از خیر س۳ ۹- اقلام اور قافیہ مصرعۂ ثانی اسلام حج ع۲ ح ۱۱- خرابی داد س۱ س۲ س۳ ح ع۲ = خرابی ساخت ع ۱۲- از و س۳ ع۲ = و ز وح = وزاں حج ۱۳- بیالا تر شدہ س۲ ۱۴- بیم جنگے س۱ س۲ ح ع۲ = بیم و جنگے س۳ = نیم جنگے ع ۱۵- ستد آنجا س۱ -

کشاد آن قلعه را ز انگونه آسان — که کیوان شد ببرج خود هراسان
بانعام خضرخان شاد کردش — پس آنگه نام خضرآباد کردش
بهشت هندوان خرّم حصاری — بهر سو چشمه و سبزه زاری
سرش بر آسمان سبزے سود — مگر با آتش سبزیها ازان بود
چو شاهنشه بران سبزه روان گشت — سکندر گوییا بر خضر بگذشت
خضرخان را برغم چرخ اخضر — همان جا داد چتر لعل بر سر
ازانجا خضر رهبر کرده در پیش — چو خضر آمد بفرّخ روضهٔ خویش
خدایا باد جاوید این سکندر — بفرق خضر والا چتر بر سر
درخت قامت خان خضر نام — چو طوبیٰ در بهشت آسایش عام
سخن کاب از دل من خورد گستاخ — نگر تا بر چه سان شد شاخ بر شاخ
کنون ریزم شرابی کان بجام است — که شاخ آنجا کشد میوه که کام است
ازان پس عزم شد شه را بجوبے — که گیرد ملک رایان جنوبے
وزیرے بود کوکا لشکر آرائے — بملک مالوه غالب تر از رائے
سوار افزون ز قدر چل هزارش — پیاده خود نداند کس شمارش
ز حضرت ده هزار آن سو گذر کرد — همه جمعیتش زیر و زبر کرد

---

٣ - چشمهٔ و سبزه زاری ۱ ٣ ع ٢ = چشمه بود و سبزه زاری حج = چشمه ها و سبزه زاری ع
٨ - ان سکندر ۱ ٣ حج ع ٢
ایضاً - سایه گستر ۱ ٢ ٣ ع ٢ حج = چتر بر سر ۱ ع
٩ - خان خضر نام ۱ ٢ ٣ حج ع = جان خضرخان نام ۱ ع ٢

سرش بر شه رسید از یک دو وادو　　　مداخل شد علم را پرچم نو
تنی کش سوئے طاعت رائے نامد　　　بسر آمد اگر از پائے نامد
اسیر و کشته شد هندو با نبوه　　　بغیر از رائے مهلک دیو بر کوه
چو شه میخواست آنسو بے مدارا　　　که گردد نورِ اسلام آشکارا
بعین الملک اشارت کرد زا بروے　　　که آرد زود سوئے مالوه روے
ز بینائی که عین الملک را بود　　　بدیده در پذیرفت آنچه فرمود
روانه شد سپاهی صف کشیده　　　بگردش همچو مژگان گردِ دیده
اگرچه این تیغ زن صاحب قلم بود　　　بخنجر نیز در لشکر علم بود
چو بختِ شاه عالم را علم کرد　　　قلمزن تیغ رایان را قلم کرد
بگردِ حصن ماند و چند گاهے　　　همید او اسپ را آب و گیاهے
بخنجر از زمیں ها خاری کند　　　به آهن قلعه را مسماری کند
عجب حصنے که دورش چار فرسنگ　　　ز اوجش آسمان را شیشه بر سنگ
رهی می جُست و کمتر بود راهش　　　ببالا بر شدن تا برج ماهش
چنیں تا فرجهٔ ناگاه دریافت　　　بدو فوج از دو سوئے قلعه بشتافت
بر آمد تا گرفت اندر سر آرائے　　　گرفت و کُشت و رایت کرد بر پائے

۱- برمه رسید س۱ع۲ ایضاً- تداغل س۱ع۲ = بداخل س۱س۳ع۱ح
۳- منگل دیو ع۲ ۵- ازاں روئے ح ۸- ایں تیغ زن س۱س۲س۳ح ع۱ = تیغ زن ع
۱۰- حصن مند و س ع = حصن مانده ح ۱۳- تا برج س س۳ح ع۱ع = تا اوج س۲
۱۵- اندر سرارائے ع ح = سر رائے س۳ع۱ح س۱س۲ ایضاً- کرد بے رائے س۲

فرستاد آگہے در حضرتِ شاہ | ہماں قطاع داوندش ز درگاہ
ازاں پس شہ بدولت شد روانہ | بر سیم گشت برسمتِ سمانہ
بدآنجا بود رائے سخت بازو | گسستہ سنگِ رایاں را ترازو
درشت آہرمنی نامش ستلدیو | ہمش راوت بفرمان وہمش میو
بسے گبرانِ آہن دل بکارش | ز رویں قلعہ سنگیں تر حصارش
برنگ بہرمان خنجر نمودہ | گلیم از بیشتر رایاں ربودہ
نشستہ لشکر شہ پنج وشش سال | نکردن نیم خشتش را فرو مال
بیک جنبش کہ شاہ آہنگ آں کرد | بران کوہ از سپہ دریا رواں کرد
ستلدیوی کہ پیلے بُد بمقدار | بخوابِ پیل رفت از شاہ بیدار
ازاں پس نامزد شد لشکرِ شاہ | کہ برسمتِ تلنگی بسپرد راہ
تلنگے صاحبِ صد پیل رائے | جہانِ تلک را فرمانروائے
شنعب ہیبت با قلبِ جہاں گیر | ولی شد ہیبتِ شاہش عناں گیر
نبودش زہرۂ چوں خنجر گذاری | شد اندر حصن بیدولت حصاری
میانِ دو لشکر مانن پرکم | چو دیوی درمیانِ حلقۂ جم

۲- وزاں پس حج = ازانجا ر۳ ایضاً سمانہ ر۳ حج = سوانہ ع ر۲ ۴- درشت آہر منے نامش ع = درشت واہرمن نامش ع۲ = وزشت اہرمن نامش حج = درشت وسخت نام او ر۳ ۵- زرویں قلعہ سنگیں تر ر۲ ر۳ ع۲ = زرویں قلعہ وسنگیں ع ۶- بیشتر رایان ع حج ع۲ = بستر رایان ر۳ ۷- نیم برجش را ر ر۳ ع۲ = نیم خشتش را ع حج ۹- بد پیلے ر۲ ۱۱- جہانِ ملک ر ر۲ ر۳ حج ع۲ = جہانِ ملک را ع ۱۳- زہرہ چوں خنجر گذاری ر۳ حج ع۲ = زہرۂ خنجر گذاری ع ۱۴- لشکر جم ر۳ حاشیہ

چو اقبالِ شہ از غایت فزوں دید — بجنگِ دولتش خود را زبوں دید
وثیقت جست و دستِ رہت درخواست — بداد آنچہ آں شوریدہ سر خواست
نخست از زرِ مثالِ خویشتن ساخت — ہم از زر در گلو گاہش رسن ساخت
فرستاد آں بُتِ زریں و صد پیل — خزانہ بیشتر از حدِّ تحصیل
ملک ہر چند آنرا در پذیرفت — سرش بخشید و نرخ سر پذیرفت
ولیکن آزمو نرا راند تندی — کہ بنود بے غرض در تیر کندی
اگر رای آمد ار نہ ماستادیم — بخنجر شد بدل دستی کہ دادیم
چو بشنید ایں عتاب آں گردنی رائے — بران سر شد کہ از تارک کند پائے
بیامد پیشتر زآوردن خویش — گرفتہ بارِ سر بر گردن خویش
چو ایں طاعت نمود آں گردن افراز — سرش ایمن شد از تیغِ سر انداز
بگفتندش کہ تا بر جائے باشد — بملکِ خویش ثابت پائے باشد
زمینداریش را کردند محکم — زُحل را برجِ خاکی شد مسلَّم
مظفر لشکری با پیل و با مال — ق سر گردنکشاں را کردہ پامال
بدرگاہ آمد و خاص کرم گشت — سواری سہل میری محترم گشت
ازاں پس نامزد شد بار یک باز — کہ سازد پیل معبر طعمۂ باز

(ق beside the 5th and 13th couplets)

۱۔ ازغایت فزوں ح حج ع[۲] = ازغایت بروں ع ۴۔ حدِ تحصیل س[۲] س[۳] حج ع[۲] = حد و تحصیل ع س
۶۔ بے ہدف س ع[۲]۔ در تیز کندی ع = در تیر کندی س س[۲] حج ع[۲] ۸۔ ایں عتاب ح س[۲] = ایں عتاب ع[۲]
ع حج ۱۱۔ جائے ماند اور قافیہ مصرعہ ثانی پائی ماند س[۲]

کند بر دَوَر لشکرِ دست بر دست — دلیراں را از خونِ معبری مست
سواحل تا حدِ لنکا بگیرد — بقطرهٔ عرصهٔ دریا بگیرد
همه خاکِ سواحل تا سراندیب — کند از بوے ایماں عنبریں طیب
سر ابلیس فعلاں را دمادم — به تیغ اندازد اندر پاے آدم
رواں شد لشکری با فتح همراه — که از دریا بر آرد گَرد بر ماه
رسید اندر دیارِ رائی رایاں — زمیں گم گشت زیرِ چار پایاں
چو ملکِ دیوگیری رام شر بود — عزیمت شد بدیوانِ دگر زود
چو لشکر پیشتر زاں شد زمیں مال — بحد دیوگیر افکند زلزال
بدانجا نیز رائے بود با نام — بلالش نام و نام آور در ایام
بمالش زر و زور پیلش سری هم — زبونش دیوگیری معبری هم
سپاه اول همانجا برد غارت — کفایت بود زافسونش اشارت
ز پیل و مال و اسپ آنچش بکف بود — سپاه شاه را وجه علف بود
نگشت آں رائے زیرک گرد جنگی — بروں آمد ز قلعه بے درنگی
چو هم در ره دوید آں فتح فرّخ — سپه را هم بکارِ اصل شد رخ
همه سازِ غزا کرده مهیّا — رواں شد کوه آهن سوے دریا
در آمد باد ایں لشکر دراں خاک — که سنگش هم گریزاں شد چو خاشاک

۱- در دَور ۳ حج ع ۲ ۱۰- دیوگیرو حج ۱۶- ز که سنگش ع = که سنگش هم ۳ حج ع
= که و سنگش ۳

سوار باد چوں بر دآنطرف دست　　　هم از بادش سوارِ آب بشکست
لب دریا سواحل بر سواحل　　　بجوشش آمده وشهر ومراحل
درآں حد نیز رائے بود والا　　　بتاجِ هندواں لولوئے لالا
برآب وخاک فرمانِ تمامش　　　برهمن بیر پنڈیا کرده نامش
بسے شهرش بخشکی وتری هم　　　پٹن خوش کرده ومرهت پوری هم
پٹن را ساخته منزل گهِ خویش　　　بُت وبتخانه در مرهت پوری بیش
ززر بتخانه را برماه برده　　　زحل را زاں بتاں از راه برده
بتے در روے غرقِ لعل و یاقوت　　　که شهری رابود هر گوهری قوت
سپه بسیار وکشتی بیکرانش　　　مسلماناں چو هندو چاکرانش
هزارش پیل مستِ معبری پیش　　　کمیت تند جوشاں خود زحد بیش
چو در حدِ پٹن شد لشکرِ شاه　　　زهیبت کرده گم ره رائے گمراه
درونِ بیشه کانجا کم خزد مور　　　چو مورے در خزیده باچناں زور
زهیبت هر طرف غم خورده میگشت　　　سپاه وپیل سر گم کرده میگشت
مگو لشکر چو سر لشکر نباشد　　　چه کار آید ز تن چوں سر نباشد

۱- هم ازباد ع = هم ازبادش س۲ ع۱ = هم ازبادی س۳ حج ۵- مرهٹ س۲ س۳ = مرهت حج ع۲ = مرهپہ س۱ = برهت ع ۶- فتن راح ع۲ ایضاً درمرهٹ س۱ = درمرهت حج ع۱ = در برمت ع ۸- ازلعل ویاقوت س۲ ایضاً هرگوهرش س۱ = هرگوهرے س۱ س۳ حج ع۲ ۹- وهندو س۳ ۱۰- هزارش س۲ ع۱ حج = هزاراں ع ایضاً ومعبری س۲ ایضاً تندخوشر دس۱ ۱۱- رائی بیراه س۳ حج ۱۲- چو موری کرده درخز س۲ ع۱ حج = چو موری درخزیدن س۲ = چو مور درخزیده ع ۱۴- چه کار آید تنے س۲

مسلمانان آں لشکر سپاہی — گرفتند ایں طرف جا نزا پناہی
سپہدار از نوازش کرد شاں شاد — کرم فرمود و جاں بخشید و دل داد
سپہ را زاں پس از فتح خداوند — مسلسل گشت پانصد پیل در بند
پس آہن بر بُتِ زر ساز کردند — سرِ بتخانۂ زر باز کردند
اگرچہ آں قبلہ بُد گبرِ لعیں را — زمیں بوسید بیت المالِ دیں را
زر و گنجِ فزوں از وزنِ بازو — کہ کوہ افتد ز وزنش در ترازو
مہیّا شد ز بہرِ درگہِ شاہ — کہ ہر کوہاں برد کوہی بدرگاہ
چو کارِ رائے معبر شد بپایاں — برجعت گشت رائے نیک رایاں
سپاہ آمد برآں فیروزمندی — گرفت از بخشش شاہ ارجمندی
تعالی اللہ کرا باشد چنیں بخت — کہ گیرد عالمے بے جنبش از تخت
بدہلی او کند زابرو اشارت — فتد در معبر و بحرین غارت
عزیمت سنے و در ملکِ سلیماں — ہمہ دیوانِ ہندش زیر فرماں
سکندر خود سفر کردی در اطراف — بحرفِ تیغ زاں زد قاف تا قاف
نشستہ او بجنبش ترکشِ خویش — شدہ تیرش درونِ عرصۂ کیش
چناں بودند دیگر خسرواں ہم — کہ بے جنبش نشد ملکی مسلّم

۴۔ سرِ بتخانۂ زر ساز سا[۲] ساح[۳] حج ع[۱] = سر بتخانہ را درع ۵۔ اگرچہ آں قبلہ بُد سا[۲] ساح حج ع[۲] = اگرچہ قبلہ بد ع
۱۰۔ بے جنبش از تخت سا[۲] ساح حج = بے جنبشِ تخت ع ع[۲] ۱۳۔ بحرف تیغ زد زاں سا سا[۳] = بحرف تیغ ازاں زد ع[۱] حج[۲] حج = وودستی تیغ زد زاں حج حاشیہ

چناں خورشید کوہست آسماں گیر   سفر خود میکند زاں شد جہانگیر
بہ از خورشید داں ایں کامراں را   کہ بے جنبید نی گیرد جہاں را
بدیں گونہ کہ یابد پایہ بالا   مگر ہم زادۂ او شمسِ والا
خضرِ خانی کز اقبالِ مبینش   گواہی میدہد نورِ جبینش
چو بختِ خود جوان و پیر تدبیر   چو نامِ خویش خورشیدِ جہانگیر
ہنوزش تیغِ فتح اندر نہفتہ است   ہنوزش یک گل از صد ناشگفتہ است
ہنوزش تیغِ نُصرت در نیام است   ہنوزش نافۂ اُمید خام است
ہنوز اندر طلوع است آفتابش   ہنوز اندر برافزونیست آبش
ہنوزش صبح دولت در نقاب است   ہنوزش دیدۂ بینش بخواب است
ہنوزش بخت در تزئینِ بار است   ہنوزش دہر در تدبیرِ کار است
ہنوز اقبالش اندر کارسازیست   ہنوزش نخلِ تر در سرفرازیست
ہنوزش میرسد برگل صبا ہا   ہنوزش چرخ میدوزد قبا ہا
ہنوزش فتح ہائے غیب پیش است   ہنوزش مژدہا ز اندازہ بیش است
زمانے باش تا بکشاید ایں دُرج   تُتُق بالا کشد خورشید از برج
جمالِ کار آں بختِ جہانگیر   بروں آید ز ستادِ روانِ تقدیر

۱۔ خورشید ہم ہست ع = خورشید کیں ہست حج ح = خورشید کو ہست سر[۱] = خورشید گر ہست ع[۱] س ۴۔ بریں گونہ ع حج ع[۲] = بدیں گونہ سر[۲] سر[۳] ۴۔ اقبال متینش سر[۲] ۵ ۔ جوانے پیر تدبیر سر[۲] سر[۳] حج ع[۲] خب جوان و پیر تدبیر ع۔
۱۰۔ ترتیبِ بار س ۱۴۔ زمانہ باش سر[۲] ع حج = زمانے باش ع ایضاً بالا کند سر[۲] سر[۳] حج ع[۱] = بالا کشد ع

شود روشن که این مه بر زمین کیست — خدا این آفتابِ ملک و دین چیست
ز نورش چشم میدارد زمانه — که گردد شمعِ گردون را زبانه
بدو رمه شود بدرے هلالش — که ایمن باشد از نقصان کمالش
غلط کردم که گردد آفتابے — که کم بیند زوال و انقلابے
ولے با این وجه مقبلِ خویش — گرفتار است در دستِ دلِ خویش
نه روزش خشک گردد زیرِ چشم آب — نه شب پهلو زند بر بسترِ خواب
همه شب با خیالِ غمزه درگفت — مغیلان زیرِ پهلو چون توان خفت
بجان آید چو از شب زنده داری — ز مطربِ این غزل خواهد بزاری

غزل از زبان عاشق

دمی بیدار باش اے بخت با من — مگیر از بهرِ کامی سخت با من
بدان هنجار کن پیوندِ کاری — که یاری را دهی پیوندِ یاری
برافگن پرده زان رخسارِ چون بدر — که روزم عید گردد شب شبِ قدر
مرا در دل غبارِ نازنین است — که جانم در تهِ پایش زمین است
مرا در دیده سروی سرفراز است — از آنم روز تا شب دیده باز است

۱- خدا این آفتاب ملک و دین کیست س۲ س۳ حج ۳- بدرے س۲ س۳ حج = بدر ع ۴- که باشد آفتابے س۳ ۵- در دست س۲ س۳ حج ع۲ = از دست ع ۶- زیر چشم آب س۱ س۳ ع۲ چشم پرآب س۲ = زیر سراب حج ۹- عاشق گوید ع حج ۱۰- مگیر از بهر کامی سخت ع حج ع۲ س۲ س۳ حاشیه = مگیر از ره ز کامی سخت س۳ حاشیه = مگیر از ره ز کامی سخت س۱ ۱۲- غبار ع = عقاب س۱ ع۲

منم شاهی که چون گردم صف آرائے　　نیارد باد سودن بر زمیں پائے
زبونِ شوخ چشمے بیں که چو نم　　که با چندیں سپه کرده زبونم
جفا از دل شکایت از که خوانم　　بلا در سینه خنجر بر که رانم
چو شد گنجِ دل اندر سینه تاراج　　بفرقِ من چه سود از گوهریں تاج
چو عشق افگند در چه بیژنی را　　کشد سیمیں تنے روئیں تنے را
بکارِ عشق شاهی بر نگیرد　　بغم صاحب کلاهی بر نگیرد
شهاں را گرچه آئیں است مشهور　　کز ایشاں دورباشے کم بود دور
چو خواهد نرگسِ خوباں خراشے　　نه هر غمزه کم است از دورباشے
مرا گر توسنِ دل نیست در راه　　کمندِ زلف او هم نیست کوتاه
گرفتم کنگرِ تاجم بلند است　　نه آخر حلقه جائے ایں کمند است
به آب دیده غم پرداخت نتواں　　کزیں لولو مفرّح ساخت نتواں
سپیدم باد ایں چشمِ سیه روئے　　که از روئے زردرو گشتم بهر سوئے
و لے از خونِ دل صد شکر گویم　　که یکدم می نخواهد زرد رویم
گر آید بر سر ایں روزِ جدائی　　ق　　که یابد دیده زاں روز روشنائی
کشم در دیدهٔ تاریک در رو نش　　به بندم چشم و نگذارم برونش
چو زاں مردم شود ایں دیده آباد　　مرا تا دیں باشد مردم او باد

---

۲ - کرده زبونم س۱ س۲ س۳ = گیرد زبونم س ح ۷ - دورباشے کم بود س۱ س۲ س۳ ح ع۲ = دورباش کم بود ع
۸ - نه هر غمزه س۳ خ ح ع۱ = نه از غمزه ع ۱۲ - زهر سوے ح ح ع۲ ۱۳ - ولیک ح ح ع۲ ۱۴ - که آید برسر س۳ ح ع۲

چو جادو این فسون خواند از لب شاه ... برون زد زهره این سحر از لب ماه

پاسخ از لبِ معشوق

خبر داری که بے تو در دلم چیست ... ز ہجرِ سینہ سوزت حاصلم چیست
درونم خوں شد آخر چند جوشم ... مے اندر آبگینہ چند پوشم
اگر زخمی رسد بر سنگِ خارا ... بر آرد بانگِ فریاد آشکارا
تو سنگم بیں کہ در جانِ بلاکوش ... خورم صد ضربتِ ہجران و خاموش
بدیں دعا زی از شمشیر تارک ... مرا غم در جگر کارد پلارک
تو ہم دانی کہ خود نتواں ربودن ... بری زیں کاشتن جز جاں درودن
مرا مادر بشیرِ ناز پرورد ... تو گر نازم بجوئی چوں تواں کرد
فضولست ایں کہ با ایں بختِ بدساز ... کنم با چوں تو صاحب دولتی ناز
ہمیں بس نیست کز یادِ جمالت ... ہمہ شب عشق بازم با خیالت
شبے در خلوتی و چوں تو یارے ... ازیں خوشتر نباشد روزگارے
سعادت نامہ ہر کس ز آسمان حسبت ... مرا ایں باشد ایں داغی کہ از تست
گر از غم آرزوئے نیست بر دست ... غمت را زندگانی باد کو ہست

۱- چو جادو س۱ س۳ حجرع۲ = بادو س۱ ۲- غزل از زبان معشوق گوید ع = پاسخ از لبِ معشوق گوید حج
۴- چند جوشم ح حج ع۲ = چند نوشم ع ۶- جانِ بلاکوش س۱ س۲ س۳ حج ح ع۲ = جانِ بلانوش ع
۸- خود نتواں س۱ س۲ س۳ = چوں نتواں حج ع۲ ۱۰- بخت ناساز س۳ = بخت بدساز ع۲ = بختِ دمساز حج
۱۱- ہمیں بس ہست س۱ س۳ ۱۴- گر از غم آرزوئی س۱ س۲ س۳ حج ع۲ = گر از عمر آرزویم ع

زدوری تا کیم این دیده بی نور — کم از نظّارهٔ کت بینم از دور
چو خوابم شد حرام اندر خیالت — حلالم کن نگاهی در جمالت
چو دست از کام ماند کهتران را — نوازش شرط باشد مهتران را
نه ابر احسان همه بر منعم آرد — بکشتِ خوشه چینان نیز بارد
بَرَد گرچه آفتاب از قصه ها زنگ — مدان کز فرجهٔ موشان کند ننگ
درت معذور دارم نیز شاید — که دریا میهمانِ چشمه ناید
چه جوید پیل در خانهٔ مور — که نی از حیله در گنجد نه از زور
گرم بنوازی و گر جوئی آزار — خدایت یار بادا در همه کار

آغاز انشعاب عشیقهٔ عشق خضر خانی از شاخ سبز و تر دولرانی

همیشه دور چرخِ لاجوردی — ندا اندیشهٔ جز نوردی
ز دورش هر یکی گردش بکاریست — بزیرِ هر یکی دیگر شماریست
بیارایدیکی را گوهرین مهد — که بنشاند دران مهدش بصد جهد
کند آن دیگری را خانه تاراج — که پوید بر در هر خانه محتاج
چو نی امید پاینده است و نی بیم — خوش آن کس کو نهد گردن به تسلیم

۲- چو خوابم ۳ حح ع۲ = چه خواهم ع ۳- دست از کام ۲ ۳ حح ع۱ = دست از کار ع ۹- انشعاب عشیقه عشق خضر خان ع حح ع۲ = انشعاب عشیقهٔ عشق خضر خانی ح = برآمدن عشقهٔ عشق خضر خانی ۳ ۱۱- بکاریست
او در قافیهٔ مصرعهٔ ثانی شماریست ح ع۲ حح مس ۲ ۳ = بکار است و شمار است ع

چو نتوان رشتۂ گردوں گسستن　　بباید دل درو ناچار بستن
بس آفت کاں نویدِ کامرانیست　　بسا غم کاں کلیدِ شادمانیست
چہ داند طوطی کافتادہ در دام　　کہ از شکّر دہندش طعمہ در کام
چہ داند باز چوں بندند پایش　　کہ دستِ شاہ خواہد بود جایش
بساہندو کہ گیرید در اسیری　　کندشکرِ اسیری در امیری
ہمایوں طالعی باشد جواں بخت　　کہ در کارش نگیرد آسماں سخت
بہر کامی کہ پیش آید نیازش　　بصد ہنجار گردد کارسازش
نو داری نہد در روے بہ تدبیر　　کہ خلق از عزتش گردد عناں گیر
شرابی کش بود زاقبال بوئے　　رسد در گوہریں جام از سبوئے
گلی کو خواست والا دستگہ یافت　　نیارد سوئے دیگر دست رہ یافت
دُری کو خواست شد برافسرِ خاص　　رسد در گنج شاہ از دستِ غوّاص
چو روزی ہند را بر دند جائے　　ق　　کہ از روزی نہد بر گنج پائے
درآں حالت نباشد صاحبِ ہوش　　کہ شکرِ منعمش گردد فراموش
خدایا ہر کرا نعمت دہی بیش　　درآموزش سپاسِ نعمت خویش
کنوں زینجا بنامہ باز گردم　　بگردِ نکتہ ہائے ناز گردم

۱۔ درو ۲،۳ حج = بروح ع۱ سا ۳۔ چہ داند سا۲،۳ حج ع۲ = نبینی ع الیضاً ہم از شکر ع۔ نہندش حج ۱۲۔ روزی شاہ را سا حج ع۲ ۱۳۔ شکرِ نعمتش ۲، ۳ حج = شکر منعمش سا ع۲ ع۳ ۱۵۔ نکتہ ہائے راز سا۳ ع۲ = نکتہ ہائے ناز ۳ حج

چنین خواندم دران دیباچهٔ راز | که هر حرفی ازو میکرد صد ناز
که چون شاهنشهِ جمشید مسند | علاء الدین و الدنیا محمد
بملکِ دهلی از عونِ الهی | بر آمد بر سریرِ پادشاهی
سری کز بادِ کین دیدش خطرناک | بآب تیغ کردش طعمهٔ خاک
هم اندر هند رایان را رهی کرد | هم از تاتار غزنین را تهی کرد
چو کرد از خونِ گبران خاک را سیر | بدریا خواست شوید خونِ شمشیر
خود از خونے چنین زینگونه محراب | بدریا پاک گردونی بهر آب
مگر میخواست آن خورشیدِ بے میغ | که دریا را کند خشک از تفِ تیغ
بفیروزی فرستد قلبِ شاهی | ز برجِ مه بمنزل گاهِ ماهی
الغخانِ معظم را بفرمود | که لشکر جانبِ دریا کشد زود
صنم خانه که بر شد تا ثُریّا | در اندازد نگون در قعرِ دریا
چو زانسو رفت الغخانِ ظفر یار | بر آنسان کرد زآئین ظفر کار
که داد آن ملک و دولت را بتاراج | ز رای و رانه بستد رایت و تاج
دران حد کرن رائی بود با نام | بقدرت کامگار اندر همه کام
ازو رایانِ ساحل در تف و تاب | روان در بحر و بر فرمانش چون آب

۷- خونے چنین س۳ = خونے چناں ع۱ = خونِ چنیں ع س۱ س۲ ح - زینگونه س۳ = زانگونه س۱ س۲ ع۳ ح ۸- بگرمی خواست س۱ س۲ ع۲ ۱۱- پر شد ح ۱۲- چو زانسو رفت ح ع۲ ح = آنسو رفت ع ایضاً بدانساں ح ع۲ ح = برانساں ع

چو تیغ افشاند بر روی خانِ مغفور   رمید آن تیره دل چون سایه از نور
سپه دنبال کرد آن محترم را   ستد زان کعبهٔ گبران حرم را
حرمهائے رهینِ رائے والا   سراپا غرقه در لولوئے لالا
بدست افتاد باپیل و خزانه   جهانی پر شد از رانی و رانه
بتانی نے نشان دیده نی ماه   نه چشمِ بد در ایشان یافته راه
سرِ آن جمله خوبانِ گل اندام   پری روئی که کنولا دی بدش نام
چو دین زار جمندی نازنین خوئے   چو جان پوشیده از بینندگان روئے
نه در توئی خزش موری خزیده   نه بادِ تند بر رویش وزیده
گرامی آفتابے سایه پرورد   ولے خورشیدش از هیبت شده زرد
امانت دار آن خانِ جهانگیر   که از عصمت بر آن آهو نزد تیر
بفیروزی چو باز آمد از آن فتح   به پیشِ تختِ شه زد بوسه بر سطح
بعرضِ بارگاه آورد در پیش   متاع و پیل و اسپ و زر ز حد بیش
نهانی تحفهٔ کان پیشکش کرد   همان نازک تنانِ ماهوش کرد
سرِ آن جمله کنولادیؑ رانے   سزائے خدمتِ تختِ کیانے
چنان ماهی و آن انجم بدنبال   بفرمان در حرم رفتند در حال

۲- دنباله کرد س۳ ۳- غرقه س۲ حج ع۲ = غرق ع ۵- در ایشان س۲ س۳ حج ع۲ = بدایشان ع ۶- شدش س۲ حج ع۲ = بدش س۳ ع ۸- موئے خزیده س۲ س۳ ۱۰- امانت دارِ آن س۳ = امانت داری س۲ حج ع۲ = امانت داری از ع ۱۳- نازکِ تنانِ س۲ = نازک بتان حج ع۲ ۱۴- سزائے خلعت د س

مه اندر برج شد چوں لعل در دُرج — و بالش را شرف رو داد زاں بُرج
چو آمد در شبستانِ شه آں شمع — پریشاں خاطرش گشت اندکی جمع
چناں افشرد بهرِ بندگی پائے — که کرد اندر دلِ شاهِ جهاں جائے
کسے کش بخت و دولت پائے گیرد — بچشمِ بختیاراں جائے گیرد
هر آں فعلے کزو گردد پدیدار — شود منعم بصد جانش خریدار
پرستاری که دولت یار باشد — همه کارش جمالِ کار باشد
چه نیک اختر کسے کز بخت فیروز — شود پیشِ بزرگاں خدمت آموز
چو خاکِ تیره گیرد دامنِ باد — نماند ابر را زو دامن آزاد
چو پیشش با چنار افتد کدُورا — چنار از خویشش برتر دارد اُورا
غرض القصه کنولادیؔ رانے — دو دختر داشت گاهِ کامرانے
چو رانی سوئے حضرت شد شکیبائے — بماند آں هر دو گوهر در کفِ رائے
چناں اُفتاد حکمِ ایزدِ پاک — که شد دُرِّ بزرگ اندر دلِ خاک
دویم را عمر شش مه بود در فته — که بود آں شش مهه ماهِ دو هفته
پری روی زمردم حور زاده — سپهرش نام دیولدی نهاده
همی آراستش مشاطهٔ بخت — همیدادش سعادت مژدهٔ تخت
چو کنولادیؔ آں دُر را صدف بود — بخدمت پیشِ شاهِ بحر کف بود

۵- بصد جملش[۲] ۱۲ حاشیه ۱۳ ۱ شش مهه[۳] ۱۳ حجرع[۴] ۱۳ شش مهے ع ۱۵- مژدن بر تخت[۲] ۱۳

همیکرد آنچناں خدمت بدرگاه — که حاصل میشدش خوشنودیِ شاه
شبے خوش دید دارائے زمن را — بعرض آورد راز خویشتن را
نخست اندر دعا لب را زباں داد — زبانرا در دعا گوئی عناں داد
کہ شاہا تا ابد مسند نشیں باش — بشاہی خسروِ روئے زمیں باش
ہمیشہ بر سریر ملک جایت — سرانِ ملک را سر زیر پایت
بیادت ہر کہ نبود بر زمیں شاد — اگر خود آسماں باشد زمیں باد
پس آنگہ با دلِ پُر بیم و امید — بشرحِ حال شد لرزندہ چوں بید
کہ از شاخِ جوانی بر درختم — دو غنچہ ناشگفتہ داشت بختم
چو زینجا بادِ اقبال آنطرف تاخت — مرا زانجا ربود ایں جانب انداخت
شدم من خوش ز بختِ روشنِ خویش — ولے ماند آں دو گل در گلشنِ خویش
یکے زاں دو پسر و اندر جوانی — پرستاراں شہ را زندگانی
دوم ماندہ است و چوں پیوند خونست — دلِ من بہرِ آں خوں بے سکونست
دمی گر مہرِ شہ بر بندہ تابد — بگرمی خوں بخوں پیوند یابد
ازیں پیوندِ فرزندی بما در — نیاید پائے شہ فرد ابرآرد
چو شہ را در شد ایں دیباجہ در گوش — نموداری دگر رو دادش از ہوش
بدل میگشت جستن ہمرزانش — پرستاری زبہرِ خضر خانش

---

۴ - مسند نشیر باش - زمیں باش س۱ س۳ ع۱ = مسند نشیں باد زمیں باد س۲ ح ۶ - ورزمیں س۱ س۲ ح
۱۲ - ماندہ است آں س۳ = ماندہ است چوں س۱ س۲ ح ع۲ = ماندہ است و چوں ع

موافق بازخواندش در دل آن گفت — ستان خواست تامه را کند جفت
برائے کارداں فرماں فرستاد — که ما را بخت آگاهی چناں داد
که داری در سرائے دولتِ خویش — مبارک روئے دُختے دولت اندیش
چو بر طغرائے فرماں دیده سائی — زدود دیده فرست آں رُوشنائی
که گرد دبیت ایں خورشید معمور — شود روشن شبستانش بداں نور
سر پیرآرائے ملکِ هندواں کرن — که بد صاحبقراں رائے دراں قرن
ازیں شادی که آمد ناگهانش — نگنجید اندرونِ پوست جانش
کجا در ذرّه گنجد ایں که خورشید — دهد نزدِ خودش پیوند جاوید
چو با چشمه کند بحر آشنائے — شود آں چشمه هم بحر از روائے
براں شد کاں طرب را کاره سازد — علم بر پشت پیلاں برفرازد
متاعِ قیمتی صد پیل بالا — ق — ز دیبا و خز و لولوئے لالا
دگر کالائے گوناگوں نه چنداں — که گنجد در خیالِ هوشمنداں
پس آنگه با هزار اُمیدواری — نشاند نازنیں را در عماری
فرستد سوئے دولتخانهٔ تخت — که آں دولت رسد در خانهٔ بخت
دریں اثنا چناں شد شاه را رائے — که بستانداز آں رائی کرن جائے

۱- بازگفتش س ع۲ = بازخواندش ع س۱ س۲ س۳ جح ۲- نامه فرستاد ع = فرماں فرستاد س۱ س۲ س۳ جح ع۲ ایضاً چناں داد س۳ ع۱ = چنیں داد س۲ ع جح ۳- مبارک روئے دختر س۲ ۱۱- قیمتی س۱ س۲ س۳ جح ع۲ = قیمت ع ۱۴- نشاند نازنیں را س۱ = نشاند آں نازنیں را س۲ جح

برآنسو نام زد گشتند در دم / الغخانِ معظم پنجمین هم
امیرانِ دگر با جیش و انبوه / که از پامالِ اسپان سرمه شد کوه
چو در گجرات رفت آن لشکر سخت / بخاک افگند رائے کاردان رخت
همیدانست کو را نبود این زور / که پیش قلبِ جم بند وصفِ مور
چو آن جانی صلاحِ جان و تن دید / هزیمت را سلاحِ خویشتن دید
جَنیبت راند و بیرون شد شتابان / چو بادِ تند در کوه و بیابان
ببُرد از همدمان و خون و پیوند / بجز خاصِ شبستان لُعبتے چند
نهان از دیدهٔ مردُم پری وار / بسوئے دیوگیر افگند رهوار
رسید آنجا و گشت ایمن ز خونریز / عنان را نرم کرد از جنبشِ تیز
چو سنکهن دیو پورِ رای رایان / بشد آگاه ز آگاهے سرایان
که کرن از گجرات آمد برین سوے / ز تابِ تیغِ ترکان تافته روے
به پرده دختری دارد نهفته / گلی پوشیده روئے ناشگفته
لطافت مایهٔ چون آبِ باران / سزائے تخت گاهِ تاجداران

۱- پنجمیں حج ع۱ = پنجمی سر۳ = اینچنیں سر۲ ۲- جیش و انبوه سر۱ = جیش انبوه سر۲ حج ع۲ ۵- چو آنجا نے صلاح سر۳ حج ع = چو آنجانی سلاح ع۲ = چو آنجا بے سلاح سر۲ ایضاً صلاح خویشتن ع حج = سلاح خویشتن ع۲
۷- همدمانِ سر۳ ع۲ = همدمان و سر۲ حج ع۱ - خون و پیوند سر۱ = خویش و پیوند سر حج = خویش پیوند ع۲ ۹- نرم کرد سر۲ سر۳ = گرد کرد سر ع۲ = سست کرد حج = گرم کرد ع ۱۰- سنکهن دیو سر۳ حج = بسنکهن دیو سر۱ = چو سنکهس ع = سنکیں دیو ع۲ ایضاً شد آگاهی سر۲ سر۳ حج ع۲ = بشد آگاه ع ۱۱- بدیں سوئے سر۳ حج = بریں سوئے ع ع۲

طمع در ببست سُکُهن تا بصد جهد — برد در برجِ خویش آں ماه رامهد
برادر را که بهیلم بود نامش — بخواند و کرد حمّالِ پیامش
برآنسو رفت بهیلم دیو چوں باد — بمهاں را زِ مهمانے بروں داد
چو کرن آزردهٔ بختِ پریشاں — حمایت جوئے بود از سوئے ایشاں
نیارست اندر آں پیغام نه کرد — ضرورت باز حَل پیوندِ مه کرد
نشانیها که باشد شرطِ ایں کار — بمقداری که رایاں راست مقدار
همه یک یک به یکدیگر سپردند — به صد دریا یکے گوهر سپردند
دو جانب چوں فراهم گشت تدبیر — رواں شد چاشنی برچاشنی گیر
فرستادند بر بوسے همائے — مهِ روشن بکامِ اژدهائے
چو یک فرسنگ ماند اندر تگاپوئے — که اندر دیوگیر آرد پری روئے
سپاهِ شه که بود اندر پئے کرن — که کردی در زمانے کارِ یک قرن
چو بادِ تند زد ناگه برایشاں — همه جمعیّتِ خس شد پریشاں
بکوه و دشت سر زد کرنِ سرکش — سپاهی درعقب چوں کوهِ آتش
چناں بگرفت زاندیشه سرِ خویش — که چوں اندیشه ناپیدا شد از پیش
دلاور پنچمیں کو مرد گو بود — بفرمانِ الغخاں پیشرو بود

۱- طمع بربست س۳ حه ۲- برادر رای بهیلم دیو حه = برادر را که بهیلم دیو ع س۲ = برادر را که بهیلم بود س۳ ع
۱۰- آرد حه۱ = آید س س ع۲ ع = آمد حه ۱۴- ناپیدا شد از پیش ح ع۲ حه = ناپید از سر پیش ع
۱۵- دلاور پنچمی س۳ ایضاً الف خاں س س۲ س۳ حه

چو کرن از تابِ تیغش برق سان جست ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ حرمها زو چو ابر از باد بگسست
دران جنبش دو لرالی که بخشش ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ پری میخواست چیدن از درختش
دوان می شد به پشتِ باد پاۓ ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ چو گُل کِش باد برگیرد ز جاۓ
به پیکاں گوش اوکز اوج و از پست ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ بسانِ تیر میشد شست در شست
غرض ناگه رسید از غیب تیرے ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ که تیرِ چرخ زاں بر زد نفیرے
بماند آں رخش آتش پاۓ سرکش ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ گرفتِ ماه شد در برجِ آتش
سپه کش پیچمیں نزدیک تر بود ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ رسید و در عنانش پنجه زد زود
ازاں گُل برگ وزنِ لاله بازو ‌‌‌ ق ‌‌‌ گراں شد پیچمیں را چوں ترازو
امینِ شاه بود آں گرگِ خونریز ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ ندید از بیم سوۓ آں بره تیز
بعصمت هم بداں ساں بهرماں پوش ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ النخاں را رسانید از سرِ هوش
النخاں در حرم میداشت مستور ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ چو فرزندِ خودش در پردهٔ نور
چو فرماں شد که آں ریحانِ فردوس ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ بشهر آرند چوں بر جلیں در قوس
رسانیدند در ایوانِ جمشید ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ بجلبابِ حیا پوشیده خورشید
کنوں بیں کاخترِ بر هفت کرده ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ چها بیروں دهد از هفت پرده
بیا مطرب بساز ابریشمی چنگ ‌‌‌ ‌‌‌ ‌‌‌ بریں شادی که آمد دوست در چنگ

---

۴ - به پیکا گوش اوج ع۲ حج = به پیکان گوش خود ع ۷ - پیچمی س۳ ۱۰ - بدانسان بهرمان س۲ = برانسان بهرمان
ع ع۱ = بدانسان پرنیان حج ۱۴ - کاخترے س ایضاً جاں ع۲ حج -

بدان تان کند در سینه بنجواست روان کن این غزل در پردهٔ راست

غزل از زبان عاشق

چه رویست اینکه چشم کرد روشن چه بویست اینکه مجلس کرد گلشن
نه ماهِ آسمان را باشد این روئے نه فردوس برین دارد چنین بوئے
رُخے دیدم که جان را زندگی داد ولے دل را نویدِ بندگی داد
ازان رو عیش فرخ زاد در من چنان روئے مبارک باد بر من
بیا اے زندگانی بخشِ جانم کسے کز تو زید نه از جان من آنم
نہم بر دیدہ پائے جانفزایت ولیکن نیست آں تعظیمِ پایت
ستانم دیده از خورشید وامے که تو خوش خوش بران بالا خرامے
۱ براہی کامدے ہمره که بودت دل افروزِ گہ و بیگہ که بودت
خوش آں بادی که از صحرا و از دشت بگرد اگردِ رویت داشت گلگشت
کدامی گرد در زلفِ تو ان گرد کز آبِ دیدهٔ خود شویم آں گرد
کدامی مرغ بر سر کرد پرواز که سازم در زمانش طعمۂ باز
فروغت در کدامی خاک پیوست که از دریوزه خورشید و مه رست
۱ ولے خوں شد دلم از رشکِ آں خاک ہم از خونِ دلِ خود شویمش پاک

ا۔ بردن کن حمر ۲۔ عاشق گوید ع حمر = عاشق گوید بمعشوق بنده نواز ۳۔ یہ غزل تمام وکمال نسخہ حمر میں متروک ہوگئی ہے ۷۔ نزجان سر ع ۲ = اے جان ۳ سر ۳ = بیجان ع ۱۰۔ دل افروزِ ۳ سر ع ۲ = دل افروزے ع
۱۴۔ دریوزه ۲ سر ۳ ع = دروبزه ع ۔ خورشید و مه ۲ سر ۳ ع ۲ = خورشید مه سر ع

زہی اقبالِ آں خاکِ رہ افسوس — کہ نعلِ توسنت میزد بر و بوس
ولیک از دست با دم آہ و صد آہ — کہ نقشِ بوسہ برمی چید زاں راہ
فلک زیں آرزو می مُرد کای کاش — ہلالم نعلِ بودی در تہ پاش
گذشتہ است آنکہ چوں افسردۂ چند — دلم بودی بخورد و خواب خرسند
کنوں دل را زمانِ بت پرستی است — حریفِ عشق را آغازِ مستی ہست
شرابِ دوستی دہ تا بہ نانی — بروئے دوست نوشم دوستگانی
نوازندہ چو زیں دستاں بہ پرداخت — دگر سازندہ دستانِ دگر ساخت
بپاسخ از زبانِ دلبرِ نو — رواں کرد ایں غزل در مژدہ فرِ نو

پاسخ از لبِ معشوق

زمانہ بیں چساں شد کارسازم — چہ درہائے سعادت کرد بازم
بہ بے مہری نخستم کرد تاراج — ز مہرم وادزاں پس مژدۂ تاج
نگہ کن تا چسہ ہمیونست بختم — کہ سر بر ماہ زد میموں درختم
نسیمے خوش وزید از سبز گلشن — کہ از دستان گشت ایں جانِ روشن
مرا چوں گل زشاخِ ناز برکند — بدولت خانۂ امید افگند
کنونم اعتماد بخت خود ہست — کہ گلبوئے شود از بوئے من مست

---

۴ ـ فلک زیں آرزو می مرد س۲ ر۲ ع۲ ع = فلک ایں آرزو می برد ر۳ م ـ بخورد و خواب س۲ ر۲ ع۳ = بخوابِ خورد خورسند ع
۵ ـ حریفِ عشق س۲ ر۳ ع۲ = حریفِ عیش ع ۹ ـ پاسخ از لب معشوق س۳ ح ع۲ = پاسخ از زبان معشوق بعاشق س۱ = پاسخ از زبان معشوق گوید ع ۱۴ ـ شاخِ ناز س ح ع۲ = شاخ تازہ ر۲ ر۴ ۱۵ ـ اعتماد بخت س۲ ر۲ ر۳ ح ع۲ = اعتقاد بخت ع

گواهی میدهد خاطر بر آنم — که باقی عمر جز دولت نرانم
شود پیوند من با مهربانی — که بندم در وفاش از مهر جانی
سر خود در ره او خاک سازم — ز بهر بودنش جان چاک سازم
براهم طایرِ میموں زد ایں فال — کت از فرخ رخے فرخ شود حال
بر آں فرخنده فال امیدوارم — که گردد اخترِ فرخنده یارم
مرا خود هست در طالع شماری — که دُر گردم بتاجِ تاجداری
گر اختر صادقست ایں پایه یابم — ز دُرہائے فلک پیرایه یابم
وگر قلب اند گوهرہائے افلاک — بقلبے نیز خوش باشد هوسناک
عروسے کش هوس بیش است یا کم — ز مُرّو سازد از مینا بخاتم
ز هندستاں غزالے شیر مستم — که از یک غمزه ترکستاں شکستم
رسیدم تا زِ چشمِ آهوانه — دوانم هر طرف تیرِ روانه
ولی رامِ غزارِ خویش سازم — چواں شیرے شکارِ خویش سازم
دریں ناوک زنی و کینه توزی — شکارِ جاں شکارم با دروزی
شکارِ جاں شکارم خضر خاں باد — که چوں خضرش حیاتِ جاوداں باد

---

۴ - براهم طایرِ میموں س۱ س۲ س۳ حج ع۲ = براہم طالعِ میموں ع ۸ - بقلبے س۱ س۲ س۳ حج ع۲ = بقلب ع ۱۰ - غزالے س۲ س۳ حج ع۲ = غزال ع س ۱۱ - تیر دوانه حج = تیر روانه س۱ س۲ س۳ ع۲

گرم شدنِ چشمِ دولرانی در روے شمس الحق والدین خضر خاں و از تابِ مهرِ آب در چشمش گشتن و مهربان گشتنِ آن چشمهٔ مهر بر آن نیلوفرِ هندی و چوں شعاعِ خورشید از صفرا بر زمیں اُفتادن

چه خوش باشد در آغازِ جوانی — دو بیدل را بهم سودائے جانی
گه از ابروے بیانِ راز کردن — گه از مژگاں عتاب آغاز کردن
گهے از گوشهائے چشم خواندن — گهے از دُورباشِ غمزه راندن
ازیں جاں دادن و از وے ربودن — وزیں گفتن جفا و زوے شنودن
ازیں با خویش خوں در گریه خوردن — ازو در لب بُزدوی خنده کردن
ازیں کندن بحسرت سینهٔ ریش — ازو دیدن ندادن سوئے خویش
ازیں در پیشِ محرم غم کشادن — ازو پائے رقیباں بوسه دادن
ازو شوخی وزیں در غم نشستن — ازیں زاری وزور و بر شکستن
ازیں چوں دشمنانِ سخت بازو — خدنگِ دوستی کردن ترازو
ازو ناوک درونِ جاں گرفتن — بصد جاں لذتِ پیکاں گرفتن
فشرده عشق در جا نهاقدم سخت — خرد برده بصحرائے عدم رخت
وکیلانِ بلا در فتنه مشغول — عملداران غم را کرده معزول

---

۱ شمس الحق خضر خاں س۱ س۳ — ازصفرا س۱ = بصفرا س۲ س۱ ح ۷ — ازو گفتن ب۱ س۲ س۳ ع۲ — زیں شنودن س۲ ع۲ ۹ — سینهٔ ریش ب۱ س۲ س۳ ع۲ = سینهٔ خویش س۱ ح ۱۰ — رقیباں س۲ = رقیبش ح ع۲ ۱۱ — وزور و بر شکستن س۲ = وازوی بر شکستن ح ح ع۲ = وازوی بر گسستن ع

بخونریزی کرشمه تیر در شست	نهاده دل شده جان بر کف دست
درون جان خیالِ زلف و بالا	چو دزد خانگی جاسوسِ کالا
هوای دل بکنجِ سینه پنهان	چو طراران بافسون بردنِ جان
جفای کاید از جانان پیاپی	بعزت در پذیرد عاشق از وی
می تلخست جورِ گلعذاران	که هر چندش خوری باشد گواران
هر آتش کان بفیروزد بتِ سیم	خلیلان را بود باغِ براهیم
وگر شد هر دو دل زین شعله معمور	بنامیزد زهی نورٌ علیٰ نور
خضرخان و دولرانی درین کار	دو دل بودند یکدیگر گرفتار
کنون حرفی که من خواندم درین لوح	چنین بخشد بدلها راحت و روح
که چون آمد دولرانی بدرگاه	بشارت یافت از بختِ نکوخواه
برسمِ بندگی بر پای می بود	بفرشِ خاص جبهت سای می بود
بفرخ روزی اندر خلوتِ قصر	خضرخان را بخواند آهنگ در عصر
اشارت کرد بانوی جهان را	که بیرون افکند رازِ نهان را
خلف را از خلیفه گوید این راز	که گشت بخت و دولت کار پرداز
دولرانی خجسته دخترِ کرن	کنار چرخ چون آن مه بصد فن

۲- زلف و بالا سا ب ع حج عا = زلفِ بالا ع ۳- بافسون سا = درافسون ب ح ع۲ = درافسون سا حج ۴- بعشرت کا ۶- بتِ سیم سا ۷- نور علی نور سا د ۸- بودند یکدیگر سا سا ب ع۲ حج د = بودن بیکدیگر ع ۱۵- چون او مه سا حج ب ع۲

شد است از بهر تزویجت مُهیّا — که گرد و خانه زان ماهست ثریّا
چو خاں را آمد ایں دیباجه در گوش — ز شرم شاه بانو ماند خاموش
در آں شرمندگی زایوان برون رفت — ولیکن مهرش اندر جان درون رفت
در آندم بود خاں ده ساله راست — که ایں هنگامهٔ شادیش برخاست
دو کُرانی بقدر هشت ساله — دو هفته ماه را بسته کُلاله
همه دندانش مست شیر بُدر است — ازاں مستی همی اُفتاد میخاست
برادر داشت در هر وصف شایاں — چراغ افروز گوهر های رایاں
بصورت اندکی با خانِ کشور — مشابه بود چوں روی با زر
ز هجرِ آں برادر در نهانش — غمی میزاد هر دم توامانش
چو دیدی روی خاں چیزی از آنساں — ازاں رو نقش خانش بود در جاں
چناں بی سلخ ماهی را ته پوست — بمهرِ آں برادر داشتی دوست
نمیدانست چوں او نیک و بد را — گماں بردی برادر جفت خود را
ولیکن بود خانِ اعظم آگاه — که از نه طاق جفتِ اوست آں ماه
بدیں خوش بود آں بازِ شکاری — که زانِ اوست کبکِ مرغزاری
بریشاں مهرِ آں هردو دل افروز — چو ماهِ نو همی افزود هر روز

۴- ایں هنگامه شاد = آں هنگامه ع[۲] ۶- مست از شیر س[۳] ۸- مشابه گونه س[۱]- رویش برابر ع = رویش بازر ح ح س[۲] س[۳] ب = همچون روی بازر کا نخ ۱۰- بدانساں س[۲] ۱۱- در ته پوست س[۳] ح
۱۴- صیداوست س[۳] حاشیه

ببازی بود شان عشقی که یک دم   نبودندے جدا در بازی از ہم
نبُد چون عشق در بازی مجازی   شد آن بازی بر آخر عشق بازی
چو طفلانے که با ہم لعب سازند   بہم گہ طاق و گاہے جفت بازند
نہانی باختندی آن دو مشتاق   ز طاقِ ابروان ہم جُفت و ہم طاق
بہر بازی گہے چون خورد سالان   دویدی خورد شیری با غزالان
برین آئین کہ تا بگذشت سالے   سری برزد ز باغش ہر نہالے
شناسا شد دلرائی ہم از بخت   کہ بختِ اوست این فرماندہِ تخت
بطالع ہست در بہتر زمانے   قرانش با چنان صاحب قرانے
فلک چون سروری بخشد سری را   کند پیوند او نیک اختری را
کند چون زُہرہ با برجیس دیدار   سعادت ہا بدہر آید پدیدار
شدی ہر سو کہ آن خورشید پایہ   صنم رفتی بدنبالش چو سایہ
نبودی ز و جدا درگاہ و بیگاہ   چو نور از آفتاب و پرتو از ماہ
دویدی شمسِ والا ہم پس و پیش   ز تابِ مہر سوئے سایۂ خویش
بیکجا خوردِ شان بودی جدا خواب   نخوردندی دمے بے یکدگر آب

۱- ہردم ب ایضاً از بازی حج ۴- آن دو مشتاق س۱ س۲ حج ب ع۲ د = ہر دو مشتاق ع
۶- بدین س۳ حج ایضاً ز باغش س۲ ع۲ حج ب د = بباغش ع - ہر نہالے س۱ س۲ س۳ حج ب ع۱ د ح =
نونہالے ع ۷- زان اوست س۲ = جفتِ اوست ب د ۱۰- چون زہرہ س۱ س۲ س۳ حج ع۲ د =
زہرہ چو ع ۱۳- کہ ماند مہر س۳

زلیخا نعمتِ دیدار در پیش　　نبودی سیریش از یوسفِ خویش
چنیں تا هشت ساله دخترِ رائے　　نهاد از دَورِ گردوں بر نهم پائے
خضر هم شد براں حالت که کوشد　　کزاں چشمه زلالِ خضر نوشد
بسلطاں میرسید از هر جریده　　نسیم آں بهارِ نورسیده
که بادش در پئے غنچه نگافیست　　ولے ابرِ حیا در پرده بافیست
مهین بانواں را جُست یک روز　　نهانی گفتش اے شمع شب افروز
خضر خاں چوں بسر سبزی چناں گشت　　که خواهد عالمے را سائباں گشت
بباید کرد نخلے همنشینش　　که بر خوردار گردد میوه چینش
پس آنگه عزم شد سلطانِ دیں را　　هم آں معصومهٔ پرده نشیں را
که چوں خالِ خضر خاں الپخان است　　که زیب چهرهٔ دولت بدان است
بُدرجِ عصمتش دُرّیست مستور　　که چوں خورشید نتواں دیدش از نور
کنندش با هزاراں ارجمندی　　بعقدِ آں زمرّد عقد بندی
چو ایں اندیشه محکم گشت شه را　　نویدِ خواستگاری داد مه را
بسوئے الپخاں فرماں فرستاد　　ازاں اندیشهٔ خیرش خبر داد
الپخاں کاں بلندی یافت از بخت　　پذیرفت آں مبارک مژده از تخت

---

۴ - تمام نسخوں میں بہار ہی سوائے ع کے - مگر اُس میں بھی بہار کو چھیل کر نہال بنا یا گیا ہے ۵ - ابرِ حیا [۳] = بروی حیا [۲] ح ھ د = روئے حیا ع [۲] ۶ - مہین بانوان س [۳] ح ب د ع [۲] = مہیں بانوے خ و ع
۸ - تازہ نخلے س [۳] ۱۱ - از نور س [۳] د ح = از دور ح ع [۲]

مهیّا کرد با صد زینت و زین / ز بهرِ چشمِ ملک آن قرة العین
شدند اہلِ حرم زین نکته آگاه / درون رفتند پیشِ بانوی شاه
برسمِ بندگی و نیک خواہی / نمودند اندران درگاه شاہی
که دخت الپخان چون شد مقرّر / که گردد همنشین با خانِ کشور
نه او بیگانه شد از دور پیوند / که او ہم شاه با نور است فرزند
خضرخان کز بہارِ زندگانی / بہر سو میزند شاخِ جوانی
نباید کان گلی کش بار گردد / ز خارِ غیرتش افگار گردد
ازین مهر که گیتی زوست گلشن / نمو داری که ما راہست روشن
برین آتش اگر خاشاک پوشیم / چو روشن تر شود ناگه بجوشیم
همانا خان برخوردارِ نوخیز / بباغِ حُسن دارد غنچهٔ تیز
چو غنچه دل بشاخِ سبز بسته است / ز گلرویانِ دیگر باز رسته است
بهر بادی درد صد جامه چون گل / نه ریحان دامنش گیرد نه سنبل
ازان گاہی که دختِ کرن گجرات / حوالت کرد شاہنشه بدان ذات
بگوشِ او که این گفتار در شد / تو گوئی در تنش جانِ دگر شد

۴- مقدر س[۲] ۵- بیگانه شد دور س[۳] ب کا = بیگانه شد از دور س حج ه ع[۲] د ۷- بار گردد س[۲] ب عکا = بار دارد س حج ع د حج[۲] ۸- مهر و که حج[۲] ۱۰- همانا خان برخوردار نوخیز س[۲] س[۳] ب حج حج[۲] ع کد = همان خان برخوردار از شاخ نوخیز ع ۱۲- صد جامه چون گل س[۲] س[۳] د حج[۲] ع[۲] = صد چاک چون گل حج ب = چون جامه صد گل ع

زیادِ او شود آسوده جانش | نیاساید ز نامِ او زبانش
دو فرقد را فتد سوگند باین | دو مه را بُعد ممکن نیست کاین
بُرند از هم دو پیکر آشنائی | میسّر نیست ایشاں را جُدائی
صواب آں شد که دو لولوئے ہم دُرج | شود هر یک چراغے در دگر برُج
خوش آمد این سخن بانوئے شه را | دو منزل شد معیّن هر دو مه را
بجائے شه شد و جائے دگر دوست | دو جاں یکجا و فارغ پوست از پوست
همیں شد رسم دورانِ ستم ساز | که نتواند دو کس را دید دمساز
کجا برُج از دو کوکب کرد معمور | که باز از یکدگر نفگندشاں دور
کجا دو مرغ را خانه بهم ساخت | که باز اندر میاں سنگی نینداخت
فلک کو بند هامی بُرّد از بند | چه شک گر بگسلاند مهر و پیوند
غرض هر یک بخلوت جائے خود رفت | بپائے دیگراں نه از پائے خود رفت
پس از یک هفته آں ماهِ دو هفته | بخدمت آمدی از تاب رفته
خَضرخاں کردی از دورش نگاهے | برآوردی ز دل دُزدیده آهے
دو لرانی هم از دنباله چشم | بدیدی و فگندی شعله در چشم
خَضرخاں رخصت کردی موں از پیش | چنیں کردی سلامِ دلبرِ خویش

۱- نیاید ح ب ج۲ ۲- پیوند یابَن ح ج۲ ایضاً نیست ممکن بُعد سر۲ ۴- این دو لولوئے درج سر۳ ء
۷- همین شد رسم سر۳ ح ج۲ ع۲ د ء عا = همی رسمت سر۲ = همی شد رسم ع ۱۰- بند با ح ج۲ د = بند ۱ ع ع۲
ایضاً چه شد سر۳ حاشیه ۱۵- از پیش سر۲ سر۳ ب ء ح ع۲ د ح۲ = در پیش ع

سمنبر خدمتِ دیگر گرفته | گل افگندی بخاک و بر گرفته
جسدها دور و جانها یکدگر یار | زبانها گنگ و ابروها بگفتار
بپرسش هر نظر زین سو بیانے | بپاسخ هر مژه زان سو زبانے
کرشمه تیغ میزد در چپ و راست | ولیکن آبِ دیده عذر میخواست
جگر بے صبر و تنها در قناعت | مژه در خشم و لبها در شفاعت
بهر این در درونِ او جگر وش | بناز او از درونِ این جگر کش
درونِ یکدگر در رفته پنهان | نه قالب در میان گنجیده نی جان
دو آئینه گر از رسمِ خیالی | رود در یکدگر نبود محالی
دو شمع ارچه بوند از یکدگر دور | ولے پیوند یابد نور با نور
چو رفتندی دگر در خلوت آباد | شدندی با خیالِ یکدگر شاد
چو گشتند اندران دوری خیالے | ق ز گریه چون خیالی در زلالے
خیالِ یکدگر در بر گرفتند | ز مهرِ سینه ترکِ خور گرفتند
غم از تن خورد را رغبت برون برد | شکم را شعله از خونابِ دل مرد
کسے کش سوزِ معده در فروغ است | ز سوزِ دل سخن گوید دروغ است
چو داغی نیست چند از گفتِ ابتر | زبان دیگر زبانه هست دیگر

---

۵ ـ قناعت ع س۳ ب د = صناعت س۱ س۲ ح ح۲ ع۲ ـ کاد حاشیه ۶ ـ در درون س۱ س۲ س۳ ب ـ ح ح۲ د = درون ع ع۲ ۹ ـ با نور س۳ ب ح۲ = در نور ع ع۲ ح د ۱۲ ـ ترک خور ح ع۲ = ترک سر ع ح۲ ا ب

گرفتارِ شکم را ناں عزیز است — پرستارِ جسد را جاں عزیز است
کسے کو عزّتِ معشوق داند — کجا از نان و جانش یاد ماند
اسیرِ عاشقی را جاں چہ باشد — چو جاں گم شد حدیثِ ناں چہ باشد
درآں سینہ کہ گشت از جانِ خود سیر — بود برگ و تره پیکان و شمشیر
دو غمخوار از خورش بے نوش ماندہ — رُخ از خونِ جگر پر جوش ماندہ
خوری کاشام و خوردش نام کردند — جگر خوردند و خوں آشام کردند
گہے رفتی بسیرے لقمہ شاں زیر — کہ دیدندی جمالِ یکد گر سیر
غذائے روح چوں بردا شتی دل — شدی تن ہم بخوردِ خویش مائل
وگرنہ ہر خورش کاں پیش بودے — اگر حلوا بُدی حنظل نمودے
میانِ آں دو سروِ پائے در گل — پرستاراں بسے بودند یک دل
چہار از سوئے شہ پوشندۂ راز — چو راز سینہ با جاں گشتہ دمساز
ستادہ راست ہر چار اندریں فن — بسانِ چار عنصر عمدۂ تن
سہ بودند از کنیزانِ درونے — دریں رہ کردہ شہ را رہنمونے
یکے عزّت کہ او زاں راز داری — مشرّف شد بعزّ استواری
دوم کرنا کہ از نیکش خبر بود — ز بدچوں نیم نامِ خویش کر بود
سہ دیگر یاسمن خوشبو تر از آب — چو گُل کو گنجد اندر بسترِ خواب

۴ - برگ تره س۱ س۲ س۳ حہ ب د ع۱ = برگ و تره ع = برگ تر ب حہ۲ ۱۴ - از راز داری د ۱۶ - سہ دیگر یاسمن خوشبو تر س۱ س۲ س۳ حہ حہ۲ ع۲ ب د = سوم بُد یاسمین خوشتر ع

چهارم سوئے بیروں بندۂ خاص ز رحمت آیتے بر لوحِ اخلاص
بحسن خلق آئینی تمامش حسن خُلقی و احمد خواجہ نامش
شگرفی زیرکی و کاردانی برزم اندر دلی در بزم جانی
سواری چابکی کوگاہِ نخچیر دو آہو کشتی از یک چوبۂ تیر
فراواں خدمتِ شہزاد کردہ گہے چوگاں زدہ گہ زخم خوردہ
گہ و بیگاہ ازاں خورشیدِ پُر نور نبودہ ہمچو سایہ یکزماں دُور
چو خاں را در نہاں ہمدم ہمو بود دریں سودائے دل محرم ہمو بود
چو شہ رفتی ز خلوت خانہ بیروں بروں دادی ایں افسانہ بیروں
بروئے او تہی کردی دلِ پُر بگریہ غرق ہمچوں رشتۂ دُر
فشاندی جملہ غمہائے جگر خائے کہ باشد بہر غمہائے دگر جائے
اگرچہ آں چشمہ در بیروں کشیدن فزوں تر گشتی از افزوں کشیدن
چو آں چشمہ کہ در زادن در آید چو آب افزوں کشی افزوں تر آید
صنم ہم داشت پنہاں محرمے چار طریقِ محرمیت را سزاوار
یکے نرگس کہ گر خارے برہ دید زمیشِ نازنیں از دیدہ برچید

۲- بحسن و خلق س۲ ح د ایضاً بحسن خلق و احمد س۳ = حسن خلقی محمد ع۲ ۵- گوی خوردہ ک۳ حاشیہ ۷- درنہانی ہمدم او س۳ د = درجہاں ہمدم ہمو ب ۹- ہمچوں رشتہ دُر س۱ س۳ ح ب = ہمچوں رشتہ وز دُر س ع۲ ح۲ د = خون چوں رشتہ در دُر ع ۱۱- چشمہ س۱ س۲ س۳ ح ح د ع۲ = آب ع = چشم ح۲ ۱۲- خود آں چشمہ س۱ س۳ ع۲ ح ب ح۲ د = خوش آں چشمہ س۲ = چو آں چشمہ ع ایضاً افزوں تر آید س۱ س۲ س۳ ع۲ د ح۲ = بر آید ع ۱۳- محرم چار ع ح۲ ع۲ ۱۴- برچید س۱ س۲ س۳ ح ب ع۲ ح۲ د = می چید ع

دوم آں مشک ریزی کز سرِ ہوش خزیدہ ہمچو زلفش در بُنا گوش
سیوم لادی گرفتہ بر سرایں بار کہ در ہندیست لادی بار بردار
چہارم خواجہ کافورِ سرائے کہ بدچشم وفا را رُوشنائے
چو صِفر امین زعقد مختلف بود کہ سر حرفِ امانت چوں الف بود
گہ از گاہ او ہسم اندر رازِ مستور بگنجیدی چو در لوزینہ کافور
غرض آں محرماں در شام و شبگیر شدہ جاسوس چشم فتنہ چوں تیر
دروں سو راز جانہا داشتندی بروں پاسِ زبانہا داشتندی
بغمہا مونس دو یار جانی کہ بے مونس مبادا زندگانی
چہ خوش گفت ایں مثل یاری بیاری کہ ہر غم را بباید غمگساری
غم ارچہ بے عدد باشد چو باراں تواں خوردن بروئے غمگساراں
شود یک ذرّہ ریگے غرقِ دریا برد کوہی چو کشتی شد مُہیّا
چو یک سر باشد از باری ہراساں دو سر یکجا شود برگیرد آساں
چو باشد بے ستونے بر سرِ بام ستوں گر ہست زیرش گیرد آرام
غمِ کس ہر کسے را در نگیرد کہ مہماں زلہ غم بر نگیرد
نہ نقل غم چناں زیباست در خورد کہ از ہم صحبتاں تنہا تواں خورد

۴ - سر حرف س۱ س۲ س۳ ح ب ء د کا = بر حرف ع ۵ - گر از گر او ع۲ ح د = گہ دگاہ او س۳ س۱ = گہ دیگہ ب = گہ از کار او ع ۷ - راز جانہا س۱ س۲ س۳ ب ع۲ د ح۲ = سوز جانہا ع ۹ - آں مثل ب ع۱ ع د = ایں مثل س۳ ح۲ = گفتا مثل ح

کسے کیں تلخیش شیریں گوار است　　ہمہ زاں صحبتِ شیریں کہ یار است
درآسایش بسے باشند یاراں　　بغم کن آزمونِ دوستداراں

حکایت

بمہمانِ بزی شد کہنہ میشے　　بہ پہلو خارشی بر پشت ریشے
گرفت از سبزہ زارِ بزچناں نوش　　کہ کرد از فربہی سختی فراموش
بہ بز گفتی کہ پیشِ گرگ وقصّاب　　روم من بہرِ تو در آتش و آب
لبِ بز گشت تا گر سگ بدنداں　　بز آمد باز سوئے میش خنداں
ازاں خندیدن اندر گریہ شد میش　　کہ با او ہم کند سگ گرگیِ خویش
بہانہ کرد تا گریزد از وے　　کہ بر یاراں ازیناں خندہ تا کے
بسے میش است بز را یارِ جانی　　ولے در سبزہ نے در کارِ جانی
غرض القصّہ چوں بانوئے آفاق　　بپردہ بخت رازِ آں دو مشتاق
اشارت کرد تا خاصانِ درگاہ　　برند آں ماہ را زانجا شبانگاہ
بقصرِ لعل دارندش نہانے　　چنانکہ اندر خزینہ لعلِ کانے
چو عزمِ کار گشت آں حلقہ راجزم　　کمر بستند چوں حلقہ دراں عزم
در اندیشید بانو باز در دل　　صواب اندیش شد زاں راز در دل
کہ چوں پرّد تذرو مرغزارے　　بتا پاک اوفتد بازِ شکارے

---

۳ - حکایت بطریق تمثیل س۲ حج۲ = .س۳ ۴ - بہمانے س۳ ۵ - سبزہ زارش آں چناں ب الیضاً تخت س۳ ۱۲ - زیں جا س۲ ۱۶ - بطا پاک س۳

فسون دل که در جانش عمل کرد — عزیمت زان پری پیکر بدل کرد
بمنزل استقامت داد مه را — نکرد از زهره صفر آن جایگه را
ولے در عزم اوّل نیک خواهان — خبر بردند بر خورشید شاهان
که شه بانو بران عزم ست کامروز — ن — دهد پروانه کان شمع شب افروز
ز برج خاص برگیرد دل خویش — بقصر لعل سازد منزل خویش
بدانسان زان خبر شه بے خبر گشت — که در گشت و خرام از پائے در گشت
چو باز آمد بخویش آهی برآورد — که دود از زهره نکو خواهی برآورد
بدانسان نیست شد صبرش در آن درد — که شد نزدیک کز هستی شود فرد
چو در جیب خرد کم دید چاره — بزد دست و گریبان کرد پاره
بچاک جامه عاشق را مکن عیب — که اوّل جان شدش چاک آنگهی جیب
بدوری کے بود دل را صبوری — که دشمن را مبادا ز دوست دوری
مثل گر چوب و گر سنگ است و پولاد — شود گاه جدا کردن بفریاد
نه هر دم سخت ترزانهاست در پوست — که رنجی نبودش در دوری دوست
بر آنسان شه دریده جامه چون گل — خراب از خون دل نه از خوردن مل
پریشان حال و آب از دیده ریزان — چو مستان میگذشت افتان و خیزان
ملایک زان غم اندر بال کندن — فلک زین فتنه در زیور فگندن

۲- که کرد ب حج ع۲ د حج۲ = نکرد ع ۸- صبرش سر۲ حج ع۲ د = خبرش ع ۱۲- جدا کردن ح حج ع۲ د حج۲ = جدا بودن ع ۱۴- نزخوردن ح حج۲ = نه از حج ع۲ د = برخوردن ع

پریده جاں زتن دیو و پری را — نمانده تاب ماه و مشتری را
شه و شهزاده با چندیں رقیباں — دریده جامه دامن تا گریباں
گلش پژمرده و نرگس گهربار — چو شاخِ زعفرانش برگِ گلنار
هراں کاں تختهٔ حیرت فرو خواند — چو نقشِ تخته در حیرت فرو ماند
کسے آں حال پرسیدن نیارست — چه پرسیدن که خود دیدن نیارست
یکے از خاصگاں کش بود یارا — بپرسید از سرِ رفق و مدارا
که اے چشمِ جہاں را نورِ دیده — چو تو چشمِ جہاں نوری ندیده
چه حالست ایں و آں غم بر تنت چیست — شگافِ فتنه در پیراہنت چیست
کدامی خار دامانت گرفته است — کدامی غم گریبانت گرفته است
زگردِ کیست ایں بر دامنت خاک — زدستِ کیست ایں پیراہنت چاک
که تیزت دیده تا چشمش برآریم — که خارت خست تا تیغش گزاریم
ورت دل رفت جائے غیر مقدور — در آغوشت دهیم ار خود بود حور
شهِ دل خسته از بیمِ دو افسر — که باشندش بدولت هر دو بر سر
بصدق ایں ماجرا خواندن نیارست — غمِ دل بر زباں راندن نیارست

۲- رقیباں س۱ س۲ س۳ ب ه کا ع۱ د ح۲ = رفیقاں ع ح الیضاً تا دامن گریباں س۲
۴- هر آں کاں س۱ س۲ ح = هر آنکه اں ع۱ د ح۱ = هر انکو ع س۳ ب
۸- چه حالست وایں غم ب الیضاً شگافِ سینه ح کا ۱۱- خسته ح ب ه ۱۳- بوندش ه کا
= بادندش س۲ س۳ ب ه ع۲ ح۱ = باشندش ع

زبس کز شرم بے پایاں خجل بود | سخن را قلب زد زانچش بدل بود

بپاسخ گفت من از بانۂ قصر | ثنا بان میشدم سوئے شہ عصر

بود اندر ستایم جائے پرہیز | زد اندر پیرہن سنے نیزۂ تیز

دریں زخمی تو ہم خود منصفم باش | کہ با چوبی چہ یارم کرد پاداش

نیوشندہ کہ کرد ایں نکتہ در گوش | سخن را جان دید و ماند خاموش

اگرچہ ایں لمعہ زاول صبحدم داشت | ازاں خورشید دوم صدق پنداشت

وزاں پس بر طریق مہربانی | بے گفتش دعائے زندگانی

پس آنگاہش بگفت اے دیدۂ شاہ | زر دیت چشم بد را دیدہ کوتاہ

رسد گر چشم زخمی در جہالت | جہانی کور گردد در خیالت

اگر چشم تو کاے آتش براں نے ق | شدی خستہ عیاذاً باللہ از وے

فلک گر آں دو چشم افگار کردی | چساں با ما دو دیدہ چار کردی

فلک را گر کشید ندی ہمہ چشم | چناں بودی کہ پاداش گہر چشم

جہاں کس را ازیں بے دیدہ بودن | چگونہ رو توانستی نمودن

اگرچہ کوری دارد زمانہ | بماندی کور تر زیں جاودانہ

۱- قلبہ زد حہ ع۲ د ۲- کازۂ ء حہ۲ ۴- دریں زحمت س۳ = دریں زخمی س ع۲ د = دریں زخمہ حہ ب حہ۲ ح- منصفم باش س۲ س۳ ب حہ ع۲ د حہ۲ = منصفی باش ع ۶- زاول ع س۳ = اول س۲ حہ ب ع۲ د حہ۲ ایضاً صبح پنداشت س۳ حاشیہ ۱۱- ان دو چشم افگار س۲ ء ع ب = با دو چشمت خار س ع۲ د = با دو چشمت کار س۳ ایضاً دو چشمش چار س۳ ۱۳- جہاں س س۲ س۳ حہ ب د حہ۲ = چناں ع ع۲ ۱۴- بماندی س س۲ حہ ب ع۲ د = نماندی ع

چرا غفلت کنی زینگونه در خویش — که زینسان چشم زخمی آیدت پیش
چه گوئی اے فدا دوران دورت — حمل قربان کنم با جدی و ثورت
چه گردانم برائے عمرِ جاوید — بفرقت مشتری با ماه و خورشید
برایشان من خود این گردش چه سنجم — که میگردند خود بر فرقت انجم
سرِ لکیت بدینسان کار کرد است — ز خوابت گوئیا بیدار کرد است
که توشاهی چنان مگذر ز خسراماں — که گستاخی کند خارت بداماں
چنان کن این دم از نے نیزه پرهیز — که فردا ارد کنی صد نیزهٔ تیز
نصیحت گوئی زینسان در سخن بود — ولے حیثیت بکارِ خویشتن بود
چو جانش بے خبر بود اندران گشت — حدیثے چند ازو بشنید بگذشت
چو زانجا چند گامے پیشتر شد — بمشکوئ نشاطِ خویش در شد
پرستاران بخدمت در دویدند — لباسِ پان ازوے بر کشیدند
سلبهائے تُنک بردند در پیش — که در ناید بوصف از صفوتِ خویش
چو روئے ناخنش یکجا سر و بن — که گنجد صد گز اندر درزِ ناخن
چو پوشندش نمی باشد براندام — غلط کردم ز بادی بافته دام

۲- دوران و دورت حج۱ ۳- با ماه س۲ حج ب ع۲ د ۴- برایشان س۳ حج ب ع۱ د = پریشان حج۲ = بدیسان س۲ ی = برافسان کا = برانیان ع ۷- وے س۲ س۳ حج ی عا حج۱ = دل س ب د ع۲ ۱۱- برکشیدند س۲ س۳ ب ع۲ د حج۲ = درکشیدند ع حج ۱۳- یکسان س۲ س۳ حج ی = یکجا س ب د ع۲ حج۲ ۱۴- تاری بافته س ع۱ د حج۲

بداں نمود میلے خانِ اعظم — کزاں جامہ تنک دل تر بُد از غم
بتن پوشید کتّانی چو مہتاب — تُنک بر برگِ گُل شد قطرۂ آب
چو شہ تشریفِ رسوائے بَدَل کرد — بدِلہا داغِ آں کسوت عمل کرد
زبس کاں ہر ہمہ دلہائے غمناک — شد از غم چاک چوں آں جامہ چاک
ازآں ساں کسوتِ رفتہ زساماں — ق — کہ بود از مہرِ صبحی چاک داماں
ہمہ کردند پان پان تقسیم — چو نانِ نیک مرداں بہرِ تعظیم
نہ آں پان بجائے بند کردند — کہ جانِ پارہ را پیوند کردند
چو از جاں پان بود آں پانِ چند — ز جانی ہم بجانی یافت پیوند
ازاں پس آگہی دادند شہ را — کہ در منزل ثباتے ہست مہ را
دولرانی کہ میشد در دِگر قصر — توقف داشت آنرا با نوئے عصر
خضر گو غم مخور کاشوب جاں نیست — ہنوز آں چشمۂ حیواں رواں نیست
گرفتارِ دل ارآم از دروں یافت — چو جاں ساکن شدش دل ہم سکوں یافت
چو بازآمد ز رفتن سروِ آزاد — نہالِ ملک را در سر شد آں باد
کہ گُل چیند بہارِ خویشتن را — ببوسد غنچۂ کوچک دہن را
نہانی بلبلے را داد پیغام — کہ رَو چوں باد سوئے آں گل اندام

۱- تنک دل تر بد س۲ ح ب ع۱ د ح۲ = تنک تر بود س۳ = تنک تر دل بد ع
۴- زغم شد ح ۵- بساماں ح کا ب ۸- پان بد ب ۱۱- جاں ہست- رواں ہست ح
۱۳- درجان شد ب ح د ع۱ د = برسر شد س۳ ۱۴- بپرسد ب

بگوش از من که اے شمعِ دلِ من　　ز تو سوز و گدازی حاصلِ من
تو گر نادانی و عالم ندیده　　گلے از باغِ عالم برنچیده
ز من بشنو که خوئے آسماں چیست　　بکارے کاسماں میگردد آں چیست
ز بهرِ آنست ایں گردنده پرکار　　که یاری را جدا گرداند از یار
کجا باهم دو تن را داد پیوند　　که از هم باز شاں دوری نیفگند
چو حال اینست آں به کادمی زاد　　دمی باشد بروئے دوستاں شاد
دهد از روئے یاراں دیده را نور　　زمانی نبود از همصحبتاں دور
چو خواهد عاقبت بودن جدائی　　غنیمت داشت باید آشنائی
بیا اے بے تو روزِ من شبِ تار　ق　که چوں شبهائے دوری رفت بسیار
بروز آریم بر رویِ تو یک شب　　نخفتت پائے بوسیم آنگهے لب
بجلوائی لبت انگشت یازیم　　مگس گردیم گرچه شاه بازیم
سراپا گم شده سویت شتابیم　　شومیت ذرّه هرچند آفتابیم
بگردِ شکّرت در شور گردیم　　سلیمانیم و پیشت مور گردیم
جوابی ده که امیدش یار باشد　　امیدم را کلیدِ کار باشد
چو گلرخ را رسید ایں مژدهٔ دوست　　نگنجید از طرب چوں غنچه در پوست

۱- بگوش س[1] س[2] س[3] حج ع[1] د حج[2] = بگو ع ۲- وانچیده ح حج س ع[2] د ۸- دیدن جدائی ب ۹- رفته بسیار س حج[2] ی ۱۱- یازیم حج ی = تازیم ع[2] د = بازیم ع حج = سازیم ح ۱۵- آں مژده س[1] س[2] س[3] حج ع[1] د = ایں مژده ع ب حج[2]

خود او آں عیشِ جاں افروز میخواست　　بخواہش ہر شبے آں روز میخواست
لبش در خندہ شد زاں لذّتِ کام　　بدل صبرش نماند و در تن آرام
براں شد کز پے مہمان خود را　　بہ آوردن فرستد جانِ خود را
بپاسخ گفت محرم را کہ رو باز　　برفتن جانِ من با خود کن انباز
دراں خدمت ببوس از من زمیں را　　فشاں بر دیدہ آں مسند نشیں را
ز راہِ مردمی سوئے من آرش　　نشاندہ بر دو چشمِ روشن آرش
وگر دارد ز چشمِ چوں توئی عار　　بہ ایں دیدہ زیرِ پائے او دار
وگر از دیدۂ من ہم کند ننگ　　ق　بہ پشتِ پا بروں انداز داں سنگ
ازیں بہتر ندارم فرش راہش　　چو پا در ننہد عذرے بخواہش
دلم آنجاست کو آں مہر جو را　　کہ در ہر گام بوسد پائے او را
پس آں وعدہ طلب را شد رضا کوش　　زعینِ وعدہ کردش حلقہ در گوش
کہ چوں بیند فلاں شب عنبر ناب　　در آید شہر گنجِ ما چو مہتاب
فرستادہ بدیں میعادِ دلکش　　بطاعت گاہِ فرماں باز شد خوش
طرب زاں گونہ بر شاہ استلم کرد　　کہ پا افزا جستِ و پائے گم کرد
بداں دل شد زجانِ ناشکیبا　　کہ بیچید نطعِ مہلت را چو دیبا

١- خود او آں س۲ س۳ حج ع۲ د = خود آں م ع ہم - با خود کن س۳ حج ی ع۲ د حج۲ = کن با خود ع
٨- ایں سنگ س۳ ع۲ د حج۲ = آں سنگ حج ب ع ١١- آں وعدہ س۳ حج ب ع۲ د حج۲ = از وعدہ ع
١٤- پا افزا ر ب حج حج۲ = پا افزا ع۲ د ١٥- زجاناں س۲ -

وگر ممکن بود در حال چون باد | ز جا بجهد فتد بر روزِ میعاد
چه کوهِ غم نهاد اندر دلِ تنگ | که خود را چند روزی داشت با سنگ
کجا دیوانه را سنگ باشد | که زو تا صبر صد فرسنگ باشد
چو آب از تشنه باشد تیر پرتاب | بیاشامد زمین را تشنه چون آب
چو بازرگان که با سودِ مهیا | نماید شربتِ آبش دریا
چو در پیچد مهلت را زمانه | وگر عذرے نماند اندر میانه
دگربان بحکمِ عهد و پیمان | سوئے بلقیس شد مرغِ سلیمان
صنم خود بود مانده چشم در راه | که تا در چشم او کی ره کند شاه
فرستاده ز دولت زندگی سخت | نوید میهمانی برد بر تخت
سبب تو شد طربهائے نهان را | بهانه جمله باقی شد جهان را
شرابِ خوشدلی در داد ساقی | نماند از شادمانی هیچ باقی
بدین شادی بیا اے چنگیِ خاص | بچنگِ خویشتن کن زخمه رقاص
چنان گو این غزل از جانبِ شاه | که پا کوبان خرامد جانبِ ماه

غزل از زبان عاشق

۱ من امشب میهمانِ جانِ خویشم | چو هست او جانِ من مهمانِ خویشم

۱- در روز میعاد ۲ ح کا ع د = بر روز ۳ ب ء ح ۲ ۲- چو کوه ب ء ح ۲ ایضاً با سنگ ۲ ح ب ع د
۳- دیوانه را سنگ ۲ ۳ ح ب ء کا ع د ح = دیوانه را آن سنگ ع ۵- یا سود ج ح ع د ح
= از سود ب ع ۱۰- باقی شد ۲ ۳ ح ب ء کا ع د ح = شد باقی ع

غلط کردم نوید من زجا ئیست | کہ جاں آنجا زمیں روب سرائیست
بمیر اے آفتاب امشب تہ چاہ | کہ من شب زندہ خواہم داشت باماہ
نفس گر خود ز عیسیٰ وام بردی | گر امشب دم زدی اے صبح مردی
شب و روز از تو ناخوش بودم اے غم | چو تو رفتی ستیزے خوشش رو زمن ہم
من و آں شربت امیدم امشب | من و آں چشمۂ خورشیدم امشب
گہے میرم ز نیش چشم غمّاز | گہے از نوش لب زندہ شوم باز
گہے در سیب سیمیں دست یازم | گہے با زلف مشکیں عشق بازم
چو ہست اندر دل تنگ آں دل آرای | ق | اگر تنگ آید از بس تنگی جائے
دہم در چشم خویشش جائے آرام | چو مغزے کو بود در عین بادام
ہمہ شب زد نشاط و ناز خواہم | دہم بوسہ بوام و باز خواہم
بگو اے باد آں سرو رواں را | کہ استقبال کن بخت جواں را
نباید از خیال خویشش کم بود | کہ دور از من نیارد نیم دم بود
ولیک از تو نخواہم آمدن پیش | کہ گل مستور بہ در غنچۂ خویش
چو بویت با صبا صحرا خرام است | ہماں بویت کہ پیش آید تمام است
اگرچہ از بوئے تو ہم دل بداغ است | کہ راہش با صبا در ہر دماغ است

۴۔ ناخوش بودم س، ب حج ع د = ناخوشنودم س = ناخشنودم حج = ناخوش بود ع ۷۔ بازیم س = تازم ع د
۱۱۔ کن سرو جوانرا س د کا ۱۵۔ اگرچہ از بوئے تو ہم دل بداغ حج = اگرچہ از بوئے تو دل ہم بداغ س ب د
= اگرچہ از بوئے تو دل با چراغ ع = اگر از بوئے تو ہم دل بداغ ع

ولے تا چند دل در خوں تواں داشت — کہ بوئے مشک و گل نتواں نہاں داشت

چہ آرم یادگارِ خدمتِ خاص — نمیدانم متاعی بہ ز اخلاص

ہمیں تحفہ غمت شد نزدِ من بس — بیاراں تحفۂ غم چوں برد کس

ولیکن چو نتوام تُرتُرے کشی پیش — میاری یادگارے جز غمِ خویش

چو بربط زن زد ایں خوش نغمہ در رود — زچوبِ خشک داد آبی وامرود

نوا سازِ دگر رودے دگر ساخت — بپاسخ زایں نوائے نغز بنواخت

پاسخ از لبِ معشوق

بشارت میدہد بختِ بلندم — کہ من امروز بر روئے سپندم

زمانہ دولتم را کارساز است — نشانِ رفعتم را سرفراز است

جہاں می بندم پیرایۂ ناز — وفا می بیزدم در پردۂ راز

سعادت میکشد شانہ بمویم — سپہر آئینہ میدارد برویم

دو زلفم فتنہا را میدہد خیز — دو چشمِ غمزہا را میکند تیز

بشادی میخورد جانم غمِ امروز — ہم از شادیست چشمم را نم امروز

مبارک می پرد چشمِ سیاہم — مگر خواہد نمودن روئے شاہم

۴- یارم ب ہم- چو نتوام ترلے کشی س۲ ح ب د = گر توام ترلے کشی س۳ ء ح = چو توئے ترلے کشی س ع۲ = گر توام منزل کش ع ۵- ابی و امرود س س۲ س۳ ء کا ح د ح۲ = ابی وافزود ع ۸- برروییت س۲ س۳ د ۱۰- جہاں س س۲ س۳ ب ح ع۲ د ح۲ = جناں ع الضاً می بیزدم س س۳ ح ع۲ د ح۲ = می داردم س۲ س۳ حاشیہ = می بیندم ب = می پرورم ع ۱۱- میکند س س۲ س۳ ح ح۲ ب ء ع۲ د = میکشد کا ع

بیارید از فلک گلگونهٔ نور | بخواهید از بهشتم زیورِ حور
که ما را روئے می‌یابد زیاری | که با او جان و دل را هست کاری
اگر بُد تیره شبهائے جدائی | رسید اینک زمانِ روشنائی
بیا اے چشمِ دولت روشن از تو | که گردد حجرهٔ من گلشن از تو
چو هست این دیده بهرِ خاکِ آن پائے | بدین منصب ندادم سرمه را جائے
کنون شد وقتِ آن کائے خراماں | نوازی دیده را زاں گردِ داماں
زجاں خواهم باستقبالت آیم | ولے در قیدِ مستوریست پایم
مرادا این عصمت دور از انبوه | بسے سنگیں تر است از دامنِ کوه
کسے کش دامنِ کوهست برپائے | زجا گر کوه جنبد جنبد از جائے
ولے جاں میفرستم پائے کوباں | باستقبالِ پایت خاک روباں
همیں جاں را بساطِ راهِ خود کن | براں پا نه گزر بر راهِ خود کن
اگر جاں گرددم پامالِ غم چیست | تو باقی ماں که من خواهم بتو زیست
بقائے خواهمت کز هیچ سانی | نباشی بے دولرانی زمانی

صفت ماهتابی که پیش او مهرِ روشن پردهٔ ابرِ حیا بر رو کشیده

شبے داده جهاں را زیورِ روز | همے چوں آفتابِ عالم افروز

۱- بجویید از بهشتم ح ۲- می یابد س۲ ح۲-
۵- بدیں س۳ ح ح۲ = بریں ع ع۲ د ب س۱ س۲-

فلک نوری که گرد آورده از مهر — ازان گلگونه کرده ماه را چهر
نموده آفتاب آسمان قدر — جمالِ خویش در آیینهٔ بدر
مهی خورشید وام از نورِ جاوید — دو چندان باز داده وام خورشید
بتان زیر نورِ آسمان پوش — میانِ نوعروسان پرنیان پوش
رخِ هفت اختر اندر هفت پرده — بحسن آرایشِ هر هفت کرده
وبالِ اختران نابود گشته — زحل چون مشتری مسعود گشته
فگنده تیغ کین مریخِ خونریز — عطارد کرده در شعری قلم تیز
ذنب را چرخ میمون کرده تسدیس — ز حسنِ زهره حال آورده برجیس
فلک دل بسته در بیدل نوازی — کواکب یکدگر در عشق بازی
بخوابِ خوش جهانی آرمیده — ازین خوشتر جهان خوابی ندیده
زمستان و هوای آنکه مشتاق — نباشد یک نفس از جفتِ خود طاق
قصب پوشی که بر یاری رسیده — ببر چون مشک اندر نی خزیده
بر آتش دستها در کوی و منزل — چو مشتاقی که دارد دست بر دل
بزرگان قاقم و سنجاب بر دوش — فرودستان چو روبه پوستین پوش
چو گل زردار در خز کرده درتشز — برهنه مفلسان چون در خزان رز

۲ـ نموده س ۱ سا ۲ حج ۳ اب ف ه = نمودی ع ۲ = نمفت ع ۳ـ مه خورشید نور از وام جاوید ب
۴ـ زیر نور س ۱ سا ۲ حج ب ا ف ه حج ۲ = زیور نور ع ۲ ا ایضاً بتان ۱ سا ۲ ب ف حج ع ۲ د حج ۳ = نوعروسان ع
۹ـ بیدل نوازی س ا حج ع ۲ د ف حج ۲ = پی دلنوازی ع ۲ ا ایضاً با هم اندر ۳ حاشیه

فشان روز در شبهاے دیجور — چو در در پاے ظلمت چشمهٔ نور
دران شب کز فروغ سبز گلشن ق — زمانه بود چون دریاے روشن
نهانی وعده محکم گشت خان را — که باهم یک تنی باشد دو جان را
همان شب ز اتفاق بخت ناگاه — طلب شد شاه با نور را بدرگاه
شد آن ستون عصمت بر آسوده — بمسند کرده همسر بندگی روے
ازین سو یافت فرصت عاشق مست — خضرخان کآب خضر آرد فرادست
به بے صبری شده زان شمع سرکش — چو پروانه که پاکوبد بر آتش
نه دل بر جا که غم را پاے دارد — نه صبر آنکه دل بر جاے دارد
پرستاران محرم نیز زین درد — دمیده در چراغ جان دم سرد
زمانه بسکه عزت زار گشته — تن جان عزیزش خوار گشته
کبودی یافته رخ یاسمین را — ز حسرت بر زمین سوده جبین را
دم کرنا گره بر بسته در ناے — بزاری دمبدم نالان چو کرناے
بسوز دل دران تابنده مهتاب — ز دوری تافته شمع جهان تاب
همه تن مهر بود آن شمع پرنور — اگر شد تافته هم بود معذور
نزد دم دزد در مهتاب چون شیر — چو خود مهتاب رهزن شد چه تدبیر
اگرچه کاهش مه روشنش بود — ولے مهتاب بر دشمن فزونش بود

۵ - برانسوے ۲ ح ۹ - خان ب ۶ ۱۲ - دگر کرانسے ۲ ج د ع ۳ ۱۳ - یافته سا ب ۶
۱۶ - مه بر نقش ۲

چناں میخواست رفتن جانبِ ماه | کزاں عقرب وشتے کم گردد آگاه
چو دُختِ الپ خاں بُد جفتِ ایں طاق | برادرزادۀ بانوئے آفاق
کہ گر در حضرتِ بانوئے معصوم | ق | شود رمزی ازاں دیباچہ معلوم
کند عونِ برادرزادۀ خویش | شود آزردہ از فرزندِ دل ریش
دہد دوری فزوں تر ہمدماں را | بود بیم سیاست محرماں را
وزآں سو چشم درماندہ دلبند | کہ یارب کے بچشم آید خداوند
بخود میگفت گشت ایں ماہتابم | کہ شب رفت و نیامد آفتابم
پرستارانِ او نیز اندریں غم | چو مرغِ گندہ پر افتادہ پرکم
نشستہ نرگسِ پژمردہ بیمار | بہ مخموری و صفرا زرد رخسار
ستادہ مشک ریزاز دیدہ خونریز | جگر در دل چو مشکِ قلب آمیز
دراں مہتاب روشن خان بے صبر | ہمی جست آسماں را پارہ ابر
بدردِ دل تمنّائے ہمی پخت | بسوزِ سینہ سودائے ہمی پخت
نیازی از دلِ شوریدہ میکرد | دعا میخواند و آبِ دیدہ میکرد
ازاں جا کآہِ عاشق فتحِ درہاست | نیازِ دردمنداں را اثرہاست
یکے عاشق دگر صاحب سعادت | دُعایش در رود بالا بعادت

٢- آں طاق س۳ ٦- دراں سو س۳ جھ ٧- گشت س۳ جھ ب د = گشت ع ٩- نرگس س ع۲ د ایضاً و صفرا س۳ جھ ع د جھ۲ = صفرا س ع۲ ١٠- قلبہ آمیز ب ع۲ د = عنبر امیز س۳ ١١- خان بے صبر ب د = جان بے صبر ع ١٣- آب دیدہ میکرد س۳ ع جھ = آب از دیدہ میکرد جھ۲ د ع = آبِ دیدہ میخورد ب

قبول افتاد در حضرت نیازش ... بکام دل شد اختر کارسازش
برآمد تیره ابری ناگہ از غیب ... ہمہ گلہائے انجم کرده در جیب
گرفت از پیش گردوں پرده داری ... نہاں شد ماه در شبگوں عماری
چناں میجست برق از بام افلاک ... کہ بودش بیم افتادن سوئے خاک
چناں گیتی در ابر و باد شد گم ... کہ چوں خس مے پرید از باد مردم
قیامت بود گیتی جملہ تاریک ... قرانِ آفتاب و ماه نزدیک
کہ ومہ گرچہ بود آں شب ہراساں ... ہمی بالیست خاں را ہم بدانساں
بجائے خویش بالش را ببستر ... نمونہ کرد و پوشیدش بچادر
سزائے چار بالش مسند آرائے ... یکے بالش نگر چوں داردش جائے
بجائے سرو چوں جا کرد بالش ... ز بالش خاست سرو نو نہالش
کنیزے پاسباں را کرد بر راه ... ق ... کہ گر آید کسے از بانوئے شاه
بگوئی کاین است آں بختِ بیدار ... بخوابِ خوش چہ بیداراں خبردار
خود آری اہل دولت را ز ہر باب ... بمعنی عینِ بیداری بود خواب
نہ بینی تیغِ سلطاں خفتہ در ناز ... از و درہائے امن وایمنی باز
بخسپد گرچہ غافل شیر در دشت ... نیارد دام و دد پیرامنش گشت

۱- اختر س۲ س۳ حج ع۱ د = آختر ع حج۲ ۵- چناں گیتی س۱ حج۱ = جہاں گفتی حج ع۲ ع د ایضاً می پرد حج ع۱ ع د ۷- گرچہ س۱ س۳ حج ب ع۲ د حج۱ = ہرچہ ع ۹- نگر س۳ کا = نگہ ب ۶ حج ع۱ د ۱۴- خود آری اہل س۳ حج۱ = چو داری بخت د حج د ع ایضاً اصل بیداری حج س۲ ب = اہل بیداری ع۲ د

چناں کرد ایں وصیت پاسباں را
بپایاں کار خود خوش کرد جاں را

دراں ظلمات شد عزم نہانی
خضر را سوئے آب زندگانی

نبود اندر سیاہی راہ پیدا
نہ روشن کوکب و نے ماہ پیدا

نہ از پا اندریں رہ بلکہ از فرق
رواں شد سوختہ در پرتو برق

چو آں نزدیک برق گیتی افروز
کہ از پردہ بروں آمد زمیں سوز

نبد چوں برق را پروائے دیگر
فتاد آناً ز آنجا جائے دیگر

ہمی کرد ابر ہم گریہ بزاری
براں دریا دلی و بیقراری

چو گریہ ابر بود از خلق خالی
کہ ہست آں عاشقی و بلکہ خالی

ولے آنکو گرفت راست جائے
شناسد کابر ہم دارد ہوائے

چو عاشق در رسید آنجا کہ دل خواست
بخلوت وعدہ یاد خواہ شد راست

از آں سو در رسید آں دلستاں نیز
بہار تازہ و سرو جواں نیز

گل کرتہ سبز دستش بود چندے
دہان ہر گلے در نیم خندے

گل و باری نباشد سرو را بار
عجب سرسبز گلو آوردہ گل بار

نہ تنہا بوئے گل بود آں ز گلزار
کہ با آں بود بوئے یار ہم یار

چو آں بود در دماغ خاں درون رفت
نسیم جاں بخش جاں درون رفت

---

۲ م کو یکے نسخہ ھ ـ بعد سرخ ب ۱۱ ـ از آنجا سے ع ۱۴ ـ گل کرتہ ع ۲ د ا ایضاً ہر یکے سا
۳ نسخہ ج ۱۳ ـ باری سے ۳ ع ۲ ایضاً بود آوردہ گل بار سے جب ع ۲ د = آوردہ گلی بار
ع = بار آرد گل و بار ۳ = بر آوردہ گلبار

چو زنبوران گل زان بوی شد مست | بدان نزدیک کافتد چون گل از دست
چو در نخچیرگه وحشد جوان شیر ق | که بر نخچیر شیر افگن شود چیر
ستونی بود شد تکیه برانش | برو زد تکیه جان دلستانش
نه اسباب صبوری مانده جان را | نه یارای سخن گفتن زبان را
ستاده هر دو چون دو سرو نوخیز | بیکدیگر نظرها داشته تیز
دو دیده چار گشته گاه دیدار | بدیدن زیر منت مانده هر چار
دو همدم در دو چشم یکدگر نور | چو دو دیده بیکجا و ز هم دور
دو سیاره قران کرده بیک برج | ز هم بی بهره چون دو در بیک درج
دو طاوس جوان باهم رسیده | ولی طاوس هر دو پر بریده
دو گلبن در یکی گلشن شکر خند | ببوی یکدگر از دور خرسند
دو شمع شکر افشان شب افروز | ز سوز یکدگر افتاده در سوز
دو بیدل روبرو آورده مشتاق | نظرها جفت و دلها جفت و تن طاق
بتاراج طبیعت حیرت و شرم | کجا بازار رعنائی شود گرم
قوی گشته ز حیرت عشق را حال | قوی دستان شهوت گشته پامال
عجب حالی زلال از چشمه جسته | جگرها تشنه لبها مهر بسته

۱ـ بدان س۱ س۲ س۳ ب ح۱ = بران ح ح ع۲ د م ـ مانده خان را ح۹ ـ منت گشته ب

۱۱ـ شب افروز ح۲ د = در شب و روز س ب ع۲ ۱۴ ـ بحیرت ب

کمان دارانِ رغبت تیر در شست | نه امکانِ زدن بر آهوی مست
هوای دل همیکرد از درون جوش | تحیر بانگ بر میزد که خاموش
جوان شیری ز کارِ خویش خندان | که صیدش پیش واو بر بسته دندان
هوس دل را بجان مشغول کرده | غرض را از عمل معزول کرده
ازین سو ایستاده عاشقِ زار | درون رفته بوهم اندر دلِ یار
بمعنی گرچه بود اندر دل دوست | بصورت می ندید از دوست جز پوست
در آن بیهوشیِ کش زار می کشت | رمیده خونش از رو آبش از پشت
تنش را با چنان زور و دلیری | گسسته عشق بازوهای شیری
بلی نازِ غزالانِ قصب پوش | دهد شیر افگنان را خوابِ خرگوش
چو مرغی بست دل در سبزیِ شاخ | پریدن پیش ممکن نیست گستاخ
چو چشمی سرخ شد در لاله رنگی | عجب نبود گر آید پا بسنگی
وز آنسو نازنین با جانِ پرجوش | ز حیرت ناز را کرده فراموش
نه زلفش را کمندِ فتنه در پیچ | نه تندی در کمانِ ابروش هیچ
شده مسکین وجود تندخیزش | ولی میداد هر دم مشک ریزش
کسی کو بیدلست و مبتلا هم | بدل دادن کجا گردد فراهم

۱- آهوی مست س۳ ح ج ب ع۲ د ح۲ = آهوان مست ع ۴- را دل بجان س۳ = دل را بجان س۲ ح ج ب د ح۲ = داری بجان س ع۲ د حاشیه ۹- بیکی ناز ح ج د ح۲ ب ۱۰- سبزۀ شاخ ب ۱۴- سست خیزش ب

چو عزّت دید کارِ هر دو دشوار　　بدل گفت این نشاید داشتن خوار
اگر در قُرّة العینِ شهنشاه　ق　معاذ الله که یابد چشمِ بد راه
اگر صد جان ما گردد سپندش　　کجا باشد از آن پس شو و مندش
بدین اندیشه دستِ عاشقِ زار　　گرفت و بُرد و بنشاندش بر یار
هنوز آن جُرّه را کم بود سامان　　که یازد دست در کبکِ خرامان
کمالِ دوستی باشد به بنیاد　　که از شهوت نیاید مرد را یاد
چو نبود دامنِ عصمت نمازی　　هوس بازیست آن نی عشق بازی
به بزم خسرو از شیرین سخن پرس　　خراشِ کوهکن از کوهکن پرس
نشسته هر دو دلدار و فا جوی　　چو دو آئینه باهم روی در روی
خیالِ این درو گشته پدیدار　　جمالِ او درین بنموده دیدار
دلِ شیر ژیان تا قوّتی داشت　　عنانِ شیری از سر پنجه نگذاشت
چو طاقت طاق شد در سینهٔ چاک　　به بیهوشی فرو غلطید در خاک
چو اُفتاد آن نهالِ تازه و تر　　صنم خود بود شاخِ سبزِ بی بر
سر اندر پای خضرِ نازنین سود　　ز سودای خضر صفرااش بر بود

۲- که گر س۳ ۳- کجا باشد س۱ س۲ س۳ حج ب ع۱ د = گرد و ع حج۲ ۶- کمال آن دوستی س۱ ع۲ د = کمالِ دوستی ع س۲ س۳ ب حج حج۲ ایضاً نباشد ب ۷- بازی بود نی ع۲ = بازیست نی آن ب ۱۱- طاقتی س۳ ۱۲- بر خاک س۱ س۳ حج۲ ۱۳- شاخی س۱ حج۲ د- سبز و بی بر س۱ حج د ۱۴- بر بود س۱ س۲ س۳ حج۲ ع۲ = افزود ع حج ب د

پرستاراں چو چشم آشو فگندند — بناخن روئے و ز سر موئے کندند
ز ہول اندر پریشانی فتادند — ز چشم اشکِ پشیمانی کشادند
پرید از بادِ ہیبت جانِ ایشاں — بہ بست از بیخودی وندانِ ایشاں
نمودند اندر آں حالت شتابی — زدند آں سبزۂ و گل را گلابی
چہ نالش ہا کہ کردند اندراں سخت — کہ تا بیدار گشت ایں دولت و بخت
چو زاں صفرا دمی ہشیار گشتند — ہماں غم را دگر غمخوار گشتند
شدہ ہر دو بحالِ خویشتن گم — کہ چوں گردد ازیناں حال مردم
کنیزاں را ہم آمد جاں بہ تن باز — کہ بد ہر یک زباں بستہ دہن باز
بدیناں تا گذشت از شب دو پاسے — بنود از کام دل جاں را سپاسے
پس اہل راز کردند اندراں جہد — کہ مہدی باز گردد جانبِ مہد
پریوش جامۂ ابریشمیں داشت — کبوتر دامِ عنقا درکمیں داشت
ازاں سر پردۂ ابریشمیں ساز — بگوشِ خاں چناں می آمد آواز
کہ جاں از بہرِ شادی جائے میرفت — دل از بس شادمانی پائے میکوفت
چناں بود آں پتولہ گرچہ دل بند — ق — کہ جانِ پارہ بتواں کرد پیوند

---

۶ ہشیار س ۳ ح ع ۲ ب د ح ۲ = بیدار ع ۷ بکار س ۲ ر ۳ ح ع ۲ ب د ح ۲ = بحال ع ۹ دو تا بے ۱۲ ازیں جامہ ب ایضاً خان چناں ح ۲ ء = جانِ خاں کا = جاں چناں ح ع ۲ د ع
۱۴ جانِ پارہ بتواں س ۳ ع ۲ ب ء کا = با جان پارہ بتواں ۲ ح ح ۲ د = با جانِ پارہ نتواں ع

ولے چوں شو بسو آواز می کرد / برونِ پردہ کشفِ راز می کرد
ببازی گفت عاشق نازنیں را / چہ کردی خاص غمّازی چنیں را
ہمہ جا پردہ سترِ راز باشد / نشاید پردہ کاں غمّاز باشد
بقولہ کاں سخن گوید لب لب / برائے جانِ من پوشیدی امشب
کہ گر گفتارِ او را بشنود کس / حکایت چوں تواں پوشید ازاں پس
عبارت کردہ ام زینگونہ عنبری / بروں نفگند عاشق جنبہ برفری
درآندم کاں دو بیخود روبرو بود / زبانہا را چہ جائے گفت وگو بود
بسوز سینہ دو یارِ وفادار / وداعِ یکدگر کردند ناچار
ز دل بر چہرہ خوں انداز گشتند / پس از ہم دیدہ پُر خوں باز گشتند
جگر پر خوں و جانہا پر ہوس بود / قدم میرفت و روہا باز پس بود
خضر گوئی کہ اسکندر ہوس گشت / کہ تشنہ ز آبِ حیواں باز پس گشت
چو روزی را تبا شد روزِ ہنگام / رسیدہ باز گردد لقمہ از کام
کسے کش چرخ فردا بہرہ کرد / کجاش امروز باشد بہرہ خورد
دو کوکب را چو رجعت شد بمنزل / ز چشم ہر دو پرویں ریز شد دل
سراسر دردہائے کہنہ نو شد / دل و جانِ گرو از سر گرو شد
بروں زد سیلِ درد از چشمہا سخت / صبوری را بطوفاں غرق شد رخت

۱- برونِ پردہ س۲ س۳ ج ب ج۲ د = بروں از پردہ س ع۲ د ح ۶- کردم ایں زینگونہ س ب د ع۲ د ج ۱۳- زہرہ خورد س۳ حاشیہ ۱۵- دلِ جاناں ب

پرستاراں چو چشم آنسو فگندند | بناخن روئے وز سر موئے کندند
زہول اندر پریشانی فتادند | ز چشم اشکِ پشیمانی کشادند
پریدا ز بادِ ہیبت جانِ ایشاں | بہ بست از بیخودی دندانِ ایشاں
نمودند اندراں حالت شتابی | زدند آں سبزہ و گل را گلابی
چہ نالش ہا کہ کردند اندراں سخت | کہ تا بیدار گشت ایں دولت و بخت
چو زاں صفرا دمی ہشیار گشتند | ہماں غم را دگر غمخوار گشتند
شدہ ہر دو بحالِ خویشتن گم | کہ چوں گردد ازینساں حال ہردم
کنیزاں را ہم آمد جاں بہ تن باز | کہ بُد ہر یک زباں بستہ دہن باز
بدینساں تا گذشت از شب دو پاسے | بنود از کامِ دل جاں را سپاسے
پس اہلِ راز کردند اندراں جہد | کہ مہدی باز گردد جانبِ عہد
پریوش جامۂ ابریشمیں داشت | کبوتر دامِ عنقا در کمیں داشت
ازاں سر پردۂ ابریشمیں ساز | بگوشِ خاں چناں می آمد آواز
کہ جاں از بہرِ شادی جائے میرفت | دل از بس شادمانی پائے میکوفت
چناں بود آں بتولہ گرچہ دل بند ق | کہ جانِ پارہ بتواں کرد پیوند

---

۶ ـ ہشیار سر ۳ حج ع ۱ ب د حج ۲ = بیدار ع ۷ ـ بکار سر ۲ سر ۳ حج ع ۲ ب د حج ۱ = بجال ع ۹ ـ دو تا
پیہ ۱۲ ـ ازیں جامہ ب ایضاً خان چناں حج ۱ ۂ = جانِ خاں کا = جاں چناں حج ع ۲ د ع
۱۴ ـ جانِ پارہ بتواں سر ۳ ع ۲ ب ۂ کا = با جان پارہ بتواں سر ۲ حج حج ۲ د = با جان پارہ
نتواں ع

ولے چوں شو بسو آواز می کرد   برونِ پردہ کشفِ راز می کرد
ببازی گفت عاشق نازنیں را   چہ کردی خاص غمّازی چنیں را
ہمہ جا پردہ ستر راز باشد   نشاید پردہ کاں غمّاز باشد
بقولہ کاں سخن گوید لب لب   برائے جانِ من پوشیدی امشب
کہ گر گفتار او را بشنود کس   حکایت چوں تواں پوشید از ان پس
عبارت کردہ ام زینگونہ غمزی   برون نفگند عاشق جز برمزی
درآندم کاں دو بیخود روبرو بود   زبانہا را چہ جائے گفت و گو بود
بسوز سینہ دو یارِ وفادار   وداعِ یکدگر کردند ناچار
ز دل بر چہرہ خوں انداز گشتند   پس از ہم دیدہ پر خوں باز گشتند
جگر پر خوں و جانہا پر ہوس بود   قدم میرفت و روہا باز پس بود
خضر گوئی کہ اسکندر ہوس گشت   کہ تشنہ ز آبِ حیواں باز پس گشت
چو روزی را نبا شد روز ہنگام   رسیدہ باز گردد لقمہ از کام
کسے کش چرخ فردا بہرہ کرد   کجا ش امروز باشد بہرہ خورد
دو کوکب را چو رجعت شد بمنزل   ز چشم ہر دو پرویں ریز شد دل
سراسر دردہائے کہنہ نو شد   دل و جانِ گرو از سر گرو شد
برون زد سیلِ درد از چشمہا سخت   صبوری را بطوفانِ غرق شد رخت

۱- برونِ پردہ س۱ س۳ ح ب ج۲ ء = برون از پردہ س ع۲ د ح ۷- کردم این زینگونہ س ب ء
ع۲ د ج ۱۳- زہرہ خورد س۲ حاشیہ ۱۵- دلِ جاناں ب

گر اوّل بود شان یکجان گدازی — یکے صد شد گدازِ عشقبازی
بظاهر گرچه یکدیگر بریدند — درونِ دل بیکدیگر رسیدند
بقطع اندر میانِ آن دو دلبند — بخونِ گرم شد پیوسته پیوند
بسا اندک جدائی کان بامید — رساند مژدهٔ پیوندِ جاوید
ازان زر می برد استادِ زرساز — که با کفشیر پیوندد بهم باز
شکایت کردن از دوری نه زیست — که قدرِ آب بے پهلوئے جو نیست
کسے را صحبتِ جانان دهد ذوق — که یکچندے بسوزد جانش از شوق
کسے کو دمبدم حلوا پزد دیر — هم اندر دیدنِ حلوا شود سیر
بدوری قدر باشد یاوران را — قِران از بعدِ بعد است اختران را
دران دردِ جدائی خانِ مشتاق — نهانی میزد افغانهائے عشاق
روان چشمش ز دلتنگی چو رودی — کسے مونس نه جز زود و سرودی
چو گشتی ز آتشِ دل در تف و تاب — زدی بر آتشِ خود زین غزل آب
بیا مطرب فرو گو این غزل زود — بزن آبی بجانِ آتش اندود

غزل از زبان عاشق

فرو گو اے خیالِ یارِ دمساز — که من شب با که بودم یار و همراز

۳- پیوسته چند ب ۴- بامید ب ج۲ ۵- استادِ زرساز س ایضاً با کیر ب ۶- نے پهلو س۲ س۳ ب ۵ ج۲ = بل پهلوئے ج ۸- بر دزیر س۲ ج۲ ۱۰- خان س۳ د = جان ع ع۲ ج ج۲ س س۳
۱۲- آتش خود س۲ س۳ ج ج۲ د = آتشِ دل ب ع ع۲

خرامش سوی بستانِ که کردم　　تماشا در گلستانِ که کردم
بصحنِ گلشنی گلگشتم افتاد　　که نبود زهره کانجا بگذرد باد
نه بی فرمان درو جنبد هوائی　　نه بی دهشت زند مرغی نوائی
دران رضوان سرای بادشائی　　نسیمِ دولت اندر عطرسائی
هزاران سرو بالا دست بندان　　هزاران غنچهٔ اقبال خندان
گلی دیدم که با او نیست خاری　　خزان نادیده خرّم نوبهاری
بدان گونه شدم از بوی گل مست　　که از مستی نبردم سوی گل دست
چو در چشمه نبود است آبخوردم　　رسیدم برلب ولب تر نکردم
بآبِ زندگانی راه جستم　　کفی ناخورده از وی دست شستم
بکامِ دل شد آن شربت چشیده　　ولی نی از دهن از راهِ دیده
نبودان مردمِ چشم ارچه در تفت　　دلم دزدید و اندر دیده در رفت
دوجان با یکدگر دلداریِ داشت　　متاعِ کالبد بیکاریِ داشت
بمعنی روحِ صافی شربت آشام　　جسد را کام از شربت بنا کام
غذای روح مردم را بود خورد　　غذای تن بحیوانست در خورد

٣- از دهشت ب ٤- سرای سا[2] سا[3] ب حج حج[2] د ع[2] = قبای ع ٥- سرو والا سا[3] حج[1] د
٦- که با او نیست سا ع[2] = نه با اونیش سا[1] سا[3] ب حج حج[2] ع ١١- نبودان سا[2] ب حج[1] = نمودان سا[2]
= نبود از حج ع[2] د - کفت سا[3] ١٣- خشک از شربت کام ع = خوش از شربتِ کام ب ١٤- مردم
را بود سا[3] حج ب ع[1] د حج[2] ح = مردم راست ع

حریفِ می شناسد لذّتِ مے　　صراحی کے شناسد لذّتِ وُے
بجائے کرد دولت میهمانم　　که بیگانه نمود آں جائے جانم
کشاده قندِ پروائے مگس نے　　ستاده شمع و پروائے نفس نے
اگر نشاندم آں شمعِ رواں را　ق　به برهم لیک عذرے دارم آنرا
کسے کاید ز بامِ دیده عارش　　نشاندن حیف باشد در کنارش
همیشه دیدهٔ من جائے او باد　　سوادِ دیده نطعِ پائے او باد
چو مطرب از لبِ خانِ زمانه　　فرو گفت ایں غزل را عاشقانه
بپاسخ مطربه از پردهٔ راز　　شد ایں سوزِ نهانی را نوا ساز

پاسخ از لبِ معشوق

بنامیزد چه دولت داشتم دوش　　که بود آں بختِ بیدارم در آغوش
مرا تاجے ز دولت بر سر آمد　　کزاں دولت سرم تا مه بر آمد
یگانه آهوئے بودم رمیده　　گیا در روضهٔ دولت چریده
بنخچیر اندر آمد شهسوارے　　وُ نے نفگند تیرے بر شکارے
مرا بے زخم تیر آں مردِ چالاک　　فگند و بست در دنبالِ فتراک

۱۔ ےَ۔ وے ۲ ۳ ب کا = وے۔ وے ع = وے۔ ےَ ح حج ۲ د ۳۔ پرواز مگس حج ۲ = غوغائے مگس ۳ ایضاً سو دائے نفس س ع ۲ د ۴۔ لیک س ۳ ب ع ۲ د = لنگ ع حج حج ۲ = نیک ۲ ۵۔ ےَ ۳ ایضاً حیف س ۲ ۳ حج حج ۲ ب د حج ۲ = عیب ع ۱۳۔ بودم رسیده حج ۲ ۳ حاشیه ایضاً روضهٔ دولت ۳ ب حج ۲ ع ۲ د = روضهٔ رضواں حج = روزهٔ دولت ع

چو خود بودم یکے طاؤسِ طنّار ... به نزهت جائے خود در جلوهٔ ناز
همائے بر سرِ من کرد سایه ... که قدرم را بگردون برد پایه
سحرگه در شبستان خفته بودم ... که بختِ نیک خوابی خوش نمودم
که پیدا شد چراغِ غم روشن از دور ... شبم را شمع داد و شمع را نور
ببے پروانه جستم از برِ او ... که چون پروانه گردم بر سرِ او
چو دیدم خود چراغِ غم بود خورشید ... که هر دم زود مد صبحِ امید
کجا پروانهٔ را باشد آن تاب ... که گرد دیگرِ خورشیدِ جهان تاب
بسا شبها که در هجران نخفتم ... حکایت با مه و ستّیان گفتم
مگر روشن شود وقتے خیالے ... به پیشِ آفتابی از هلالے
که ناگه آن دمِ صبحم اثر کرد ... سعادت ز آسمان در من نظر کرد
همان مهری که بود اندر دلِ من ... زطالع کرد روشن منزلِ من
بسانِ کافتابی کاید از گشت ... بکنجی پرتوے افگند و بگذشت
مرا با آنچنان فرخنده فالی ... قرانی شد ولے بے اتصالی
نظر میدارم از دورانِ گردون ... فراوان اتصالاتِ همایون
خدایا زاتصالاتِ سمائی ... همیشه شمسِ ما را روشنائی

۴- روز را نور حم ۶- چراغ غم س۲ س۳ ب حم ح۲ ع۲ د = چراغ ع ۸- از هجران س۳

۱۱- زطالع س۲ س۳ حم ح۲ ع۲ ب = بطالع ع

حیاتِ مهر و مه پیوندِ ذاتش — بدولت باد و لرانی حیاتش

صفتِ بهار و گلگشتِ شجرهٔ بلند بالش مملکت و الا خضرخان طوبی لهٗ در باغِ بهشت آسا و بسوئے گلهائے کر نہ گزشتن و بوئے دوست بازیافتن و هوشش بباد دادن

صبا چوں باغ را پیرایه نو کرد — دلِ بلبل بروئے گل گرو کرد
ببار یدں در آمد ابرِ دُر بار — چو چشمِ عاشقاں در حسرتِ یار
فتادند اہلِ دل در جاں گدازی — ز سر نو شد هوائے عشقبازی
بسانِ بیدلان و ناشکیباں — درید از بانگِ بلبل گل گریباں
پریشاں گشت زلفِ سنبل از باد — بنفشه بوسه زد بر پائے شمشاد
بر آمد سبزه گل را در بنا گوش — گرفتاران دل را کرده بیهوش
دریں موسم که از دلهائے پر سوز — بشسته گردِ غم بارانِ نوروز
دلِ شاه از جدائی ریش مانده — گرفتارِ هوائے خویش مانده
ز بهرِ جانِ خود را دست بر دل — ز بهرِ سروِ خود را پائے در گل

۷- حسرتِ یار س، س۲، س۳، حج، حج۲، ب، ی، ع۲ = حیرتِ یار ح = گریهٔ زار ع۲۔ ۱۰- کرده مدهوش حج

۱۳- مصرعوں کی موجوده ترتیب ہم نے س۳، حج۲ کے مطابق رکھی ہے ورنہ قریباً باقی تمام نسخوں میں ترتیب اس کے برعکس ہے۔

اگر بشنیدی از مرغے نوائے — برآوردی بدرد از سینه وائے
بهر سوئے که ابرے سر کشیدے — چو ابر از دیده بارانش چکیدے
تمام ار باز رانم شرحِ ایں حال — نگویم حالِ یک شب تا بیک سال
ولیکن الغرض زیں داغِ دوری — فرو ریزم نمطهائے ضروری
بفردوسِ حرم باغیست دلکش — که فردوسِ ارم بود چناں خوش
بکشورهم کجا نادر نهالے — درو نوشیده از کوثر زلالے
زگلهائے خراساں گونه گونه — نموده هر یکے دیگر نمونه
نیاورده زنرمی تابِ مهتاب — زلاله خوں چکیده وازسمن آب
هوا شسته جمالِ ارغواں پاک — شده گوهر دِرِ سرخ از رنگِ گُل خاک
بنفشه بهر چشمِ بد بتعجیل — کشیده در بنا گوشِ چمن نیل
دمیده برگِ نازک یاسمیں را — لباسِ پرنیاں داده زمیں را
برآبِ نسترن نسریں شکر خند — چو دو همشیرهٔ نزدیک مانند
زگلهائے ترِ هندوستاں هم — شده سرگشته با دو بوستاں هم
گل کُونه که دورِ چرخ گرداں — ت پدید از خاکِ پاکِ هند کرداں
بتّری آب را در کوزه کرده — لطافت آب از و دریوزه کرده

١- وائے ٣ ح ح٢ ع٢ د ح = آهے ع ٦- نوشنده ح ب ٩- رنگ اد ب ١٣- با دو بوستاں ٣
ح ع اب د ح ح٢ = باغ و بوستاں ع ٢ د حاشیه -

گل صد برگ را خوبی ز حد بیش	نموده صد ورق دیباچهٔ خویش
بسان دفتر شیرازه بسته	ز هر برگش سرشک شیر جسته
اگرچه پارسی نامند اینها	ولے در هند زادند از زمینها
گر این گل در دیار پارسی زاد	چرا زو نیست در گفتارشان یاد
هم این لشکر درین صحرا برآمد	هم ایشان را علم اینجا برآمد
بسے گلهائے دیگر هندوے نام	کز ایشان بو برد مشک خطا وام
ازین سو بیل پیشانی کشاده	بیک گل هفت گل بر هم نهاده
وزان سو دلربائے عاشقان جائے	همه تن بهر دلها راشده جائے
بخوبی کیوره جا در لحافش	بسان نقره و زمینا غلافش
صبا هر گل که کرده همعنانش	سپر افگنده از نوک سنانش
ازو نرگس شده بیمار و بیتاب	بسان در خواب خورده جسته از خواب
ز بویش حلّهٔ خوبان معطر	دو ساله خشک و بویش همچنان تر
هر آن جامه که از وے بو گرفته	دریده جامهٔ و بویش نرفته

۲- ز هر برگے حج۲ ۴- گر این گل س۱ س۲ س۳ ح ب د ع۱ حج۲ = گر اینها ع -

۵- همیں لشکر ع حج۲ ۷- هفت تو ب ۹- از نقره س۳ ع

۱۱- بے آب س۲ حج ع۲ د حج۲ ح = بیتاب ع ۱۲- حُلّهٔ خوبان ع۲ د ب = جامه خوبان حج۲

= حلقهٔ خوبان ع حج -

دگر آں رائے چنپہ شاہِ گلہا　　　کہ بویش مشکبار آمد چو گلہا
چو معشوقِ سمنبر ناز پرورد　　　ولے رنگش چو روئے عاشقاں زرد
چو پیکانِ زرو بدریدہ آساں　　　بہ پیکاں صفِّ گلہائے خراساں
بروغن پرورندش بہر سرہا　　　کہ سر از مشک تر گیرد اثرہا
دگر ما ول سرے کش طرفہ نامے　　　برنگِ طرفہ مروارید فامے
ز یاد طیبِ خود در خویشتن گم　　　بطیبت نامِ صندل کردہ ہیزم
بہیئت چست و برگش خرد و باریک　　　بہر جیب و بد لہا نیک نزدیک
برندش شہر شہر ار چہ بود خشک　　　چنیں گل کم بگیرد از نافہ مشک
بسویش بسکہ دلہا گشتہ مایل　　　شدہ در گردنِ خوباں حمایل
دگر آں سیوتی برگے شکر رنگ　　　قوی گل شکرّی بہرِ دلِ تنگ
نصیبِ بوستاں در خوب طیبی　　　نصیب افزائے گل زابِ نصیبی

ا۔ مست کار آمد س ب ۔ د حج۲ ع = مست کار آید ع۲ = مست می آید س۳ = مستکار آمد س۱ = مشک را آمد (مشک را آمد) حج س۲ کی روایت سے مجھے خیال ہوتا تھا کہ غالباً یہ لفظ مشکبار ہے جس کی صورت کاتبوں نے بگاڑ دی ہے اس قیاس کو میں نے مسودہ کے حاشیہ پر بھی درج کر دیا تھا۔ لیکن متن یا اختلافات میں اس کو شامل کرنے کی جرأت مجھکو نہیں ہوئی۔ نقشۂ اختلافات مرتب ہو چکنے کے بعد یہ شعر مجھکو فرہنگ جہانگیری میں اتفاقاً مل گیا۔ جہاں "رائی چنپا" کے تحت میں سنداً پیش کیا گیا ہے۔ اسی روایت کو میں ترجیح دے کر متن میں شامل کرتا ہوں (دیکھو فرہنگ جہانگیری مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱۵) رشید احمد ۳۔ پیکانِ زرو س ع۱ ۔ د حج۲ = پیکانہ زرو حج = پیکانے زرہ س۳ = پیکان زری ع ۷۔ بد لہا س۲ س۳ حج ب ع۱ د حج۱ = بدا ماں ع ۹۔ گشتہ س س۳ حج ع۲ حج۱ = گشت ع د ۱۰۔ برگے س س۲ س۳ ح حج ب د = برگِ ع۲ حج۱ = برگش ع ۱۱۔ دوستاں س۲ حاشیہ (دوسرے مصرع میں تمام نسخے متفق ہیں)

چکد هر جا که یک قطره خوی از وے — گلابی خونِ خود ریزد بران خوے
دگر دَونه که آں ریحانِ هند است — ز تری بویش در خورِ دلپسند است
سپرغم رنگ و برگش اسپرِ غم — غلام او شده شاهِ سپرغم
دگر کرنه که چوں زو جَست بوئے — معطر گرد از یک خانه کوئے
بسوده مشک و بویش نام کرده — ز بو از بهرِ دلها دام کرده
چو پیکانِ هیله سیوتی خُرد — که جاں ها بهرِ آں پیکاں هوس برد
زعشقِ بوئے او جاں داده زنبور — نگشته بعد مردن نیز از و دُور
همه خوبانش عاشق وار جویاں — که معشوقیست نزد خوبرویاں
قرنفل هم زهندستانست وردی — که از نامِ عرب شد شهر گردی
چه بینی ارغوان و لاله خنداں — که رنگی هست و بوئے نیست چنداں
گلِ ما را بهندی نام زشت است — وگرنه هر گلی باغِ بهشت است
گر ایں گل خاستی در روم یا شام — ق — که بودی پارسی یا تازیش نام
شدی معلوم تا مرعانِ آں بوم — چناں غلغل زدندی در ری و روم

۱- چکد هر جا خوی یک قطره ح ۲- ز تری س۱ س۲ س۳ حج ب د = به تری ع۲ حج۲ = ز تیزی ع ۳- برگش اسپرِ غم س۱ س۲ س۳ حج حج۲ ع۲ = برگش را سپرغم ب د = بویش اسپرِ غم ع ۴- کز و چوں جَست ب ۵- ز بوئے او بدلها س۳ ۶- به پیکانِ ع۲ حج۲ ایضاً سیوتی تر د س۲ = سیوتی خورد س۱ س۲ ب د ع۲ حج۲ = سر و لی خورد ع حج ۸- معشوقی است س حج حج۲ ب ع۲ د = معشوقست ع ۹- شهره گردی ب حج ۱۰- نامی هست ب حج - بوئے نیست حج ب ع۲ د حج۲ = بویش نیست ع ۱۲- و تیزیش نام ح

کدامی گل چنین باشد که سالے | دهد بو دور مانده از نهالے
بتان هند را نسبت همین است | بهر یک موئے شان صد ملک چین است
چه گیری نام از یغما و خلّخ | که غالب تیر چشم اند و تُرُش رُخ
چه یاد آری سپید و سُرخ را رُوئے | چو گلهائے خراساں رنگ بے بوئے
وگر پرسی خبر از روم و از روس | از ایشاں نیز ناید لابه و لوس
سپید و سرد همچوں کُشتهٔ یخ | کز ایشاں رم خورد کانونِ دوزخ
خطائے تنگ چشم و پست بینی | مغل را چشم و بینی خود نه بینی
لبِ تاتار خود خنداں نباشد | خُتَن را خود نمک چنداں نباشد
سمرقندی و آنچه از قندهار اند | بجز نامی ز شیرینی ندارند
بمصر و روم هم سیمیں خدانند | ولے چُستی و چالاکی ندانند
اگرچه بیشتر هندوستاں زاد | ق بسبزی میرند چوں سرو آزاد
ولے بسیار باشد سبزهٔ تر | بلطف از لاله و نسرین نکوتر
بسے زیبا کنیزِ سبز فام است | که صد چوں سرو آزادش غلام است
نه سبزی بے نمک چوں برگِ گشنیز | نمکدانی و بروی ترّهٔ تیز
نه چوں طاؤسِ بے دنبال زشت اند | که در خوبی چو طاؤسِ بهشت اند

---

۳ - نام یغمائی حج۳ س۱ ک ب ع۲ د حج۱ = نام از یغما ع ۴ - رنگ و بے بوے س۱ حج ۵ - لابه و لوس
س ع۱ د حج۲ = لابه و لوس ع حج ۶ - رم خورد س۱ س۲ ب ع۲ حج۲ = نم خورد س۱ حج ۳ د ع -
۱۳ - کنیزک س۱ = کنیزی د -

سہ گونہ رنگِ ہندستاں زمین است — سیاہ و سبز و گندم گوں ہمین است
بگندم گونست میلِ آدمی زاد — کہ این فتنہ ز آدم یافت بنیاد
یکے گندم بکام اندر نمک دہ — زصد قرصِ سپیدِ بے نمک بہ
سیہ را خود بدیدہ جایگاہ است — کہ اندر دیدہ ہم مردم سیاہ است
زبہرِ دیدہ باید سرمہ را سود — سپیدہ عارضی رنگی است بے سود
ازین ہر دو نکو تر رنگِ سبز است — کہ زیبِ اختراں زاورنگِ سبز است
برنگِ سبز رحمت ہا سرشت است — کہ رنگِ سبز پوشانِ بہشت است
چو رحمت بار گردد ابرِ افلاک — نتیجہ سبز زاید اوّل از خاک
مدد ہائے کہ آید ز آسمانہا — نشانہ سبز بیند از نشانہا
دل اندر سبزہ ہائے گل شکیباست — گلے بے سبزہ در بستاں نہ زیباست
بہارست ارچہ صد گونہ در ایام — بہارِ سبز دارد در جہاں نام
بسبزی نقش بتبندش زن و مرد — نگوید کس بہارِ سرخ یا زرد
کساں کز فالِ فرخ خیر جویند — بسر سبزی دعائے خیر گویند
برنگِ سبز زیں بہتر چہ مقدار — کہ از نامِ خضر جاں دارد آثار

---

۳ ـ سپیدِ بے نمک س[۳] ب حجرع[۲] د حج[۲] = سپید و بے نمک ع = سپیدی بے نمک م[۲] د ۷ ـ را اختہا م[۲] ع حج[۲] ۸ ـ ابر از افلاک س[۲] حج د ب د ایضاً سبزہ روید س = سبزہ زاید ب = سبز روید ع حج[۲] ـ ۹ ـ بجز ع کے تمام نسخوں میں بجائے نشان کے نشانہ ہے ـ نشانہ بیند از سبزی نشانہا ع ۱۰ ـ سبزہ ہائے گل س م[۲] ب ع[۲] ۱۱ ـ صد رنگ اندر ب = صد نوع اندر س[۳] ـ

خدایا تا گیاها سبز رویست — خضر در باغ و سبزه چشمه جویست
خضرخاں بادو، دیولدیّ رانی — بهم چوں خضر و آبِ زندگانی
سخن رایں که باگل داشت پیوند — چساں زد باد و سوئے سبزه افگند
کنوں زیں سبزه با صد عذرخواهی — روم سوئے سپیدی و سیاهی
دراں باغے که بالا گفته ام باز — مدام آں مزرعِ دولت داشت پرواز
ز دلتنگی چو دیدے کار مشکل — شدی زانسو که بکشایدش دل
نبودی گرچه آنجا هم شکیبش — نمودی خار و خس آبی و سیبش
شدی از طرهٔ سنبل مشوّش — گرفتی در دلش از لالہ آتش
ولے پنداشتی جائے که بارے — نگاهی میکنم در سیب و نارے
ق
خضرخانے که نورسته درختش — به آبِ زندگی پرورده بختش
گلش بے آب از تابِ درونے — جگرباراں ز نرگسهائے خونے
دراں خرّم بهارِ خاطرافروز — بگردِ آں چمن میگشت یک روز
خیالِ غمزهٔ خونخوار در دل — گلش در پیشِ چشم و خار در دل
چو مرغاں نالهائے زار میکرد — دلِ مرغانِ باغ افگار میکرد
ز آہے کز دلِ غمناک میزد — همه گلها گریباں چاک میزد

۱- گیاهاں حہ = گیاهِ س۱ ب ایضاً چشمه سبزه س۱ س۲ حہ ب = چشمه سبز ع۱ د حہ۱ ع حا = سبزه چشمه ع -
۲- بادولدی کوست س حہ۱ ب = بادو دیولدیو س۳ حہ = بادول کوهست س۲ ۷- خاروخاک س ع۲ حہ۲ ۱۰- خضرخانے
س۱ س۲ حہ ب ع۱ د حہ۲ = خضرخاں را ع ۱۱- بے آب واز حہ -

دهانِ غنچه ها از خنده میماند — بنفشه سر فرو افگنده می ماند
چنین تا دید ناگاه اندران گشت — بدانگونه که مست و سرگران گشت (ق)
گلِ کرنه شگفته بر درختان — ببوئے خوش چو خُلقِ نیک بختان
ازان مشکیں نسیمِ روح پرور — دِماغِ عُلویان گشته معطر
چو در رفت آں نسیم اندر دماغش — بسینه تازه شد دیرینه داغش
گزشتش در دل آں گلهائے خوشبوے — که آنرا داشت با خود یارِ گلروے
چو زاں گلهائے کرنه یادش آمد — دل و جاں هر دو در فریادش آمد
نبودش بسکه تابِ نسیم موئے — فرو غلطید هم ز آسیبِ بوئے
تو پنداری کزاں صفرائے جانی — به پرواز آمدش مرغِ نهانی
ازاں بوئے که عاشق بیخبر بود — نه بوئے گل که آں بوئے دگر بود
چه ماند بوئے گل با بوئے جانان — که هست ایں روحِ تن واں قوّتِ جاں
دراں صفرا که گشت آں سُرخ گل زرد — کنیزاں را برخ زردی اثر کرد
ازیں سو ماند نرگس دیده پر آب — گرفته زاں خمارش آخریں خواب
زخویش آں سوئے کرنه راجه رنه — کناں هم روئے هم گلهائے کرنه
زغیرت دور همچوں غیرت از خوار — بهارِ زندگی گشته بیک بار

۱- سرفرو دافگنده ع ۲ ب ۴- دماغِ قدسیاں ۲ ۶- که با خود داشتی آں یار گلروئے حج ب = یار دلجوئے ۳ ۱۱- واں آفت جاں ۳ ۲ ۳ حج ب ع ۲ د ح حج ۱ = واں قوّتِ جاں ع

۱۳- ازیں سو ۳ حج ب ع ۲ د حج ۲ = ازاں سو ع ۱۴- روئی خود ع

ز تیغ بید وشش لرزنده چون بید ... ز جان خود همه ببریده اُمید
بزاری گریه کردند از دل تنگ ... زدند آبی بر آن رخسار گلرنگ
که تا بعد از زمانی دیر تر زود ... نسیم جان رگ جانش فرسود
چو بوی جان دماغش را خبر کرد ... دگر رو هم بدان گلهای تر کرد
بزاری گفت کای گل کاشکی من ... گیاهی بودمی چون تو به گلشن
که تو آنجا گذرداری و من نی ... گل آنجا محرم است و تا روان نی
از آن گل کوست در صد پرده مستور ... من مسکین بوی قانع از دور
چه بخت است این که تو از بخشش غیب ... خزی گه در گریبان گاه در جیب
چو آنجا هر سحر صبح و شامی ... توانی گفتن ار گویم پیامی
جوابش را دهان کرد شگفت ... که آخر کرده ام هم بشنوم گفت
بدو گویم همه آن رازی که گوئی ... بجویم زو همه آن حاجت که جوئی
پس آنگه گفت شه با صد خرابی ... ق ... که هر باری که آنجا بار یابی

---

۴ - بفرسود ع[۲] ب حج[۲] ایضاً اول و جانش بفرسود ع[۲] حج[۲] ۶ - دگر رو هم بران گلهای تر کرد س حب ع[۲] حج[۲] = دگر رو هم دران گلهای تر کرد د = دگر ره هم دران گلها نظر کرد س[۳] = دگر رو هم بدان گلها نظر کرد حج = دگر رو هم دران گلها نظر کرد ع ٤ (کلام کے سیاق و سباق پر کافی غور کرکے میں نے اپنی ذوق شعر فہمی کے مطابق پہلی اور دوسری صورت کو ترجیح دی ہے اور کثرت روایت بھی اُسی کی موید ہے۔ لیکن چونکہ "رو کردن" کے لئے "بر" کا صلہ اب تک میری نظر سے نہیں گزرا اور "در" کا صلہ اگرچہ مستعمل ہے مگر وہ مجھکو یہاں اچھا نہ معلوم ہوا اس لئے لفظ "بدان" میں نے نسخہ حج سے لیکر اپنی دانست میں مصرعے کی بہترین صورت قایم کر دی ہے) رشید احمد ۸ - کز از بس بخشش س[۲] س[۳] حج[۲] ع[۲]
۹ - صبحی و شامی س[۳] حج حج[۲] ح ب ع[۲] د = هر صبح و شامی ع ایضاً توانی گفت اگر س ع[۲] حج[۲]
۱۲ - بار یابی س[۲] س[۳] حج حج[۲] ب ع[۲] د = راه یابی ع

بگوئی از منِ نادیده کامے　　بصد خونِ دل آلوده سلامے
وگر بپذیرد آن جانِ جہانم　　بخوانی این غزل نیز از زبانم
برآرای فاختہ با آہِ جاں سوز　　ز سوزِ سینہ این دو دِ جہاں سوز

غزل از زبان عاشق

ندانم از کجا می آید این گل　　کہ غارت می شود زو وقتِ بلبل
نسیمش از کدا این بوستان ہست　　کہ تاراج نہالِ دوستان ہست
گر آنسو بگذری اے بادِ شبگیر　　میاویزی در آن زلفے چو زنجیر
مجنبانی ازاں مرغول موئے　　معلطانی خم مویش بسوئے
بگستاخی مبوسی خاکِ کویش　　برعنائی نگردی گردِ رویش
دم سردِ مرا از من ببر وام　　بدیں روب آن غبارِ زلفِ شب وام
ز آبِ چشمِ من ابری برانگیز　　بدیں ابر آن طرف باراں فرو ریز
بگرد اگردِ آن نسرین و شمشاد　　نخواہم جز ہمیں ابر و ہمیں باد
دلم شد شاخ شاخ از ناصبوری　　ندارم زیں فزوں تر برگِ دوری
ز خارِ غم چہ بیروں بیروں آزار　　کہ ہست از گل خراشِ من نہ از خار
چو غنچہ چند دل بندم بہر شاخ　　چو بادی چند جویم بہر کاخ

۱- سلامی س۳ ہ = پیامی حہ ب ع۲ حہ ع ۳- این ور د س۳ ۱۰- شب۱ ام س۲ ب حہ ع۲ حہ۲ ح = شب فام ع د ۱۲- آن نسریں حہ ب ع۲ د حہ۲ = این نسریں ع ۱۴- چہ بیروں ریزم س۲ حہ ب ع۲ د حہ۲ ح = چہ ریزم بیروں ع

نه دل بگشایدم با هیچ شاخے　　نه جاں آسایدم در هیچ کاخے
بروئے دوستاں گلشن بود خوش　　بگلها چشمهٔ روشن بود خوش
چه کار آید چمن بے خوبروئے　　فریبِ ابلهاں شد رنگ و بوئے
ازاں گلشن که مارا هست جائے　　بصد فردوس نفروشم گیائے
اگرچه نے گلے زاں باغ چیدم　　نه هرگز میوهٔ از وے چشیدم
نهے بے بهره مرغے نا سرانجام　　که درماند بری ناخورده در دام
اگر در عاشقی چشمم گنه کرد　　چرا خونِ دلم در دیده ره کرد
مثلِ خوش زد بنفشه بر سرِ رود　　که هر کو کاشت نرگس لاله ندرود
اگر شد شاخِ نسیم خشک پاش　　چه چارہ با قضا گو ہمچنیں باش
چو بر زد فاخته ایں خوش نوا را　　ق　　فراهم کرد ریشِ بے دوا را
بپاسخ مادهٔ از قمریاں طاق　　غزل را جفت کرد از راهِ عشاق

پاسخ از لبِ معشوق

که میناله چنیں در گوشهٔ باغ　　که مارا تازه کرد اندر جگر داغ
مگر او نیز چوں ما دردمند است　　کزینساں نالهٔ دردش بلند است
بگوا ے بادآں مهمانِ مارا　　که آخر چند سوزی جانِ ما را
مرا خود صد جراحت هست پنهاں　　چه شوریدن فزون دیگر تو در جاں

۲- زگلها ع۲ ج۲-

دلم را خود خراشی هست کارے | تو دیگر ریشم از پیکاں چه خارے
چو تو در بوستاں نالے بد انسوز | نگر ما را بزنداں چوں رود روز
دلت گرچه زتنگی شاخ شاخ است | براقِ عیش را میداں فراخ است
اگر باغے روی یا لاله زارے | نیا دیزد بدامانِ تو خارے
توانی گفت با هر دل غمِ خویش | توانی ریخت در هر گل نمِ خویش
نه چوں من بکنجی مانده مهجور | ز رویت دور بلکه از خویش هم دور
نهاں چوں سایه در پیغولهٔ تنگ | ندانم آفتاب و ماه را رنگ
کسے مونس نه با من جز خیالت | به تنها عشق بازم با جمالت
دلم را روزنی هم نیست در پیش | کز آں بیروں دهم دودِ دلِ خویش
شده صد روزن ایں جانِ پر اندوه | ز زخمِ غم کز و روزن شود کوه
دراں روزن دو صد گرد و مهر ظن | که دودِ من بروں آید ز روزن
برم هر دم هزار آهِ نهاں زیر | کنم چوں بو العجب آشامِ شمشیر
چنانم با غمت شادان دریں کاخ | که یادم نیست هیچ از سبزیِ شاخ
چو من در گوشه خو دادم هوس را | چمن زنداں بود مرغِ قفس را
چو عادت گیر شد طاؤس خانه | بود کنجش بهشتِ جاودانه

٦- نه همچوں من س ع[2] حج[2] ٨- با من نه مونس حج ١٢- آه بے نهاں ع[2] حج[2] -

١٤- خو دادم حج د حج[2] ب = خود دادم ع[2] ع -

همین بس نیست آخر باغ جانم — که دایم هست در دل خضر خانم
بود تا آسمان سبز بر پائے — سرش بادا بسبزی آسمان سائے

جدائی افگندن تیغِ زبانِ بدگویان میانِ عاشق و معشوق و روان شدنِ دولرانی از خانهٔ دولت سوئے کوشک لعل و در فراق خضر خان از دود آه کوشک لعل را سیاه گردانیدن

گرامی گوهرے شد آدمی زاد — زهی گوهر که نه دریا از و زاد
نه این منظر ببازی برکشیدند — که در وی هر دو گیتی درکشیدند
هزار افسوس گر نقشے چنین خوب — بنا خوبی شود در دهر منسوب
چو در هر نیک و بد نقصان کردم — بگفتِ خوب دیدم قدرِ هر دم
کسے کو میتواند لعل و دُر سُفت — چرا ریزد برون خرمهره در گفت
چو سوسن هست ز آزادی نشانش — ز بوئے خوش سخن گوید زبانش
نباتِ زهر را کم بو کند کس — که از کُشتن حکایت گوید و بس
چو مشک و گل شو ار غمّاز باشی — که با جانها بو همراز باشی

۱- دروے حم ۳- افگندن س س۲ س۳ حم ع۲ د حم۲ ب ح = اُفتادن از ع ۴- از خانهٔ دولت آنی س ب ی ۷- بازی برکشیدند س س۲ حم ب ی ع۲ د حم۲ = درکشیدند ع ۱۱- ز آزادی س س۲ حم ع۲ د حم۲ ب = آزادی ع -

نشاید شد پیاز و سیر برخوان — کہ از غمّازیِ ایشان رمد جان
کسے کش خو بود پردہ دریدن — زباں با سر ہمی باید بریدن
بباید سوختن ز آتش خسے را — کز و خارے خلد در دل کسے را
زبانی کو کند آتش فشانے — زبانہ گوی آنرا یا زبانے
بگوشِ مہتراں گفتارِ ناخوش — بود مانندِ دم دادن در آتش
نکو گوئیست بس شائستہ کاری — چنیں شو گر شوی گویندہ باری
خموشی بہتر از گفتارِ زشت است — زباں چوں خس درو شد داس کشت است
لبے کز انگبیں باشد درو بہر — نہ دانائیست از وے ریختن زہر
مگس کز شہد خیزد زود پرہیز — کہ دارد نوش و نشتر میزند تیز
بر آں بلبل بخندد غنچۂ باغ — کہ در بستاں برآرد نالۂ زاغ
دہانے کو نکو گوئیست پیوست — بگفتن باد یارب ہر کرا ہست
نکو گوئی کہ بود آگاہ زیں گفت — سخن را با سخن زیناں کند جفت
کہ پیشِ مسندِ بانوئے آفاق — ق — زحالِ درہمِ آں ہر دو مشتاق
چو اصحابِ غرض گفتند ہر چیز — فراواں بخت با تو آں غرض نیز
صواب آں شد کز اں فردوسِ پرنور — بقصرِ لعل سازد جائے آں حور
نشاند اندر سکاسن آں پری را — چو گردوں در ترازو مشتری را

۱- یا زبانی س۳ ع۲ د حج۲ — سنے زبانی س۲ ب حج ع ۱۳- درہمی آں دو مشتاق س حج ع۲ حج۲
۱۴- فراواں تخت حج — ۱۶- سکاسن ب

اشارت کرد کانان کاہلِ کارند   زمرّد را بدُرجِ لعل دارند
بفرمانِ مہِ پوشیدہ تمثال   روان شد زہرہ و پرویں بدنبال
روان سیّارۂ پرّان تر از طیر   بسوئے شمس والا شد سُبک سیر
فگند آن گلستاں را خار خارے   کہ سروت راند سوئے لالہ زارے
شہ آندم بود حاضر پیشِ اُستاد   کتابِ عاشقی را شرح میداد
سخن در قصۂ یوسف کہ ناگاہ   خبرگوئی زلیخاش آمد از راہ
مژہ چوں دیدۂ یعقوب تر کرد   ز حالِ بیتِ احزانش خبر کرد
چو بشنید آں خبر جانِ عزیزش   نماند از جاں خبر و ز ہیچ چیزش
جمالِ یوسفی را سود بر خاک   ز دا ز مہرِ زلیخا پیرہن چاک
چو گرگِ بیگناہ اُفتاد بیروں   ہمش پیراہن و ہم چہرہ پر خوں
کتاب و سبق و خط بر جائے بگزاشت   قلم از دست و کفش از پائے بگزاشت
برہنہ پا و سر از جا بروں جَست   ز مکتب بے سر و بے پا بروں جست
ہمی شد چوں الف زاں حرفِ معلوم   بجاناں قایم و از خویش معدوم
چو بود از راہِ میداں رفتہ راہش   ہماں جانب فتاد آہنگِ راہش
دو میداں وار تگ میزد بدُنبال   شدہ سرگشتہ ہمچوں گوئی بے حال

---

۴ - بفرمانِ مہِ پوشیدہ س۲ س۳ ب ع۲ د حج۲ = بفرمانِ شہ آں پوشیدہ ع حج ۵ - کتابِ عاشقاں ع د ع۲ = عاشقی حج۲ ۷ - احزانش س۳ حج ب حج۲ = الاحزانش د ع ۸ - آں خبر س۲ ب ع۲ حج۲
= ایں خبر س۳ حج د ع۲ ۹ - بہر زلیخا س۳ -

دراں میداں کہ باصد پارہ دجوی — بہ پشتِ خنگ چوگانی زدی گوی
دو پایش گشت چوگاں در دویدن — کہ ممکن گشت بر گویش رسیدن
رسید و سر بہ سنگھاسن دروں کرد — بگریہ پائے جاناں غرقِ خوں کرد
نگارِ خویش را زاں چشم خوں زائے — حنا می بست گوئی بر کفِ پائے
پری چوں دید دریا فرقِ جمشید — چو نیلوفر بصفرا شد ز خورشید
بروں شد دانش و ہوش از سرش پاک — ز سنگھاسن فتادن خواست بر خاک
گرفتش دامن از غیرت کہ شہ داشت — ز لوتِ چشم اغیارش نگہداشت
ہم از چشمِ ترِ خود زد گلابش — کہ باز آمد ز صفرا ماہتابش
نہادہ ماند پس چشمِ ترِ خویش — بزیر پائے آں سیمیں برِ خویش
ز غیرت بسکہ پایش پاک می جست — ہمیزد بوسہ و از گریہ می شست
براں پا بیں چہ غایت اشک میکرد — کہ از لبہائے خود ہم رشک میخورد
ہمہ تن گشتہ آب آں چشمۂ مہر — براں پا میزد آب از دیدہ و چہر
زہے مہ کاسمانش آں پایہ جوید — کہ پا از چشمۂ خورشید شوید
صنم ہم رو بروئے شہ نہادہ — کشادی زآبِ چشمش روئے دادہ

۴ - درکف پائے س۱ س۲ س۳ ح د ح۱ = برکف پائے ع ب ۵ - دریا س ح ب ع۲ د ح۱ = بہ پا ع = پا بہ س۳
ایضاً بصفرا شد چو نیلوفر س۳ ۷ - از غیرت س ا ب ع۲ د ح۱ = آں غیرت س۲ ح ۱۱ - رشک میخورد س س۳ ع۱ ح۲
= رشک میکرد س۲ ح ب د ۱۲ - آب گشت س۳ ح۲ ع۱ د = گشتہ آب س۲ ح ع = آب گشتہ س ۱۴ - کشادی
زاب س۱ س۲ س۳ ح ب = کشاد آب ع۲ د ی = کشادی آب ح۲ ع

بروی خود ز گوهر خوشه می بست | ز رویش بهر هجران توشه می بست
شده محمل کشان لرزنده زان غور | که هم دوران مخالف بود و هم دور
شتابان چشمهٔ خورشید با ماه | نه از دوری نه از دورانی آگاه
چو تاب آن نماندش در تن خویش ق | که موئی بگسلد زان مویهان بیش
بسی پیچه برید از جعد چون قیر | که آری می برد دیوانه زنجیر
نشد جائی بریدن چون سر موئی | همی برید موی خویش ازین روی
کسی کاو بخت در موی دل وی | بمو دادن خلاصش کی بود کی
کسی کو را سر یار عزیز است | سخن در سر رود مو خود چه چیز است
پس آن مو داد و بر دستش که باری | ز من بهر پریزهنیان یادگاری
ز بهر خاطر شوریده جانی | کنی انگشت پیچش هر زمانی
بسازی از شبه انگشترینی | دلم بر تست زان سازی نگینی
وگر خواهد دلت زان پیچه چند | مگس رانی کنی بر لعل چون قند
ازان مو دادمت کم موئی شد تن | چو آنرا بنگری یاد آری از من
پری پیکر چو کرد آن موئی بر دست | ازان مویش سخن در لب گره بست

٢- غور[١] س[٣] حج[١] = غور س حج ب ی ع[١] ع ٣- نه از دوران س[٣] = نه از دوری حج ب ی ع[١] د حج[٢] ٤- بر تن س[٣]
٥- بسی پیچه حج[٢] = بسی پیچه س[١] س[٢] س[٣] حج ب ح ی ع[١] ع[٢] د = بسر پیچه ع ٦- یک سر موئی حج الیضاً روی خویش حج ع[٢]
٩- در دستش س[٣] حاشیه ١٠- انگشت پیچی حج ١٢- پیچه چند حج[٢] ی = پنجه چند حج د ع[١] ع[٢] ١٤- بر دست س[٣] حج ب
ع[٢] د حج[٢] = در دست ع س[٣] حاشیه = را دست س الیضاً بر لب س

زُبانش همچو موئے ماند خاموش — سرِ موئے نماند اندر تنش هوش
پس از دیری که موئے هوش را یافت — ز بهرِ هوش هم زاں مورسن تافت
براں مو کرد لختے گریهٔ زار — چو بارانی که بارد در شبِ تار
بشاه آں موئے بر کف کرده میگفت — ق — که اے با تارِ مویت جانِ من جفت
ز تو هر موئے و لبندِ جهانے — کمندِ عقل و دست آویزِ جانے
چنیں موئے بُریدن چوں دلت داد — که بر یک موئے تو صد سر فدا باد
روا باشد که مسکینے چو من را — چه افگندی و ببریدی رسن را
مرا باید دو صد جانِ وفا جوئے — که هر جانی ببندم در یکے موئے
بیا صد جانست چوں هر تارِ مو را — یکے جاں چند جا آویزم او را
ولے جانم چناں دیوانهٔ تست — که با صد سلسله بندش بود سست
اگرچه مویت آں بندِ هلاک است — که زنجیرِ هزاراں جانِ پاک است
ولیکن جانِ چوں من مستمندی — چه داند دولتِ زینگونه بندی
جهانے غم نهی گر تو بریں تن — جهاں نهم ببتارِ موئے تو من
چو زینساں عذر خواهی کرد بسیار — شدش لابد جوابِ هدیهٔ یار
بصد عذر از دو دستِ نازنینش — کشید و داد دو انگشترینش

۲- وایافت س۳ ب د = رایافت حج ع ح۲ ایضاً ہم زاں مورسن تافت س۳ ب د = خود ہم زاں رسن بافت ح = خود زاں مورسن تافت س س۲ ع ۶- صد سر س س۲ ح ب ع عاح ع۲ د ح۲ = صد جان ع
۸- بریکے ح ۱۳- برین تن س س۳ ح ب ح ح۱ د ع۱ = بدین تن ع ایضاً جہاں ندہم ح ب -

چو خاتم برکشید آں مایۂ ناز بماند از حیرت آں خاتم دہن باز
چو آں خاتم بدستِ شاہ نشست بماند اندر دہانش انگشت زاں دست
بزاری گفت چوں میداد خاتم کہ اے دست سزائے خاتم جم
برادر رنگِ زرت جا باد در خور چو تمکینِ نگیں بر خاتمِ زر
بدست از چرخ فیروزہ نگینت جہاں در دست چوں انگشترینت
نگینِ دولتت رخشاں چو خورشید قضا بر وے نوشتہ ملکِ جاوید
دلم کاں مو ستد خاتم گرو داد شبِ معراج بستد ماہِ نو داد
بود ہر چند جائے طعنِ جاوید ق مۂ نو تحفہ بردن پیشِ خورشید
مگیر از ناقصے لافِ کمالے سُہا گر شمس را بخشد ہلالے
بہدیہ گر رضا باشد درینت دہم انگشت با انگشترینت
ولیک انگشتریں سختے نپاید ز انگشتم وفاداری نیاید
پس اندر دست چو تو آشنائی وفاداری نہم نے بیوفائی
دگر گویم کہ ایں دو شکلِ تدویر ق دو عالم داں کہ بخشت را بتاثیر
بشارت میدہند از عالمِ حق کہ یابی بر دو عالم دستِ مطلق
ولیک ایں زیر دست اندر نہانی ق ازاں انگشتریں دادت کہ دانی

۱- برکشید س۳ حج ب ع۲ د ح۲ = درکشید ع ۵- نگین است - انگشترین است حج ح ح۲ د ۹- سُہا کو س۳ ط = سہا را شمس اگر س ع۲ ۱۰- یا انگشترینت س س۲ ۱۲- وفاداری کنم س ۱۳- بتاثیر س س۲ س۳ ع۲ ح۲ ب = بتاثیر حج ع د ۱۵- دادم حج = دادہ س۳

که عالم بے تو گر خلدِ برین است — مرا چون حلقهٔ انگشترین است
دگر زان دادمت زینسان خیالے — که دارد از دهانِ من مثالے
نگهدارد گهِ بوسِ نهانم — همین انگشترین جائے دهانم
ببوسی گه گه این انگشترین را — ق — بدل داری ز لعلم این نگین را
اگرچه سنگ چون مرجان نباشد — مثالِ کالبد چون جان نباشد
کجا چون این دهان انگشترین است — که آنجا موم و اینجا انگبین است
ولیکن چون بجز یکشے نسبتے هست — ق — میانِ انگبین و موم پیوست
بدین امید جانم میشود شاد — کزان موم آیدت این انگبین یاد
چو هر دو یادگارِ مهربانے — ق — رسانیدند یکدیگر نهانے
وداعِ یکدگر کردند گریان — بطوفان هر دو غرق و هر دو بریان
شتابان گشت زانسو ماه رخ مهد — وزین سو بازگشت آن مهدیِ عهد
پری چون بر پرید و رفت چون باد — سلیمان زاده را دیوانگی زاد
توانی داشت آن فرزندِ جمشید — که باز آرد سلیمان وار خورشید
ولیکن چون سلیمان بود برجائے — بتعظیمِ سلیمان گشت زان رائے
بمنزل گاهِ خود شد با دلِ تنگ — رخے چون گل ز خونِ دیده گلرنگ

۳- نگه دارد گهِ بوسِ مبا ع۱ د حج۲ = نگه دارد و ببوس اندر سا = نگه داری گهِ بوسِ نهانم حج = نگه داری که در بوسے ع ۵- بدین سا سا۲ حج ب ع۱ د حج۲ = ازان سا۲ = باین ع ۱۵- با دلِ تنگ سا۳ حج ب ع۱ د حج۲ = زان دلِ تنگ ع -

ز دلتنگی نواسازان طلب کرد / نواهای دلش آهنگ لب کرد
غم دل زین غزل با نالش زار / بمطرب داد تا آرد بگفتار

غزل از زبان عاشق

جمال صحبت یاران دلجوی / غنیمت داشت باید از همه روی
که گردون گرچه چشم آمد سراپای / دو مردم دید نتواند بیک جای
ز شمشیری که بر بالا کشید است / بسا پیوندها کز هم بریده است
کجا دو غنچه باهم کرد روی / که هر یک را خزان نفگند سوی
چه بینی رسته دو گل بر یکی شاخ / که هر یک جانبی رنگین کند کاخ
بیک رشته شود صد در فراهم / ولی در رشته کی مانند باهم
نمیدانم که دوران دغا باز / چرا پیوند دو برّد ز هم باز
جدائی گرچه آمد جان گدازی / شود دشوارتر در عشقبازی
مرا کز مهر خون آمیخت با خون / جدا دارند آخر چون زیم چون
زمن تا رفت سرو راستینم / ز خون یکدم نشد خشک آستینم
در آن برجی که آن مه شد حصاری / سر دم دود دل را پرده داری
ز دم موجی ز چشم خون چکیده / که قصرش لعل گشت از خون دیده

۲- این غزل حج۱ ۸- چه بینی س۱ س۳ حج دع = نه بینی ب = چو بینی س ع۲ حج۲
۱۲- کز مهر س۱ س۲ ب حج ع۱ د حج۲ = گر مهر ع
۱۴- در پرده داری س ع۱ حج۲ = را پرده داری س۱ س۳ حج ب دع

بگوای بادکت آتش بنعل است — رہت گہ گہ برآں گلہائے لعل است
بقصر لعل آں دلخواہ چونست — شفق چونست و دروے ماہ چونست
کجائی اے چراغ دیدۂ من — رخ خوب تو باغ دیدۂ من
بقصرے کز تو فرخ شد درو بام — دل و جانم ہمانجا ساخت آرام
چو گل چینی بہشت رائگاں را — کم از بوئے گلے پیمانگاں را
بہار عیش من گر شد خزانے — ترا ہر روز باد انو جوانے
عطارد و از زبان شمس انور — ق چو بنمود ایں فروغ مہر گستر
بپاسخ زہرہ نیز از پردۂ خویش — کشاد ایں زیر خوں پروردۂ خویش

پاسخ از لب معشوق

بیا اے نو شدا روئے دل من — ز تو صد تلخی غم حاصل من
ہر آنچہ از مہر تو آمد بر ویم — نیارو تاب اگر بر کوہ گویم
من و شبہائے ہمچوں کوہ در پیش — فراقے با ہزار اندوہ در پیش
پس دیوار غم غمخوار ماندہ — تنے چوں صورت دیوار ماندہ
خیالت نقش بندی گشتہ استاد — گرفتہ پیشۂ شاور و فرہاد
گہے نقشت ز خون دل برآرد — گہت در جان سنگینم نگارد

---

۵ ـ گلے چیپانگاں را س۲ س۳ ح ب ع۲ د ح۲ = گل ہمایگاں را ع ۶ ـ باد از ندگانی ع۲ ۱۰ ـ تنج جاں ع۲ ح۲ ۱۱ ـ آید س۳ ع۲ ۱۳ ـ تی ح۲ ع۲ ۱۴ ـ گشت س۲ ح ب ایضاً پیشۂ شاور س ع۲ د ح۲ ع = تیشۂ شاور ح = پیشۂ شاپور ب س۳ ۱۵ ـ گہت س۲ ح ب د = گے س۳ ع۲ ح۲ ع ـ

دران کنجی که شب بگریزم از جمع | مرا سوزنده نبود مگر شمع
کسی چون شمع با سوزم نسازد | که هم میسوزد و هم میگدازد
گهی سوزم چو شمع از دود داغی | گهی افسانه گویم با چراغی
زسوزِ دل چو خونم بر زند جوش | ترا خواهم کنم عمداً فراموش
ولیکن چون توئی پیوسته با خون | بآسان چون روی از سینه بیرون
زتو خون گریم و برخویش نالم | شکایت از تو و از خویش نالم
چو تنگ آیم زشبهای سیه روز | برآرم از جگر آهی جهان سوز
ندانم از تو این رنج ابد را | دعائی بد کنم شب را و خود را
زغم بر حالِ خود خندم نه بر تو | گنه بر بختِ خود بندم نه بر تو
دعاها کز پیت جان کرده تلقین | همه شب گویم و دل گوید آمین
زچشم خویش سحر آموزم آنگاه | فسونِ صبر خوانم گاه و بیگاه
بیا زِ خویش بینم چون زحد بیش | دعا سویت دمم افسون سوی خویش
گر آمد آفتابِ من بزردی | چه چپان با سپهرِ لاجوردی
مرا بر زندگی گر گم شد اُمید | ترا خواهم بدولت عمر جاوید
مرا گردونِ سبز ار داد بر باد | خَضِر خان را بسر سبزی بقا باد

۱- بجز شمع س۳ ۳- با سوزت حم ۶- از خویش ب د حم = برخویش ع۲ -
۱۰- دعائی کز لبت ع۱ حم۲ = دعاها کز لبت س -
۱۴- بر زندگی س۱ س۲ س۳ ب ع۱ حم۲ د = در زندگی حم = با زندگی ع -

صفتِ آرایشِ شہر و کشور چوں عروس از برائے تزویجِ شاہ و شاہزادہ بے جفت خضر خاں زادت خُضرتہٗ رأسہٖ وشاھت وجوہُ العدوِّ ببأسہٖ

سعادت ہاست اندر پردۂ غیب — نگہ کن تا کرا ریزند در جیب
سری کو خواست شد تاجِ جہانے — تولّد یابد از صاحب قرانے
دُرے کز رُوشنی گردد جہانگیر — شود پیدا ز ابرِ آسماں گیر
زبرجد زادۂ کوہِ بلند است — کز انساں در بلندی ارجمند است
شعاعِ مہر گیرا تر ز مہر است — کہ ایں آفاق گیر آں در سپہر است
بسے ہست ارچہ زادِ خسرواں نیز — کہ در نرخِ شرف نرزد بکشنیز
ولے من گوہرے را میکنم یاد — کہ از وے گنجِ شاہی گردد آباد
سزائے تخت گر فرزندِ شاہی است — ہم از عہدِ ازل گیتی پناہی است
دو دولت دارد آں گیتی خداوند — ق کہ یزدانش دہد شائستہ فرزند
یکے آں کوست خود ظلِّ الٰہی — دگر دارد خلف در خوردِ شاہی

ا۔ "چوں" سوائے ع کے اور کسی نسخہ میں نہیں۔ دعائیہ عربی فقرے کو مختلف نسخوں سے الفاظ لیکر صحیح کیا گیا ہے اور بالکل قابل اطمینان ہوگیا ہے ۵۔ قرانے یابد ک ۸۔ گیران ترب ایضاً او در سپہر سا٢ سا٣ حجہ ک حجہ٢ ع٢ ۹۔ ہست ارچہ زادِ سا٣ حجہ ع٢ د ع= ہست ارچہ دُرِّ ب حجہ٢ د= خرمہرہ زاد از سا٣ ایضاً نہ ارزد ع٢ = نارزد حجہ٢ د ۱۱۔ شاہ است۔ پناہ است ب د ۱۲۔ آں سا٢ سا٣ ک حجہ٢ = ایں ع٢ د حجہ ع ۱۳۔ آنکہ اوست ح ع٢

زهی بستانِ آن شه را جمالے — که باشد چون خضر خانش نهالے
چو الهامِ الٰهی شاه را گفت — که آن دُرِّ سعادت را کند جفت
اشارت کرد تا در گردشِ دهر — بیارایند یکسر کشور و شهر
کمر بربست در کارش زمانه — بخرج آمد خزانه در خزانه
چنان در نغمهٔ شادی شد آفاق — که در رقص آمد این نُه سقف و شش طاق
بگرد اگردِ قصرِ پادشاهی — برآمد قبّه از مه تا بماهی
جهان از قبّه هائے کار داراں — شده چون روئے دریا روزِ باراں
بچرخِ قبّه حیراں قبّهٔ چرخ — برابر همه چون بغداد با کرخ
در اطلس چرخ قبّه پیش تا پس — چو دیگر قبّه ها در چرخِ اطلس
مرصّع پرده ها چون چرخ ز انجم — شده انجم در آن دُرّ و گهر گم
همه زر دوزیِ مهرِ زر انگیز — نظر با صد تعجّب دوخته تیز
هر آن کلّه که برکردند آن را — شد استر ابر هائے آسمان را
کشیده تا بگردون سایه بانها — فرو پوشیده عیبِ آسمانها
مه و خورشید همچون پرّی و حور — بشادروانِ عصمت مانده مستور
همه دیوار نقشے کرده پرکار — فلک حیران در و چون نقشِ دیوار

۴- تا از گردش س ع ۲ ۴- بر خزانه س ۳ حج ۲ ع ۲ ۵- این نه حقه حج = این نه شقه کا حج ۲ ۶- و دیار ا ب ۸- تا کرخ ب ۹- یا پس حج ۲ ۱۰- چرخ زانجم ۳ ب حج ۲ د = چرخ و انجم ع = چرخ انجم حج ع ۲
۱۲- هر آن خرگه کا ۱۳- سایه بانے - آسمانے ب ۱۵- نقشے مانده ۳ ایضاً حیران شده س

رسیده صورت قبه بانجم — درون چشم انجم گشته مردم
فرس گوئی که در خواهد دویدن — پری گوئی که بر خواهد پریدن
بهر جانب که مردم بر زمین رفت — همه بر فرشِ دیبا ہائے چیں رفت
زبس شارع که خفت اندر خزِ ناب — زمیں را کس نه دید الا که در خواب
نشسته کوس و افغان برده برماه — ز سر تا پا همه اشکم همه تهیگاه
فتادن خواسته شیرِ فلک زیر — چو چرم گاو کرده نعرهٔ شیر
همان نعره که شد تا چرخ گردان — بهیجا ارغنونِ شیر مردان
چو آن نعره شود در نیلگوں سطح — دو دلبنگ گویان نصرت و فتح
دمامه تا مسِ پخته ز بر نام — زبان چوبین و او گویائی سے کام
انر و ماده هم چون دوست با دوست — بسے مرموز چیزک گفته در پوست
ز هر سو خاسته غلغل برآن سان — که گشته شهرِ سلطان شهرِ یزدان
دهل در بانگ و رخشان پیشِ او تیغ — چو بانگِ رعد و رخشش برق در میغ
چو انبر دیست کاسِ لا ابالی — بلند آوازهٔ او جانه خالی
ببازیِ سلیح اصحابِ شمشیر — زبخیه بر زده شمشیر چون شیر
شده در تیغ رانی تیغ رانان — دو کرده مو دو موئے چوں جوانان

۴- درخواهد پریدن سا، جا ۱۱- زهر جا س۳ ۱۲- رخشان برق در میغ س۳ ب۱ ۱۳- کاسه س۱ = کانه حج۲ = کوسِ ب ۱۴- سلاح س۳، حج۲ ک ۱۵- دو مویان وکاک = دو موئے س۱، س۲، س۳ حج د حج۲ ع۱ ع۲ = دو کرده موئے بزرقِ جوانان ب-

بخنجر ہائے چوں پر نگس صاف — نگس پرّاں دو نیمہ کردہ بے لاف
برآواز دُہل مردِ سلح کار — معلّق زن بنوبت نوبتے دار
ہر آں بازی کہ بودہ آسماں را — بروں افگندہ دہر از پردہ آں را
سپہر بو العجب از ہفت پردہ — جہاں را دار بازی راست کردہ
بگردش دار بازاں بر سہر دار — شدہ سرگشتہ زیشاں چرخِ دوّار
نظر در ہر یک از دورِ رواں دید — کہ گر نقطہ نہی حلقہ تواں دید
رسن بازاں بپا لائے رسنہا — چو دلہا گیسواں را در شکنہا
نہ باآں حبلِ پیچاں کردہ بازی — کہ خود با رشتۂ جاں کردہ بازی
زدست بو العجب گوی آسماں گیر — بسانِ گردہ مہرہ توسنِ میر
زبس کاں گوی بر چرخ انجم کرد — سپہر از بیمِ دنداں خندہ گم کرد
فرو بردہ مشعبد تیغ چوں آب — چو مستسقے کہ نوشد شربتِ ناب
بہ بینی تیز کز لک رافرو خورد — چو آبی کز رہِ بینی خورد مرد
زلعبِ مرکباں طفلانِ غازی — بہ پشتِ باد چوں گل کردہ بازی
جہاں از چتر چنبر ہر گراں تن — چو پیل از روزن و اشتر ز سوزن
نمودہ چہرہ بازاں گونہ گوں ریو — گہے خود را پری کردہ گہے دیو

۴۔ داد بازی حج ع[۲] عکاب = دادہ بازی حج[۲] (اس شعر میں غالب تعداد ہمارے نسخوں کی غلطی پر متفق ہوگئی ہے صحیح لفظ "دار بازی" ہے جس کے معنی نٹ ہیں۔ فرہنگ جہانگیری میں یہی شعر سنداً پیش کیا گیا ہے۔ رشید احمد)

۵۔ زانساں ب ۶ ۔ از دور س[۳] ح[۲] ع = ایں دور س ع[۳] = آں دور حج ع ۱۲ ۔ نہ بینی حج[۲]۔

زهره آموخته گوئی دورنگی — که گه رومی نماید گاه زنگی

بهر لحن آدمی هم زیست وهم مرد — که در هر نغمه هم جان داد وهم برد

ترنّم زهره را آواز میداد — نوا جان می‌ربود و باز میداد

بریشم بر هوا بُرده نوا را — کمند افگنده مرغان هوا را

چو شاه سازها چنگست زآهنگ — بره بربسته جا تیر را چنگ

زیک ساقش شده موتا زمیں پست — دگر ساقیش بے موچوں کف دست

رگ و موسر بهم بسته دو سویش — تو گوئی کز سر رگ رسته مویش

همه تن نائی گشته حلق و حلقوم — چو زنگی کارغنو نی ساز دا زروم

سیاه و زرد شاخی طرفه سانی — که رسته زآبنوسی خیزرانی

دف از دیوار خود حصن حصین است — حصار چوب و صحن کاغذین است

میان دستها پیوسته گرداں — عجب باشد حصاری دست گرداں

چو بر کف کرد دف زن آں سبق را — بناخن کرده حک روئے ورق را

زابریشم نوا باریک زاده — پدر چوں خود خلف باریک زاده

نگر در چنگ و بربط فرق روشن — که هست آں سر بزرگ ایں فروتن

چو رود و بربط آواز داده بیروں — بطی می‌کرده هر دم گریهٔ خوں

---

۵ - بره بربسته ب = بز بسته ج ع[۲] عـا - زهره را ج = نیزه را س ع[۲] د ب = تیر را س[۳] ش[۳] ک عـا

۶ - بازیں ب = بر زمیں س[۳] ۱۰ - پیست - بست س[۳] ج ب = ش - ش ج[۲] ۱۴ - ایں سر بزرگ داں ج ب = ایں سر بزرگ واو ج[۲] = آں سر بزرگ واو ع[۲] ۱۵ - رود و بربط س[۳] ج

نواگر کاسهٔ طنبور حالی — بغایت کاسهٔ پر لیک خالی
گران سر از کدوی خویش طنبور — فرو غلطیده نی مست و نه مخمور
یکی تخم کدو سازنده بر دست — کدو خالی و خلقی زان کدو مست
برسم هند گوناگون مزامیر — بجا ها بسته اشکال از بم و زیر
الاون را رگ از اندام بیرون — کدو بر پشت و رگها گشته بی خون
عجب بین کو کدو بر خود نهاده — ولیک از چشم خلقی خون گشاده
دگر سازِ برنجین نام آن تال — بر انگشتِ پری رویانِ قتّال
دو رویین تن که رو بارسی در حرب — چو دف در پارسی میزان هر ضرب
شنیده تنبکی هندی فغانی — شده تنبک زنش چون ترجمانی
خمیر خام کش بر رو زده پست — نموده صد دقیقه پخته هر دست
عجب رود از کمیس دندان نموده — لبش نی و دهن خندان نموده
ز زهره برده لحن هندوی هوش — شده مریخ را ترکی فراموش

١- نواگر کاسه ع = صدا گر کاسه ب = صلا گر کاسه سا[3] حم دح = صلا گو سا[2] ع[2] = صلا گو کاسهٔ حم ۲- حالی ع سا[2] سا[3] حم و = خالی ب حم[2] ع[2] ایضاً بغایت ع سا[3] حم حم[2] و نوائب دع[2] سر = نبات مر[1] = نواگر ب (افسوس ہے کہ اس شعر میں ہمارے تمام نسخے تو بر تو غلطیوں میں مبتلا ہیں۔ اس کی تصحیح میرے امکان سے باہر ہے۔ تمام اختلافات درج کر دیئے۔ رشید احمد) ۳- تخم از کدو حم[2] (سا[3] حم دع[2] میں مصرعوں کی ترتیب معکوس ہے) ۴- اشکال ہم ع[2] ۵- اولادن سا[2] = الاوان حم د ۷- نام آن حم ب ع[2] د حم[2] ح = نام او سا[3] ع ۹- مندل سا[3] ب حم[2] = دنبل سا[2] دع[2] حم ح (علی ہذا القیاس مصراع دوم) ۱۰- خام را ب ایضاً بر دست سا[2] و حم[2]
۱۲- ہندواں سا حم ع[2] حم[2] د عا = ہندوی ب ع

پریرویانِ ہندی جادوی ساز   زلب کردہ دَرِ دیوانگی باز

لباسِ دیوگیری شان تنک دام   پری را سایہ بگرفتہ در اندام

بریشم پوش بعضے پرنیان روئے   با بریشم دروں دررفتہ چوں موئے

گرفتہ چوں پیالہ تال در دست   نہ از می کز سرودِ خویشتن مست

سرودِ دلکش از لبہائے خوباں   شتاباں سوئے گردوں پائے کوباں

برقص و جست خوبانِ ہوا باز   نہادہ پائے بر بالائے آواز

پرندہ ہمچو طاؤسانِ والا   معلّق زن کبوتر ساں ببالا

بجستن فرقِ شاں گشتہ فلک سائے   بگاہِ رقص بیزار از زمیں پائے

ہمہ سنگیں دلان و سیم سینہ   دو رُخ در مہر و دو نرگس بکینہ

بخونریزِ حریفاں زخمہ درچنگ   لب اندر آشتی و غمزہ در جنگ

بسے در مستی افگندہ زبانہا   بسے تاراج دادہ خان و مانہا

بہ رفتن بصد ناز آمدہ پیش   بہر گامی ہزاراں اشکنہ بیش

بمژگاں سنے یکے صد سینہ سفتہ   چہ غم دارد مراد زدیدہ گفتہ

ز نازش زیرِ لب تا دست گیرد   کرشمہ در رہاکن تا بمیرد

بہر چشمک زدن گشتہ جوانے   بہر خندہ زدن بربودہ جانے

- جادوئے ساز ۲ ۳ حج ۲ ب ع ۱ = پارسی ساز ح ع ۲ = ہندوی ساز ع ۴ - تنگ شاں دام ع ۲

- بردست ب ۷ - پریدہ حج ۲ ۹ - دلانِ سیم حج ع ۱ ۱۱ مستی حج ۲ ع ۲ ۱۲ - بصد چشم حج ۲ ۱۳ - بمژگانِ یکے

= بمژگانے یکے حج ۲ ایضاً ز دیدہ رفتہ ۲ ۱۵ - جوانے ح حج ۲ ع ۲ = جانے ۲ ۳ د

زخالِ چوں شبہ بر دُرجِ مرجاں بیک کُنجے نہادہ سرِّ صد جاں
زابروہا کہ قرباں گشتہ جا نہا دوگاں افگندہ در قرباں کمانہا
زابروہا کمانکش گشتہ زیں سو براں جانب کمند افگن زگیسو
دو گیسو گردِ ہر یک پیچ کردہ چو ماری گردِ صندل پیچ خوردہ
خیالِ زلف شاں در جانِ یاراں چو شام اندر خیالِ روزہ داراں
کژی در چشم شاں شورِ ظریفاں چو کعبِ کژ نشینِ چنگِ حریفاں
ربودہ خواب بیداراں بیکبار زچشم نیم خواب و نیم بیدار
حجابت دادہ ابرو را بہ پیغام اجازت کردہ لبہا را بدشنام
دہن ہائے چو غنچہ گاہ گفتن گہے در بستن و گہ در شگفتن
زنخہائے چو سیبِ لعل گونہ نہ چوں سیبِ دو رنگ ابرص نمونہ
ززلف افگندہ تا پا دامِ عشّاق براں پا دام بستہ ماہیِ ساق
عرق کز روئے ہر طنّاز میریخت کرشمہ میچکید و ناز میریخت
بہ نیمے فرق سر پوشِ شفق وام شفق را نیم روزی کردہ با شام
از ینسو دادہ دل زاں سو ربودہ از ینسو کشتہ جاں زانسو دُرودہ
بجز نظّارۂ خوبانِ مہ روئے دگر نظارہا نیز از ہمہ سوئے

۲- قرباں دادہ حج د = گشت س۳ ت الیضاً دوترک افگندہ در بازو ب ۳- بگیسو ب ۴- کو بصندل حج۲
۶- کیبے ء = کعبہ حج۱ = لعب حج د ۸- حکایت دادہ د حاشیہ ۱۱- سرِ زلفش کہ باشد ب الیضاً بداں پا
س۳ حج۲ ب ء ۱۳- نیم دوزی حج۲ س۱ ۱۵- خوبانِ وجوئے س۳ الیضاً دگر سوئے حج۲-

بہر جا منجنیقے سر فگندہ ‌ ‌ ‌ گروہے بر گروہے زر فگندہ
ز زخمِ ہر گروہے بیت در بیت ‌ ‌ ‌ یکے کشتہ شدہ واں دیگرے زیست
تہِ ہر قبّہ حشری زِ عامہ ‌ ‌ ‌ پرندہ تنگہ چوں در حشر نامہ
ز بس سینہ کہ بر سینہ نشستہ ‌ ‌ ‌ بدشواری نفس از سینہ جستہ
فراواں قبّہ ہا از اہلِ پرہیز ‌ ‌ ‌ شدہ آوازِ قرآں آسماں خیز
بجا نہا لحنِ داؤدی نشاندہ ‌ ‌ ‌ کتابِ مصطفےٰ بے لحن خواندہ
بنا لشہائے شیرینِ شکر بار ‌ ‌ ‌ فرشتہ چوں مگس گشتہ گرفتار
سہ سال آں سازِ شادی ساز کردند ‌ ‌ ‌ کہ گنجِ ہفت گردوں باز کردند
چو شد عالم ہمہ در زیور و زیب ‌ ‌ ‌ کلاہِ قبّہ ہا بر مہ زد آسیب
اشارت شد ز درگہ کاہلِ تقویم ‌ ‌ ‌ شمارند اختیارے را بہ تنجیم
فلک سنجاں کہ شانزا دَورِ افلاک ‌ ‌ ق ‌ بود صفری بروئے تختہ خاک
نہ از رسمِ اختیارے پیش بردند ‌ ‌ ‌ کہ بستہ اختراں با خویش بردند
بدیں طالع کہ خواہم گفتنش باز ‌ ‌ ‌ شد اقبال ایں طرب را کارپرداز
مہ روزہ دراز درجک بروں داد ‌ ‌ ‌ چو روز از مطلعِ دولت شد آباد

۱- گروھ برگروھ س۲ ی س۳ = گروہے برگروہ از زر فگندہ ع۲ د = گزو بر ہر گروہ آز زر فگندہ ح۲ ۲- ہر گروھ س۳ ح ب ی = ہر گروہے ع۲ د ع = بر گردِہ ح۲ ۵- قبّہ ہا ز اہل پرہیز ھ ع۲ = قبہ ہائے اہل پرہیز ح۲ ۹- برمہ س ب ع۲ ۱۴- اس شعر میں اور نیز اگلے شعر میں مصرعوں کی ترتیب معکوس ہے ب ح۲ عصا۔

میانِ ذوقِ بے پایانِ دل شهر   شمارِ سال داده از طرب بهر
کش ده گویم این تاریخِ ابجد   بسالِ یازده از بعدِ هفصد
بروزِ چارشنبه مه سه و بیست   ز روزه خلق اندر بهترین زیست
قمر در قوس جا در خواست کرده   کمانِ خدمتی را راست کرده
عطارد با زحل در جدی همدست   چو هندو بر سرِ بُز تیر در شست
ذنب کو هم پئے ایشاں گرفته   دُمِ بُز همچو درویشاں گرفته
کند تا سبزهائے خاک را تر   بدلو افگنده گردوں چشمهٔ خور
بماهی زهره کاندر زیر گشته   برودِ خشک ماهی گیر گشته
گرفته برّه را برجیس در پیش   که بر سلطاں برد قربان درویش
بثور انداخته مریخ بارے   مهیّا کرده از پرویں نثارے
سعادت راس را بخشیده مایه   فشانده بر سریرِ پنج پایه
تهی مانده بسے برجِ دگر زاوج   که پر گوهر کند سلطاں بیک موج
چو زینساں شد شمارِ آسمانے   ق   بفرخ تر زمانِ کامرانے
شه و شهزاده شمس الحق که جاوید   جهاں را باد چوں تابنده خورشید
برآمد بر کمیت تند و پر جوش   چناں کز ذوِ را و شد چرخ بیهوش

٣- خلقی ب حج ٥- بر سر بیرو نیزه در دست سا ع٢ = بر سر بیرو تیر در شست سا٣ = بر سر بز تیر در شست ب حج٢ = بر سر بُز نیزه در شست د ٩- قربانِ درویش سا١ د ع٢ حج٢ -

چناں شد بانگ بسم الله سوی ماه | که گفتند اختراں الحمد لله
زحل چوں هندوا از ره خاک میرفت | فلک بر روی هر خاک الله میگفت
دوان پیش براقش خسرواں شاد | چو گلهای پیاده در ره باد
بخنده تیغها چوں برق در میغ | بعطسه آفتاب از خندهٔ تیغ
عماریهای زریں گوهر آمود | طمع چرخ را کرده زراندود
بگردش تیغ و خنجر دسته دسته | ره چشم بد از پولاد بسته
تو گوئی گردش از تیغ کشیده | بگرد لاله سوسنها دمیده
طبقهای زر و یاقوت گلگوں | چو روی عاشقاں در گریهٔ خوں
زمیں در زیر لولوی خطرناک | تو گوئی ژاله باریده است بر خاک
بدینساں کایزدش یاری گر آمد | بایوان الیخانی در آمد
بر آب سدره و طوبی نهالش | نشست اندر میان چار بالش
فلک حیراں ز زیبائیش مانده | گهش سیاره گه ثابت فشانده
بدور حلقهای آسمانی | ملک در خواندن سبع المثانی
بترتیب آنچناں کاقبال میخواست | نشستند اهل اقبال از چپ و راست
جهاں صدر آں شیخ آسماں قدر | جهان درّ معنی ریخت از صدر

۳- برسر باد ب ۶- دسته دسته سا۲ سا۳ ب ۱۰- کایزدش سا۳ حج۲ ب = ایزدش حج د ع۲ ۱۱- برآب سدره
عا حج۲ ع۲ = برآب سدره ع د ۱۲- گهش سا۲ سا۳ حج د حج۲ ب ع۲ = گهے ع ۱۲،۱۳- فلک سا حج ء حج۲
ع۲ ۱۴- اهل دولت سا۳ و حج۲ ۱۵- جهانے از معانی ب -

بمقدارے کہ ملکے را بود نقد
بہم بست آفتاب و ماہ رعقد

نثار افگن رسیدند اہلِ درگاہ
ز زر مہتائے گوہر تنگ شد راہ

بہر کس ہدیہ دادند از خزائن
خراجِ مصر و محصولِ مدائن

چو رسمِ کارِ خیرِ پادشاہاں
بسر شد بر مرادِ نیک خواہاں

بہ آئینے کہ رفت آں نو سرافراز
بدولت گاہِ خود شہ ہمبراں ساز

نشستہ بود بیروں سوے خنداں
دروں با درد و داغِ دردمنداں

بروں زربفتِ شاہاں گشتہ سازش
دروں چوں زر بر آتش در گدازش

چو در صدرِ بزرگاں مجمرِ عود
دروں پر آتش و بیروں زر اندود

چو تنگ آمد ز اندوہِ دروںے
بخلوت خانہ شد با اشکِ خونے

خیالِ یارِ خود را داشتہ پیش
دریں سوز ایں غزل میساخت با خویش

غزل از زبانِ عاشق

فراغِ عیش و برگِ شادمانے
متاعِ خوشدلی و کامرانے

نشاطِ خرّمی را یک یک اسباب
کہ جویندہ نیارد دید در خواب

کشادہ آسماں درہائے روزی
چراغِ بخت در عالم فروزی

بزرگاں شغل جوئے پاسبانم
سلاطیں خاکروبِ آستانم

ہمہ سر بر زمیں سوئے کہ بینم
ہمہ رو ہا بخاکِ آنجا کہ شینم

۷- باتش سا حر۲ ۱۰- غزل میگفت سا۴ ۱۳- نشاط و خرمی سا۳ حر۲-

اگر خوانم غلامے را سوئے خویش | رسد سجده کناں اقبالم از پیش
چو گردم چاکری را کار فرمائے | دود فتح از سر تو ساخته پائے
ز دولت هرچه گنجد در صفت چیز | مهیا گشته بیروں از صفت نیز
چه سود ایں جمله چوں یار آنِ من نیست | دلِ دیوانه در فرمانِ من نیست
خیال از خونِ من پرورده گشته | دلم آواره و جاں برده گشته
ز دلبندی که دارم کار مشکل | بدلبندی دگر نگشایدم دل
نه همدردی که با او راز گویم | نه همرازی که رازش باز جویم
ستاده در نظر صد ماه پاره | یکے در دل نمی گنجد چه چاره
هزارم بنده با زلفے چو زنجیر | یکے دلبندِ من بود چه تدبیر
هزاراں شربت اندر کامِ جانم | جز آں شربت که من زاں زنده مانم
همه شب بر تنم خار است هر مو | مغیلانست قاقم زیر پهلو
چو من نے از خورم آگه نه از خواب | چه خارم در ته پهلو چه سنجاب
دلِ هر کس بجا من بیدل و بس | همه کس با من و من با [illegible] نے
همه دلجوئی من گشته دریں غم | دلِ گم گشته‌ام از چپ و راست
ندانم تا کجا انجامد ایں کار | خدا را در معنی ریخت از صدر
چو زینساں در دیار از دل بروں راند

---

۵ پرورده گشته ع۲ ایضاً جان پرورده گشته ازمعانی ب۔

۳ مهیا ج۲ ب = ایزدش ج د ع۲ ۱۱۔ برآید ره ج د ج۲ ب ع۲ = گمے ع ۱۲،۱۳۔ فلک ج د ج۲

پاسخ از لب معشوق

گذر کن ای صبا سوی که دانی | بگو از من بران روی که دانی
که ای ببریده از دیرینه پیوند | بناز و نعمت تو گشته خرسند
ترا خوش باد با همدم نشستن | مرا از دولت در غم نشستن
چو با همدم نشینی شاد و خرم | شبی یاد آری از درماندهٔ هم
چو آن سرو بلند آری در آغوش | مکن زین کاه برگ خود فراموش
بشادی حسب تو با همدم خویش | حوالت کن بجان من غم خویش
تو شبها باش با یار آرمیده | که من پاس تو میدارم ز دیده
من و هر شب ز دیده خونفشانی | بس است این از تو مزد پاسبانی
اگر من دور ماندم از جمالت | خوشم نیز از کرشمهای خیالت
تو هر نام اگر ناری بیادم | من اندر دل هم از نام تو شادم
وگر صد رخنه از جورت بجان است | بجان تو که مهر دل همان است
ندارم گر ز من تنگ آمدی ننگ | که تنگ آید همه کس از دل تنگ
ور از من دل گرفتن نیست مشکل | ز غمناکان بگیرد جمله را دل
جفاهایی که می آید ز تقدیر | چو من شایسته‌ام چه تدبیر

---

۵ - بدیده ب ۹ - درفشانی ج۲ ۱۱ - هرگز نام ب ۱۲ - ندارم ... ب ع۲ د ج۲ - گرا تم
گر ز من تنگ آمدی تنگ ع ۱۳ - دل گرفتن ج۲ ج۲ ۱۵ - ادیم ...

چہ اُفتاد از فلک بر آدمی زاد — کہ تنہا داند آں گردن چو اُفتاد
اگر سنگے فتد بر پشتِ مورے — ازاں تہ کے جہد چوں نیست زورے
چو بادی پشہ را بر باید از جائے — ستادن را کجا ثابت بود پائے
بہ تندی میگریزد بختم از پیش — عنانِ بخت چوں پیچم سوئے خویش
نہ دولت سایہ انداز د بریں مور — نہ بختِ آنکہ با دولت کنم زور
نیارد دولتت چوں یاد ازیں خس — تو دولت راں کہ مارا یادِ تو بس

صفتِ نگاربستنِ مشّاطۂ نوروز دستہائے نازکِ گل را و نمایش کردن نوبراں اوصاف از پردہائے حریری در جلوہ گاہ شاہنشاہ مشرق و مستورۃ العصر ستر فی استار النور خالدۃً

چو گل در جلوۂ ناز آمد از شاخ — کشاد از گوشہ نرگس چشمِ گستاخ
ہوائے شد چو آغازِ جوانی — سزاوارِ نشاط و کامرانی
نسیمِ صبح چوں مشّاطہ پُرکار — بزیور بستنِ خوبانِ گلزار
بسرخ و سبز نوروزِ طرب زائے — عروسانِ چمن را پیکر آرائے

۱- نہاد س۱ ح دع۲ = نہد س۲ ح۱ = بہاد ع ۳- یہ شعر ہمارے نسخہ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے ۴- را چوں پیچم از خویش س۱ ۵- بخت آنکہ س۳ ب ح ح۲ دع۲ = بخشے آنکہ س ع ۹- شمۂ مشرق ح۲ = شمس مشرق ۔ شہنشاہ شرق ع۲ ۱۱- نشاط و کامرانی ح ب

۱۲- پُرکار س۲ س۳ ح ب ح۲ دع = برکار س ع۲ ۔

بروئے باغ بارانِ بہاری ... بدُر پاشی و مروارید باری
بہار از لالہ و سوری بگلشن ... حنا بستہ بپائے سرو و سوسن
ز رنگ سبز و تر شاخِ نگوں سر ... چو ابروئے بتاں در وسمہ تر
بصد گلونہ باغ آراستہ روئے ... بمشکِ سودہ سنبل بافتہ موئے
خراماں در چمن خوبانِ سقلاب ... کشادہ چشمہائے بستہ را آب
ز عشقِ پائے خوباں نرگسِ مست ... نہادہ چشمِ خود را بر زمیں پست
بنی کو سوئے بستاں رائے کردہ ... میانِ چشمِ نرگس جائے کردہ
ز غنچہ بسکہ بکشادہ دمِ مشک ... شدہ از بوئے تر چوں نافہ خشک
بنغمۂ بلبل و قمری خروشاں ... سر افگن گشتہ ہر سو سبز پوشاں
ز مرغانے کہ گشتہ ارغنوں زائے ... نمی آمد صبا را بر زمیں پائے
دریں ایّام کردند اختیارے ... کہ بنشیند گلی با نوبہارے
چو یکشنبہ کہ ہست آنروزِ خورشید ... فلک را داد بر کف جامِ جمشید
مہ ذی القعدہ در ذی الحجہ زد دست ... چو ماہی در کشید از نیمہ شست
شبِ غرّہ دوشنبہ بامدادش ... ہماں سالے کہ اوّل رفتہ یادش
سعادت بردہ مہ را در شرف گاہ ... قرانِ سعد کردہ زہرہ با ماہ
بسر تاجِ شرف خورشید راہم ... شدہ مریخ در خرچنگ پر کم

۴ — تافتہ موئے حج ۱۳ — برکشید ۳

ببرجِ ثور ہم نیک اختری را | عطارد جفت گشته مشتری را
ذنب در جدی و کیواں ہمدراں برج | ز برجِ ماه راس آراسته درج
زشب یک پاس ساعت زہره را بود | مہ و زہره شرف پیوند مسعود
که شاه آمد بمشکوئے معنبر | دز و چوں نافۂ مشکو معطر
سریرے سر باوجِ ماه برده | مهش خورشید را از راه برده
نهاده کرسیِ بر گوہریں فرش | که بود آں ہمسر وہمپایۂ عرش
برآں کرسی نشست از رسم شاہاں | چو بر چرخ آفتابِ صبح گاہاں
چناں دربارشِ آمد گوہر و دُر | که گردوں خواست تا دامن کند پر
زگوہر تا زنیناں را تۂ پائے | شد اندر آبله پائے گہر سائے
گہرہائے که ہریک را ز اُمید | ق بصد خونِ جگر پرورده خورشید
فتاده ہر طرف بے قیمت و خوار | چو آبِ چشمِ عاشق بر درِ یار
ہمی بارید سیّاراتِ پر نور | که ابر از پیشِ مه شد ناگہاں دور
مَشَاطه پرده را از پیش برداشت | ستارہ زآفتابِ خویش برداشت
پدید آمد سہے کاندر نظاره | دلِ مه پاره شد زاں ماه پاره
نمود از جلوه چوں برجیس در قوس | بہیں دیباچۂ حورانِ فردوس

---

۴ — : برج ماه مخ۲ ۵ — سریش سۃ ۶ — ہمسر و سا ع۲ مخ۱ = از شرف سا۲ = در شرف سا۳
= ہم شرف ب مخ = سرو ہم د ع —

براں دیباچۂ صنعِ لایزالی — نوشتہ آیتِ فرخندہ فالی
برخ ہنگامۂ بتاں شکستہ — بلب بازارِ خوزستاں شکستہ
دو زلفش مشکِ چیں را خون وپیوند — دو لعلش توأماں ہمشیرۂ قند
دو چشمِ شوخ نے خفتہ نہ بیدار — غلط کردم کہ نے مست و نہ ہشیار
مبارک صبحے از رویش دمیدہ — کزاں چوں صبح مہ دامن دریدہ
نمک دانی بہ تنگے چوں دلِ مور — نمک چنداں کہ در عالم فتد شور
از او بفگندہ طاؤسِ بہشتی — ہزار آئینۂ در اینزشتی
سہے سروے جمالِ افسرِ بتاں — چراغِ خانۂ و شمعِ شبستاں
دو صد فتنہ وزارت دارِ رویش — ہزار آفت نیابت دارِ مویش
زخوے ناید براں رخسار دیدن — تو گوئی خواست آب از وے چکیدن
بنازا مشتری آں شکل دیدی — فلک بفروختی نازش خریدی
نہاں در شرم چوں لولو بدریا — بگو ہر غرق چوں مہ در ثریا
ہمہ گوہر سزائے تاجِ جمشید — چراغ افروختہ از شمعِ خورشید
شدہ اندر جلوہ چوں خورشیدِ افلاک — عروسِ پاک تن در حجلۂ پاک

۱- آیتے ع[۲] د = آیۂ حج ع ۴- خون و پیوند سا حج حج[۲] ب = خون پیوند سا[۲] سا[۳] ع[۲] د ع ۹- وزارت رآنِ حج[۲] = وزارت زار ع[۲] ۱۰- گر خوئے باید سا[۲] حج[۲] = زخوئے ناید برسا حج ع[۲] د = زخوبی ناید سا[۳] ع

۱۲- چوں گوہر بدریا ب -

بلند آئینهٔ مهرِ سمایش | بجلوه بود در خوردِ نمایش
ولیک آن آئینه چون در حمل بود | جمالِ خضر خان نعم البدل بود
همه شاد از خضر خانِ غم اندیش | خضر خان هم ولیکن با غمِ خویش
نه از خویش و نه از خویشان خبر داشت | که تن آنجا و دل جائے دگر داشت
برون گل بر عروسِ خویش میزد | درونش خارِ هجران نیش میزد
دو چشمش ماه را نظّاره می کرد | مهِ دیگر دلش را پاره میکرد
بلب نام عروسِ خانه میگفت | بجان پیشِ خیال افسانه میگفت
پس از جلوه چو بر شد بر سر تخت | قران کردند با هم دولت و بخت
گهرهائے دگر بیرون شد از دُرج | مه و خورشید با هم ماند در بُرج
ز بهرِ مصلحت را چاره ناچار | بکارِ مصلحت شد صاحبِ کار
نکرد از چیز خود کم نقطهٔ نیز | که خلق آن حمل کردی بر دگر چیز
در آمد تند شیرِ اژدها زور | چو شیر و اژدها کاید سوئے گور
به نیروئے زد اندر صیدِ خود چنگ | کزان نیرو جهان بر صید شد تنگ
چو بیرون کرد پوشش گوهرین یافت | تنش چون گوهرِ خورشید میتافت

۱- در خورِ نمایش س۲ س۳ ع۲ د ک ا = در خور رو نمایش حج حج۲ ع ایضاً سمائی۔ اندر رو نمائی ب
۲- دل د ۳- ولیکن س۲ س۳ حج ب ع ک ا حج۲ د ع۲ = ولی شاد ع ایضاً با غمِ خویش س۳ حج ع۲ حج۲ ب د = از غمِ خویش ع ۱۴- گوهرین یافت س۲ حج حج۲ ح ع۲ د = گوهری یافت س۳ ع۔

بماہِ آسماں میداد تابے | درونِ چاہ درِ شب آفتابے
مُخنتش دل بگردِ پستہ درگشت | ز پستہ چاشنی گیرِ شکر گشت
پس اندر برکشید آں نازنیں را | بتنگی چوں قطرہ انگبیں را
چو خازن دست بر دُرجِ نہاں داشت | صدف مُہرِ خندائی بر دہاں داشت
رسیدہ چشمہ را ماہی خریدار | ولے چشمہ ز ماہی ناپدیدار
بر آں ساں تند گشت آں ماہیِ تیز | کہ شد زاں چشمہ آبِ آتش انگیز
مبارز گشت در جولاں نمائی | بہ نیزہ بازی و حلقہ ربائی
ہم اندامش بجنبش برق گشتہ | ہم انگشتش بگوہر غرق گشتہ
ازآں درخیزہ گشتہ خیز رانے | شدہ در کامرانہا کامرانے
چو میلِ مس شد اندر سرمہ داں صرف | زمس زنگار زاید زاد شنگرف
در آتش بوتہ می برد از مسِ ناب | شگافی داشت بوتہ ریخت سیماب
چناں تر گشت شاخِ بُسّدیں سر | کہ زاد از شاخِ بُسّد لولوئے تر
ز خوے ہر مو بروں افگندہ جوئے | شدہ سلکِ گہر ہر تارِ موئے
چو آمد آب و آتش را فرو کُشت | ز ژندآن زاد شد محرابِ زرتُشت
دو تن کز سودِ پنہاں سودگی یافت | ازاں سودن دمے آسودگی یافت

۳۔ چوں قطرہ سٰ۲ سٰ۳ د = قطرۂ چوں حہ د = ہمچو موری عا = چوں صراحی حہ۲ = قطرہ چوں سہ ع ۲
۸۔ بگوہر سٰ۲ سٰ۳ حہ حہ۲ د = بجوہر سا = بجلوا عا سٰ۳ حاشیہ
۱۴۔ و آتش سٰ۳ حہ ایضاً زردشت سا حہ۲

چو گشت آسوده آں گلهائے سیراب — دراں آسودگی رفتند در خواب

صنم در خواب روئے خضر خاں دید — خضر خاں هرچه در دل داشت آں دید

بجست از خوابِ خویش واز خوابگه نیز — ز خورشیدش گرفته دل زمه تیز

هماں ماهِ خودش در دل نشسته — هماں مهرش در آب و گل نشسته

چو تنگ آمد ازاں فردوسِ پرحور — ازاں حور و ازاں فردوس شد دور

بمجلس رفت و مطرب را طلب کرد — ز دل سوزِ دلش آهنگ لب کرد

برویک شعلهٔ خود کرد روشن — کزاں پر دود شد ایں سبز گلشن

نوازن زاں دم افغانی بروں زد — که رودِ خشکِ بربط موجِ خوں زد

تو گوئی بود زخمه نشترِ تیز — که از رگهائے بربط گشته خونریز

چناں گشت ایں غزل زاں زخمه در ساز — که هر جانب رواں شد خوں ز آواز

غزل از زبان عاشق

فراواں دیدم اندر دورِ ایّام — نه آسانست دل را یافتن کام

جهاں جز حیله پردازی نداند — زمانه جز دغا بازی نداند

فلک بیں چوں منی را چوں دغا داد — که ریحانم نمود و گندنا داد

بآباجی فگندم تیر و تقدیر — بآباجے دگر بُردش چه تدبیر

۲- آنچه در دل حج ۷- گشت س ح حج حج۲ ع۲ د = شد س۱ س۲ ع ایضاً این س۳ حج۱ ع۲ د
= آن حج ع ۱۰- زخم حج ح ایضاً چناں س۳ حاشیه-
۱۵- وتقدیر س۲ ک = تقدیر حج ب حج۲ ع۱ د-

برفتن رو بخوزستان نهادم غلط شدن به ترکستان فتادم
چنین است آسمان را سیرت و کیش که حلوا خواهی و سکبا نهد پیش
طرب ار در دل بینا رساند زمرّد گوید و مینا رساند
اگر ماه است جفتِ من دگر حور چه کار آید چو تن جفت است و دل دور
بسا تن کان بهم در عطر سائیست درونِ دل بصد منزل جدائیست
اگر خود صورتِ باغ بهشت است چو میلِ دل بسویش نیست زشت است
دلم را چون ز سروِ خود بهار است مرا با سدره و طوبیٰ چه کار است
چه سود م زهره و پروین در آغوش چو دور است از برم ماهِ قصب پوش
به حلوائی که نبود میل چندان گلو نپذیرد آن بخشش ز دندان
وگر گرم است با نار ترش تاب هم از یاد وی آید در دهان آب
بقدرِ آرزو زیبا بود خورد بنا بایست رغبت چون توان کرد
چو در شد دوستی در مغز و در پوست دگر در مغز چون او کی شود دوست
نه یکدل در دو دلبر کند گم نه در یک دیده در گنجد دو مردم
مرا یارے که در پیش است رویش بیادِ دیگرے بینم بسویش

٣- طربکت ب ح٢ = طرب را س٣ ایضاً زمرد گوئی ح   ٧- خود کنار س   ٩- آن بخشش ز دندان
س س٢ س٣ ح ح٢ ح دع٢ عا = ار بخشی بدندان ع = گلو بندد و هر بخشش بدندان ب
١٠- وگر گرم است س٣ ء
١٢- شود دوست س س٢ س٣ ح ح٢ ح دع٢ ب = بود دوست ع

بلے آنکہ از بتے دارد بدل داغ — زغمہا کے کند میلِ گل و باغ
و لے داند ضمیرِ کار دانا ں — کہ نبود روئے گل چوں روئے جاناں
سمن با عارضِ سیمیں چہ ماند — شکر با بوسۂ شیریں چہ ماند
ہماں گلبرگِ من در جیبِ من باد — کہ از گلہائے دیگر نایدم یاد
چو گفتند از زبانِ عاشق ایں حال — زجاں ایں حال بیروں ریخت قوال

پاسخ از لبِ معشوق

الا اے آرزوئے جانِ مشتاق — کہ جُفتِ دیگرانی وز من طاق
مبارک باد بر تو دلبرِ تو — حریرِ اندامِ تو بر بسترِ تو
مرا ہم باد ز اقبالت مبارک — ولیک از غیرتِ آشامم ہلاہل
تو خوش میکن لبِ جاناں بدنداں — کہ من ہم میکنم از دولتت جاں
ترا خوش باد شب با یارِ دلکش — کہ من ہم شب خوشم لیکن بر آتش
تو با او خسپ بر دیباطربناک — کہ من دور از تو خواہم خفت بر خاک
مرا کز سایۂ خود رشک بودی — مگس پہلوئے تو عنقا نمودی — ق
کنوں خورشید جائے سایہ دیدم — نہ گنجیدے مگس عنقا شنیدم
چو کردی سیر یکے با دلبرِ خویش — سرِ من ہم مکن دور از درِ خویش

۱- زغم تاک کند س د ع ۲ ۴- حبیبِ من س ش س ۳ ح ح ۲ د ع ب = حبیب او ع ۵- زبان ع ا

۱۰- خوش میگذ ح ۲ ۱۳- سایۂ خورشید ۱۵- چو کردی دل س ع ۲ د حاشیہ -

نگه کن تا چه باشد مشکل این کار | تو با او خفته و من بے تو بیدار
مرا دل سوئے بازوئے تو مائل | ترا با دیگرے بازو حمایل
دمے زین غم ز دردِ سر نه ام فرد | که زیرِ آن سرت بازو کشد درد
سرے کورا از آن بازو خم آید | چه باشد گر دریں بازو ہم آید
وگر آں سر ازیں بازو دریغ است | کم از موئے نه آخر ہو دریغ است
گریزانست جانِ مستمندم | ز سر بفرست موئے تا به بندم
ز مشکیں موئے تو با بوئے سازم | چو گشتم موئے ہم با موئے سازم
تو بهر نام اگر ناری بیادم | من اندر دل ہم از نامِ تو شادم
چو با ہم صحبتاں رانی مرادے | فرامش گشتگاں را کم زیادے
چو بخشے آشنا را بوئے عودے | به بیگانه ہم آخر کم ز دودے
دل از همخوابهٔ نوشد بادت | طفیلِ او ز من ہم یاد بادت

صفتِ داغہائے جدائی کہ دود از نہادِ آں دو آتش زدۂ فراق برآوردہ

مباد آسماں را خانه معمور | که یاراں را ز یکدیگر کند دور
کشاید عقدہائے مہربانی | بُرد پیوندِ صحبت ہائے جانی

۳- این سرت ح۲ ب ۵- سرے کورا در آں بازو ح ۸- یہ شعر صرف ح ح۲ سے لیا گیا ہے- باقی نسخوں میں نہیں ہے ۹- ہم زیادے ح۳-

دو ہمدم را کزاں مہرے کہ دارند ق دمے ازہم جدا بودن نیارند
چناں دور افگند کز بعد یک چند بنام و نامۂ گردند خرسند
اگر ہر بند تن باید جدا کرد نہ چوں درد جدائی باشد آں درد
وگر در سینہ گردد آتش افروز نہ ہمچوں سوز ہجراں باشد آں سوز
ہمہ کس پیش رو باشد خریدار بدورے دوستی گردد پدیدار
نہ یاری خس کشتی باشد کہ گاہ ز نزدیکے رباید کہربا کاہ
کم از ذرّہ نشاید بود کز خاک ز دور سرگشتہ سوئے مہر افلاک
بہ نیلوفر نگر کز مہر جاوید فرو میرد چو پنہاں گشت خورشید
وفاداری ز ماہی باید آموخت کہ گر از آب یکدم شد جدا سوخت
چو سوز عشقبازی شد ضروری چہ با دلدار نزدیکے چہ دوری
چو روغن را چراغ از جاں پذیرد بسوزد باوی و بے او بمیرد
مرا دو کام رسمے ز آشنائی است چو عشق آمد حلاوت در جدائی است
بدوری دوستاں را قدر دانند بسیری انگبیں را سرکہ خوانند
ز بہر وصل کردن چارہ سازی ہوسبازی بود نے عشقبازی
کسے باید کہ نام شوق گیرد کہ درد و نیم کردن ذوق گیرد

۱- ازاں مہرے س۳ ع۱ ح حہ۴ - گردند س۲ حہ ب ع۲ د = گردد س۳ ع = گردم حہ۲ ۶ - نہ یاری خس کشتی باشد = نہ یاری خس کسے باشد س۱ س۳ حہ حہ۲ ع۲ ب ھا = نہ یار خس کسے باشد س ۸ = نہ یاری خسے باشد ع -
۱۲- رسم آشنائی حہ حہ۲ ب ۴ ۱ - جستن حہ۲ ایضاً ہوسبازی س حہ۲ ع۲ = ہوسناکی س۲ حہ ب ع -

اگر تو عاشقی آتش کن آشام   که در شربت همه کس خوش کند کام
کسے کش روزیست این سینه سوزی   فزون باد و مراهم باد روزی
ببازی چند بیرون ریزم این راز   بسر حرف حدیث خود شوم باز
چنین خواندم درین لوح نهانی   که عشق افزائے بود آن لوح جانی
که چون دوران چرخ از بیوفائی   فگند آن هر دو عاشق را جدائی
شه آمد باز ازانجا با دل تنگ   بسنگیں حجره شد چون لعل در سنگ
ازآن پس یکزمان بےغم نبودی   زدی دمهائے سرد و دم نبودی
گهے شوریده دریاوان نشستے   زخون دل دریاوان نقش بستے
گهے تنها بخلوت خانه بودی   زسودائے پری دیوانه بودی
نهاده رو بزانو با دل تنگ   زگریه بستی آن آئینه را زنگ
گهے بیرون شدی بر عزم نخچیر   زآه خود زدی بر آهوان تیر
زدود دل بطان را زاغ کردی   زدم برران گوران داغ کردی
بمیدانش غبار دل بهر سوئے   گهے چوگان زدن سرگشته چون گوئے
شب و روز انده و تیمار یارش   نه در شهر و نه در صحرا قرارش
اگر وقتے زغم کردی بےمیل   زخون دیده راندی بر زمین سیل

۲- فزون بادش ع۲ ۷- وزان پس حج ۱۰- آئینه را رنگ حج حج۲ ب ۱۳- زهر سوئے ب
۱۴- انده تیمار یارش حج حج۲ ع۲ ۱۵- اگر وقتے حج۲ ب الیضاً بے کردی زغم میل ب -

قرا به کردی از لب مے فشانی — وے از دیده فشاندی لعلِ کانی
چو بودی گاه نقلش با صد افسوس — زدی بر خاتمِ جاناں بسے بوس
گرفته بر کف آں انگشتریں را — بیادِ آں دہن بوسیدی ایں را
گہ آں انگشتریں بر دیده سودی — نگینش را نگینے در فزودی
گہے زاں گوہرِ گم گشته از مشت — گرفتے در دہاں چوں خاتمِ انگشت
بمجلس دیده ہمچوں ساغرِ مے — بخلوتگہ چو در آتش دروں نے
نہ محرم جز غم و دردی و روے — نہ مونس جز کتابی و سرودے
گہے از لیلی و مجنوں سخن راند — گہے افسانۂ مہر و وفا خواند
صف اندر صف پرستارانِ مہوش — دلش ہم با خیالِ ماہِ خود خوش
عروسِ نازکش گرچه به بر بود — چه بیند چوں دلش جائے دگر بود
کسے کش دل گرفتارِ ہوائیست — مہِ دیگر بچشمش اژدہائیست
اگر صد روئے خوب آید فراپیش — کجا باشد چو روئے دلبرِ خویش
بباغ ار صد چمن در پیش باشد — نہ ہمچوں گلعذارِ خویش باشد
چرا گل دامن از بلبل نہ چیند — کہ ہر دم بر گلے دیگر نشیند
دلے کش ہر دم از روئے فروغست — حدیثِ عاشقی از وے دروغست
برایناں عاشق اندر ناصبوری — ہمش دوری و ہم وصلِ ضروری

۴۔ انگشتریں ح ح۲ ع ادب = انگشتری ع ۱۶۔ بدیناں ح۔

وزاں سوئے دگر معشوقِ طنّاز بخوں خوردن درونِ پردهٔ راز
شب و روز از ہوائے دیدنِ یار چو چشمِ خود دِژم چوں غمزه بیمار
ازاں موئے که بودش ہدیهٔ دوست نگنجیدی بسانِ موئے در پوست
دراں کحلے رقم بسیار دیدے بجائے سُرمه در چشمش کشیدے
دراں سودائے دلکش داشتی ہوش چو طفلی کو کند سبقش فراموش
چو آں مو را شکنج و تاب دادی ز مژگاں شانه کردی آب دادی
ہمه روز آں شبِ دیجور بر دست چو دیده ظلمتے پُر نور بر دست
گہش خونریز و شور انگیز خواندی گہش دلبند و جاں آویز خواندی
نہانی گفته بودش محرمِ راز که زانِ دیگراں شد یارِ دمساز
بشادی با عروسِ خویش بنشست عروسانِ دگر بگزاشت از دست
مهِ گوشه نشیں زاں داغِ جاں کاه ہمی بود از دروں کاہنده چوں ماه
غمِ دوری نه بس بودش جگر خوار بر آں غم گشت غمہائے دگر یار
یک آتش می نشاند از چشمِ خونریز که سوئے دیگرش زد آتشِ تیز
تواں خوردن بسینه دور باشی که نتواں خوردن از غیرت خراشی

۳- چو غمزه خود دژم چوں چشمِ بیمار ح۲ ۵- داشته سا ح ح۲ د ع۲ = داشتی س۲ س۳ ع الیضاً سبق ساز د س۱ = سبق کرده ع۱ = چو طفلے کند درسبقے فراموش ح۱ = چو طفلے کو کند و سبق فراموش ب (امیر خسروؒ نے ہمیشہ سبق کو ساکن الاوسط باندھا ہے۔ سوائے ان اختلافی نسخوں کے یہ لفظ حضرت امیر کے کلام میں متحرک الاوسط میری نظر سے نہیں گذرا مگر ایک جگہ یعنی صفحہ (۱۵۶)

توان در چشم خود صد خار دیدن | که نتوان یار با اغیار دیدن
چرا غنچه ندرّد پیرهن را | که او گل دوست دارد گل چمن را
غمی بود آن پریوش را دران سوز | که شبهایش بد شواری شدی روز
ق چو شب رایت برآوردی بعیّوق | چو روز عاشق و گیسوئے معشوق
چراغِ دل همه شب داشته پیش | نخواندی جز نهانی قصّهٔ خویش
نشستی با هزاران داغ دوری | بخونِ دیده تعویذِ صبوری
دلش پیشِ چراغ افسانه گفتی | گدازِ شمع با پروانه گفتی
حکایتهائے عشق اندوه گردی | شکایتهائے خوں آلود کردی
دلِ خود را فریبی دادی از ناز | بنوکِ غمزه کردی زلف را باز
که گر غم پرسِ من می پرسدم کم | چه کم دارم ز خوبی تا خورم غم
هنوز از شاخ سبزم بر نرسته است | هنوز ایں سبزه را شبنم نشسته است
هنوزم بر زمرّد مهر کانی است | هنوزم در سرائے پاسبانی است
هنوزم فتنها در مو نهفته است | هنوزم لاله در رو نا شگفته است
هنوزم طرّه ها شوریده کارند | هنوزم غمزه ها خنجر گزارند
هنوزم بوسئے مرزنگوش تند است | هنوز از دیدنِ من دیده کند است

۱۔ یار با اغیار دیدن سا حح۲ ع۲ = یار خود با یار دیدن سا۳ سا۳ ب د ع ۳۔ جگرسوز حح۲ ایضاً شود روز حح۲
۸۔ عشق اندوده۔ خون آلوده سا دع۲ ۹۔ کردی زلف را باز و بیع = گفتی زلف را راز سا دع۲
= گفتی زلف را باز سا۳ حح۲ ۱۰۔ یہ شعر اور اس کے بعد کے ۳ شعر ب میں نہیں ہیں۔

هنوزم ابروان محکم کمانند   هنوزم چشمها پیکان فشانند
هنوزم نرگسِ خونریز مست است   هنوزم زلف کافربُت پرست است
نیازو دست آفت بر جهان لم   نیابی تهمتِ فتنه بجا لم
لبم هم شیرهٔ تنگِ نبات است   رُخم هم چشمهٔ آبِ حیات است
خریدارِ من ار با این نکوئے   ق   ندارد رغبتی از مهر جوئے
بمهدش با دصد زیبا رُخِ عهد   هم از دامانِ پاکِ من مراعهد
صدش خورشید و ماه از پیش و از پس   خیالِ او مه و خورشیدِ من بس
دگر راهش که کردی غیرت افگار   زدی پیشِ خیالش نالهٔ زار
کراے زانِ من و زانِ کسان هم   سرِ من بلکه سلطانِ کسان هم
چو شمع از رشک جانم میفروزد   زشمعے کو ببالینِ تو سوزد
چو دل زو کز تو سوزد سوزِ جاں دید   کسے کو با تو سازد چوں تواں دید
زبیخوابی همه شب چشمِ من باز   تو با هجوابهٔ خود خفته در ناز

۱- پیکاں فشانند س۱ س۳ ح حج۲ ع۲= پیکاں نشانند د ع ۳- نیازاده است آفت را س۳ ء= نیاز اد است آفت ۱
س۱ حج۲ د= نیاز دوست آفت بر ع ایضاً سا ر وہیں فتنہ است خالم س۳= بنا تہمتی فتنہ است خالم س۱= نیا ہمتشمی
فتنہ خالم= نیابی ہم تہی از فتنہ خالم کا= نیابی ہم تنی فتنہ است خالم حج۲= نیا بد تہمتی فتنہ بجا لم د= نیا ہمتی و فتنہ خالم
ع۲= نیابی تہمتِ فتنہ بجا لم ع = نیا ہمتی اے فتنہ خالم ح (حج میں یہ شعر نہیں ہے اور ء میں یہ مصراع پڑھا نہیں جا سکا
یہ تمام اختلافات اگرچہ بظاہر غلط معلوم ہوتے ہیں مگر ان کو اس لئے درج کر دیا ہے کہ شاید ان کو دیکھ کر کسی کا ذہن صحت کی طرف
منتقل ہو سکے) ۵- در مہر جوئے حج۲ ۹- سلطانِ خساں ب ۱۱- چو دل کو از تو سوز د س ء کا= چو دل پیش تو سوزد
س۳ ۱۲- خفتہ در ناز س۱ ح حج حج۲ د ء ع۲= خفتہ با ناز ع-

ترا باد احترام آں شکر دے   کہ مے نوشی ز لبہایش پیاپے
مرا باد احتلال اندوہ خوردن   ز غیرت لقمۂ چوں کوہ خوردن
روا باشد کزیں بخت رمیدہ   تو ساغر نوشی و من خونِ دیدہ
دراں منگر کہ تو صاحب کلاہی   کہ من ہم دارم اندر حسن شاہی
ترا گر چتر زر بالائے ماہ ست   مرا ہم گرد سر چتر سیاہ ست
مرا دل دہ کہ بیدل ہم تو کردی   گرہ بکشا کہ مشکل ہم تو کردی
گر از رویت زنگی بینم از دور   تماشا را ہمینم بس بود سور
ور از بویم گریزی ہم بخوشم   کہ تو عطار و من ماہی فروشم
ز گل بوئے پیاز آید کسے را   کہ بر کبکے گزیند کرگسے را
برابلہ کش نماید زعفران خشک   چوئے انگوزہ بہ از خرمنِ مشک
دراں روزی کہ با صد گونہ شادی   شہے را تاج زر بر سر نہادی
دراں جولاں کد ایں گرد تا آلود   کہ ماہ و زہرہ زاں کاہش نیاسود
فروغت در کد ایں خاک پیوست   کہ از دریوزۂ خورشید و مہ رست
دلے خوں شد دلم از رشک آں خاک   ہم از خونِ دلِ خود شویمش پاک
زہی اقبالِ آں خاکِ ره افسوس   کہ نعل توسنت میسزد بر آں بوس

۲- ز غیرت لقمۂ ۳ ج ح۲ اب دع۲ = ز بس غیرت غمے وع ۱۰- زعفران پشک س ۳ ایضاً با خرمن ۳ ح۲ د = یا خرمن ع۲ = از خرمن ب اع ۱۲- سالود س ۳ ح = نیالود ع۲ = بیفزود ۳ ب = بیالود ح ح۲ = بیاسود ع د
۱۳- خورشید و مہ جست ح۲ ۱۵- بر آں بوس ۳ ح ح۲ ب = بر و بوس ع دع۲ -

دلیک از دست با دم آه و صد آه　　　که نقشِ بوسه بر مے چید زاں راه

خوش آں رخشے که نعلِ زرّ وشن وے　　　زمیں را عینِ عزّت داد هر پے

فلک زیں آرزو میمرد کای کاش　　　هلالم نعل بودی در ته پاش

بدیناں پیشِ دل چوں ناشکیبی　　　گہے عذرے نمودی گہ عتیبی

گه و بیگه همیں شعله بجاں داشت　　　زبانه داشت در دل نے زباں داشت

همه روزش دریں گفتن گزشتی　　　شب از گریه بدرُفتن گزشتی

نگنجیدش چو در دل قصّهٔ درد　　　سرِ خامه ز خونِ دل سیه کرد

عتاب نامهٔ دولرانی که عذرا بود سوئے وامق خویش

بنامِ آنکه نقشِ خوبرویاں　　　نشاند اندر خیالِ مهرجویاں

چناں آراست هریک را کمالش　　　که مقناطیسِ دلها شد جمالش

ز کانِ عشق گوهر داد دل را　　　وزاں پیرایه زیور بست گل را

یکے را شمعِ وصل آرد شب افروز　　　یکے را ز آتشِ هجراں دهد سوز

بحکمت گشت حکمش کار رانے　　　نه زینش سود و نے زانش زیانے

بس آں به کادمی در نیش و در نوش　　　سپاسِ حق نگرداند فراموش

زهے اقبالِ آں جانِ پر اخلاص　　　که بخشند از سپاسش خلعتِ خاص

۱- ولے از دست س۳ ۲- خوش آں رخشی که د حج ع حج۱ = خوشا رخشی که ع ایضاً صد پے ب ۵- زبانه داشت بر لب حج۲
۷- سرنامه حج۲ ایضاً از خونِ دل س۲ حج حج۲ ب د ع۲ = ز دودِ دل س۲ س۳ ۱۳- کار رانے ح حج ع حج۱ د حاشیه
= کار دانے ع د ۱۵- آں جانِ س۳ حج حج۱ ب د ع۲ = از جانِ ع -

پس از دیباچهٔ نامِ الٰهی — که آراید سپیدی و سیاهی
زاندوهِ جدائی قصه رانده — بروئے نامه خونِ دل فشانده
بنوکِ خامه خاریده سرِ ریش — جگرها ریخته بیرون ز حد بیش
که اے یارِ وفادارِ جفاکار — جفا با من وفایت با دگر یار
جفائے کز تو بیم شد بندِ جاں سست — وفائے عمر میدانم چو از تست
تو با یارِ دگر گشته وفا کوش — خیالت از وفا با من هم آغوش
وفا را گر نمیدانی شمارے — بیاموز از خیالِ خویش بارے
ولے با من تو کے پیوند خواهی — که هم شاهی و هم فرزندِ شاهی
نه زود آید بصحبت سرفرازی — نه در دام اُفتد آساں شاهبازی
من و شبها و فریادِ جگر سوز — شبِ خود را ز آهِ خود کنم روز
نه شامم را چراغِ آشنائی — نه صبحم را امیدِ روشنائی
نه دولت سایه اندازد بریں مور — نه آں بازو که با دولت کنم زور
تو در برجِ شرف من در وبالت — تو در خوابِ خوش و من در خیالت
تو شبها روی بر روئے گل دام — مرا بستر مغیلاں زیرِ اندام
ترا در آینه رویاں نظر تیز — مرا ز آینه دیدن نیز پرهیز

۲- بروئے نامه س۱ س۲ ح ح۲ اب د ع۲ = بروئے نالع ۴- وفایت پیشِ اغیار ح ۷- نمیدانی س۱ س۲ ح ح۲ ب ی ع۱ = نمیداری د ع ح ۱۱- چراغے ز آشنائی س۱ ح۱ د ع۲ = چراغ از آشنائی ب ح = چراغِ ز آشنائی ع ۱۳- با خیالت ح د -

ترا صد سرمه کش هر شب در آغوش   مرا خود سرمه از نرگس فراموش
تو چوگان بر کشیده گه سبز و گه زرد   نیارم من برابر وسمه کرد
تو هر جانب کمند انداز بر صید   مرا پا از کمندِ خویش در قید
تو در مجلس نشینی شاد و خرّم   من اندر کنجِ دیواری خورم غم
تو در بستان گل و گلزار در پیش   مرا در بستهٔ دیوار در پیش
تو خوش خوش مے خوری با بختِ مقبل   خورم من هم ولے خونابهٔ دل
بیا بانگِ چنگ و نے تو مجلس آراے   من اندر بزمِ غم نالنده چون نائے
نثارت لعل و یاقوتِ گزیده   نثارم لعل و یاقوتِ دو دیده
تو رانی در بیابان بادپا تند   من آشامم بگوشه خنجرِ کند
تو صید افگن بهر صحرا و هر کوه   منِ محبوس در زندانِ اندوه
تو آنجا میزنی پیکان به نخچیر   مرا اینجا بسینه میخلد تیر
دلم صیدِ تو با صد گونه زاری   تو در دنبالِ شاهینِ شکاری
ترا هر سو بجولان ره نوردی   بدنبالت دوان جانم چو گردی
چه هر سو سرمه از گردت برد باد   چه باشد گر ز چشمِ من کنی یاد
چو گریه شست چشمم را سیاهی   کنم لابد ز گردت سرمه خواهی

۲ـ وسمه هم کرد سا[۳] ۶ـ تو مے خوش میخوری سا[۱] = تو خوش مے میخوری حم ۸ـ از دو دیده سا حم[۲]
۱۰ـ منم محبوس سا[۱] = منِ محبوس سا[۲] حم حم[۲] ب دع[۲] ع ۱۲ـ دوان حم حم[۲] ب دع[۲]
= روان ع ۱۵ـ عذر خواهی سا[۳] = سرمه سای ب

ایا یاری که من جان بودمت یار　　شدی امسال با جانِ دگر یار
دلت چونست و دلدارِ تو چونست　　من ار رفتم ز دل یارِ تو چونست
من ار معزول گشتم زان نظرگاه　　نظرگاهِ تو با د آن روئے چون ماه
تو خوش می غلط بر دیبائے گلگون　　که من میغلطم اینک بے تو در خون
ترا گر خوابِ خوش در چشم نازست　　شبت خوش باد ما را شب درازست
تو گر بگریزی از خونابهٔ من　　خیالت بس بود همخوابهٔ من
من و در پشتِ دیوار تو رویم　　ترا روسوئے دیگر پشت سویم
چو جان هر لحظه در پرواز گردد　　صبا بوئے تو آرد باز گردد
بمردن دیر بود ز آرزویت　　گرم جانبخشی نبود ز بویت
نسیمِ گلشنے کز جان فزونست　　تو آن گلشن تصوّر کن که چونست
غمت مزد و رمیگیرد بلا را　　که کاود سینهٔ این مبتلا را
چو شد کاویده بشناسد نهانم　　رساند مزدِ دستش نقدِ جانم
چو بشکست از غم این شخصِ سفالین　　چه سودم بالشِ دیبا ببالین
نگارا چون بود آن جانِ مهجور　　که دور از دیدنِ رویت بود دور
گہے بے رویت از این چشم بدخوئے　　جہان خواہم که بینم ہم بدان روئے

۷- در پشت س۳ ج۳ ب د ع۲ = بر پشت ع　۱۱- میگیرد س۳ ج۳ د ع ا ب ع۲ = میگردد ج ع = غمت دو دست میگیرد س۳　۱۲- ستاند مزد ع ا　۱۴- این جان س۳ صبا-
۱۵- از این چشم بدخوئے س۳-

وگر بے خاک پا تست این چشم نمناک — گہے بے آب دیدم ہم بداں خاک
چو بینا بے تو ماند این دیدہ ورن — بکش زین چشم و منّت ہم برو نہ
چو خواہم دور ماند از تو پس زیست — بعمدا دور بودن از پئے چیست
ز من بگسل چو میدانی کہ جانی — کہ بے جاں کرد نتواں زندگانی
من ارچند آستانت را کنیزم — بدین خواری مکش در خاک نیزم
چو گفتی عاشقم گر گفتی این راست — ز نقد سروری بر بایدت خاست
بعشق اندر کہ باشد شرط یاری — نگنجد سروری و تاجداری
ہر آں بندہ کہ دارد پادشا دوست — مخواں بندہ کہ بیشک پادشا اوست

حکایت تمثیل

شنیدستم کہ در درگاہ محمود — ایاز خاص را خدمت چناں بود
کہ جز در پیش تخت از صبح تا شام — نکردی جائے دیگر یکدم آرام
بخدمت پیش شاہ مسند آرئے — ستادہ بندگی کردی بیکپائے
چو عکس روز روشن برگشتی — طریق بندگی برعکس گشتی
ہر آں طاعت کہ کردی بندہ در روز — ملک شب پیش ازاں کردی بصد سوز

١- گہے بے آب دیدہ ع١ ٢- چو بینائی تو س٢ س٣ چو بے پا یتو د = چو تنہا بے تو ع٢ ایضاً دیدہ در دہ س١ س٣ ح = دیدۂ رہ د ح٢ ع٢ ٣- پس زیست س٣ ح٢ ع٢ = پس از زیست ح د ب ٦- ز بند بندگی بر بایدت خواست س٣ ایضاً خاست س س٣ ح٢ ب ع٢ د = خواست س٣ ع ٩- حکایت سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہٗ ح٢ ١٠- چنیں بود ب = ہمیں بود ع٢

بسلطانی نشستی بندہ بر تخت — شہ افشردی قدم در بندگی سخت
چو شرطِ عشقبازی درمیاں بود — نہ ایں را سود و نے آنرا زیاں بود
چو مہرِ بندہ بر دل شاہ گردد — کمندِ خواجگی کوتاہ گردد
چو کردی سبزہ را باسر و گستاخ — بہ آسیب بر مشکن زبُن شاخ
چو میدانی کہ ہر شب در چہ روزم — ز دوری روز و شب زینساں سوزم
ز دلتنگی چنانست ایں دلِ تنگ — کہ نالش ہم نمیگنجد دریں چنگ
گہے از لطمہ کوبم چہرۂ زرد — گہے بر چہرہ ریزم گریۂ درد
کنم ہر دم چنیں در بیقراری — گہے زر کوبی و گہ نقرہ کاری
ہمہ شب کوبشِ سینہ است کارم — بدیں چوبک زنی پاس تو دارم
دمے صد بار دریادِ تو میرم — بدیں بے طاقتی نام تو گیرم
من ار میرم ز بالائے چو تیرت — پرستارے بکینہ مردہ گیرت
وگر از آہ من رویت کند خوئے — چو خونم صد ببا ید ریخت برُوئے
مرا گویند کایں زاری و فریاد — مکن کز پردہ بیروں خواہی اُفتاد
چو جانم سوخت از خامی چہ ترسم — شدم رسوا ز بدنامی چہ ترسم
چہ اندیشم کنوں از رخنۂ بام — کہ طوفاں بر سر آمد کشتی آشام

۳- بر دل سا، سا۲، سا۳ حہ ب د حہ۲ ع۲ = در دل ع ۴- ازیں شاخ سا، سا۲، سا۳ حہ ع حہ۲ = زبن شاخ د ع
۵- سوزم سا۲، سا۳ ع حہ۲ = نسوزم ب د = بسوزم ع ۷- اکثر نسخوں میں مصرعوں کی ترتیب یہی ہے صرف ع میں ترتیب معکوس ہے ۱۰- یاد تو ب = بر یادِ تو حہ ۱۵- چہ اندیشم کنوں ب = چہ اندیشہ کنم حہ حہ۲ ع ع۲ د -

زبادی گوئی بایدسر زگردن — گله را بیهده است اندیشه کردن
چو از تو دل ندارد ایستادم — بهرچه آید ز تو گردن نهادم
گرت یاد آیم وگر نایمت یاد — همیشه یادِ تو در جانِ من باد
چو آں نامه که منشورِ وفا بود — ق — زخونِ دیدهٔ و دل ماجرا بود
بپایاں شد برو میخواست پنهاں — که جائے ریسماں بند درگِ جاں
چو رگ پیوسته بُد با یارِ جانی — یکے از رشتها بستش نشانی
سریع السیر ماهی شد بامّید — سپرد آں صبحِ صادق را بخورشید
چو شاه آں ماجرائے جانفشاں دید — تو پنداری که جسمِ کُشته جاں دید
نهاد از عزّتش بر دیده هر پے — که هر دم بوسه دادا ز دیده بر وے
چو بکشاد و سوادش در نظر کرد — همه حرفش زخونِ دیده تر کرد
چو تر کردی زخوناب نیازش — ز آهِ گرم کردی خشک بازش
سراسر خواند و دامن کرد صد چاک — ز بیهوشی فتد و غلطید بر خاک
دمے کامد دمش در کالبد باز — دمِ پوشیده را شد کالبد ساز
جوابِ حرفِ یار آراستن خواست — خراشی داشت هر حرفے که آراست

۱- زبادی س۲ س۳ حج۲ ءب دع۲ = زباری ع ۳- ازنایمت س۳ ایضاً جانِ من ب ۴- ایں نامه س۳ ۶- رشتها حج ھا ع = ریساں س۲ س۳ = ریشاد حج۲ ع۲ ب ایضاً نشانی س۲ س۳ حج ب حج۲ دح ع۲ = نهانی س ع ۸- ایں ماجرائے س۳ حج۲ د ایضاً جسم مرده ب ۱۲- برخاک س۳ حج حج۲ ع۲ ب = درخاک ع ھ ۱۳- دمے پوشیده س۳ حج حج۲ ب = دمِ پوشیده س س۳ ع۲ = دمے بوسیده ع = دمِ بوسیده ھ -

ز مژگاں مردمِ چشمش قلم کرد   سیاهی بستد از چشم و رقم کرد

جوابِ خون آلودهٔ عاشق از سیاهیِ دیده سوئے معشوقِ خویش

سرِ نامه بنامِ کردگاری   که از حکمش رسد یاری بیاری
نگارد نقشِ پیران و جوانان   کند پیوند مهر و مهربانان
مبارک روئے هر صاحب جمالے   بیاراید به بدری و هلالے
ولے کز زندگی بخشد نشانش   ز جانانے دهد در سینه جانش
کسے کش در دل ایں آتش نیفروخت   بماند خام گر خود جاوداں سوخت
بمقصود او رساند مقبلاں را   هم او بخشد صبوری بیدلاں را
پس از دیده جگر در خوں سرشته   عتابِ دوست را پاسخ نوشته
که اے آزرده زیں جانِ جفا کار   جفاهائے مرا از جاں خریدار
دلم را گرچه از دوری خراشی ست   که در دل هر دمے چوں دور باشی ست
ولے کردم چو زخمِ نشترت نوش   چرا جفاهائے خویشم شد فراموش
فرستادی بمن نقشے پُر از دود   مرا هم چوں دلِ من آتش اندود
بعنواں دیده از خوں پاک کردم   نه عنواں بلکه جاں را چاک کردم

۴- مهر مهربانان ح۲ ۹ - ز جانان می دهد۳ ۱۰ - گرچه ب۱ حاشیه
۱۱- خراش است - دور باش است۳ ح ب ۱۴ - چو ایں نقشے س۲ -

زخونِ دیده دیدم مُهرِ آن راز — هم از خونِ دو دیده کردمش باز
چو آن رازِ نهانم بر لب آمد — باستقبال جانم بر لب آمد
هم از دیدن چنان بیخویش بودم — که بر دل خواستم بر دیده سودم
همی بوسیدم و دیده جگر بار — همی سودم رقم بر دیده هر بار
در آن بوسیدن و سودن همه شب — لب از دیده بر شک و دیده از لب
بسانِ هدیهٔ طفلان ازین چهر — سیاه و مسخ گشت آن نامهٔ مهر
نشست از هر رقم بر سینه داغی — چو بر پهلو و پشتِ مرده زاغی
بر آن داغ از مژه گشتم نمک ریز — که تا سوزم بترزان سوزشِ تیز
رقم کردی که در باغی و بستان — حریفِ لُعبتانِ نارپستان
بلی دارم به بستان و چمن جای — ولیکن گل بچشم و خار در پای
گلی نورسته ام در دیده خار است — درختِ نارم اندر سینه نار است
بیادت چون کنم در گل نظاره — کنم چون گل گریبان پاره پاره
بلاله چو من شد عشق پیشه — که داغی در جگر دارد همیشه
بچون من بنفشه دید مویت — که بشکسته است چون زلفِ دوتویت
بصد نار پستانست پیشم — کم از یک نارِ پستانست پیشم

۳- بیخویش س۲ س۳ مجد د ب = بیهوش ع = بیذوق ع۲ ۴- دیده جگر بار س۳ = دیدم دگر بار ساجد
۵- بوسیدن و دیدن ب ۶- دیده داغ س۳ ۸- شو زشم تیز سا
- حریفِ س۳ ۱۳- گل لاله ساع۲ ۱۴- که تخم بشکست س۲ س۳ -

کسے کش نا رسیمت یاد باشد　　ز نا رنج دگر کے شاد باشد
وگر طعنم زدی کز عیش و شادی　　کُنی کیخسرو ی و کیقبادی
اگر کیخسروم ور کیقبادم　　بجانِ تو کہ با یادِ تو شادم
بروئے جفت دارم دیدۂ باز　　ولیکن با توام در سینہ ہمراز
نظر اینجا و چشمِ جانم آنجاست　　تن اینجا و دلِ بیربا تم آنجاست
تو گر تنگ آمدی از گوشۂ تنگ　　برونِ پردہ نتواں کرد آہنگ
عروساں را چو مستوری جمال است　　جمال آں بہ کہ خود مستور حال است
مرا بیں عرصہ گشتم جہانے　　ز دل تنگی بہ تنگی ماندہ جانے
روم بر آہوئے صحرا بہ نخچیر　　ولیکن ز آہوئے خانہ خورم تیر
ز دل تنگی چہ در صحرا شتابم　　کہ صحرا ہم بریں دل تنگ یابم
ز جفتِ خویش چوں دوراوفتد گور　　بیابانش بود چوں دیدۂ مور
بہر باغے بسے آبی و سیب است　　بہر جو آبِ مرغابی فریب است
نہ کس مرغِ چمن را راہ بستہ است　　نہ بطِّ خانگی را پر شکستہ است
ولے چوں دل بجائے بستگی یافت　　ہوسہائے دگر آہستگی یافت

---

۲ - اگر طعنم زنی کز عشق شادی ب　۳ - کہ با یادِ تو س[۲] س[۳] ح ح[۲] د ع[۲] = کہ با جانِ تو ع
۴ - ہم سینہ و راز س ح ب = ہم سینۂ راز د ہا - برونِ پردہ س س[۳] ح ح[۲] ب د ع[۲] = برون از پردہ
س[۳] ع ۸ - گشتہ جہانے س[۲] س[۳] ع ایضاً ماندہ ح ح[۲] د = ماند ب و ع ع[۲] = مردہ کا -

اگر زنداں است چوں با دوستان ہست ❊ مگو زنداں کہ باغ و بوستان ہست
چمن بر سینۂ کوہ و رو ناک است ❊ جہنم باشد ار فردوس پاک ہست
وگر ہمخوابۂ دارم در آغوش ❊ بجائے صاف دُردی میکنم نوش
نشینم با وی و دل در خیالت ❊ بپوشم چشم و بینم در جمالت
عجب بیں خوابگہ با وے گزینم ❊ ولے خفتہ ترا در خواب بینم
وگر گوئی کہ خوابم ناید از غم ❊ بسے باشد کہ خواب آید ز غم ہم
بغم گرچہ آدمی بیدار باشد ❊ ولیکن خوابِ غم دشوار باشد
نکو خوابست خوابِ غم بہ تمیز ❊ کہ ہست آں مردن از مردن تیز تیز
دو جور است از جہاں بر روزگارم ❊ کہ بر میگیرم و طاقت ندارم
یکے نادیدنِ روئے کہ خواہم ❊ دگر رو دیدنے کز وے بکاہم
جائے کاں بدنخواہی دلیل است ❊ اگر آتش بود باغِ خلیل است
وگر حسنی است کز وے دل نفور است ❊ نماید دیو مردم گرچہ حور است
خیالت نقشبندی گشت استاد ❊ گرفتہ پیشۂ شاپور و فرہاد
گہم نقشِ تو پیشِ چشم دارد ❊ گہت در جانِ سنگینم نگارد

۳ - وگر ہمخوابۂ دارم در آگوش س۲ س۳ حج ع حج۲ د = اگر ہمخوابۂ دارم ہم آغوش ع س ۴ - بندم چشم س۳ حج۲ = بوسم چشم س۳ حج ۸ - نکو خوابست حج۲ ۹ - در روزگارم س۲ ب = ہر روزگارم د = در روزگارم حج ایضاً برمیگیرم س س۲ حج حج۲ د ع۲ ب = برمیگیرم ع ایضاً طاقت نیارم ب ۱۱ - جائے کو ب ۱۲ - پیشۂ شاپور س س۳ حج حج۲ د ب = تیشۂ شاپور س۲ ۱۴ - گہے نقشِ تو ع ع۲ حج۲ = گہم حج د ع -

نگہ کن تا چہ سنگین است جانم
کہ بے سیمیں برت با سنگ مانم

چہ پرسی ماجرائے ناصبوری
کہ طوفانے برآید از تنوری

بچشمِ من کہ از دریا فزونست
ز ہر یک قطرہ صد دریائے خونست

بدت گویم چو خوں گریم دریں راز
پشیماں گردم از گفتارِ خود باز

چہ گویم ایں حدیثِ دردمنداں
زباں خواہم فرو بُرّم بدنداں

گرم روزی شود روزے جمالت
فرو ریزم جفا ہائے خیالت

رسید آوازۂ ما گوش در گوش
ز روزِ بد نیامد دوش بر دوش

اگرچہ دولتم را صبح گاہ است
ولے بی تو جہاں بر من سیاہ است

وگر خود ہست گنجے بے شمارم
بہائے نیم جو نازت ندارم

شہم خواندی و در عشق ایں دریغ است
نوازش نیست ایں بل زخمِ تیغ است

چو عاشق را دلے چوں آبگینہ است
نوازش چوں عتابش سوزِ سینہ است

چو آتش راست خو کز نم بمیرد
ز آبِ زندگانی ہم بمیرد

مزن طعنم بسلطانی و شاہی
کہ پشت بندہ ام ہر چونکہ خواہی

۲- طوفانے برآمد س ح۲ ع۲ = طوفانے برآید س۳ ح ب د ۳- صد دریا فزونست س۳ ح۲ ایضاً ہر یک قطرہ س = ز ہر یک قطرہ س۳ ح۲ ع۲ = ز ہر یک قطرہ ح د = ز آں قطرہ کہ ب ۱/۲ ۴- چو خوں گریم س۳ ح ح۲ ب د ع۲ = چہ خوں گریم ع ۵- چو گویم ح۲ د = چہ گویم ح ع ع۲ ایضاً فرو بندم ب ۶- خیالت۔ اور قافیہ مصراع ثانی جمالت ب ۷- گوش برگوش ع ح۲ ایضاً دوش با دوش ع ۱۰- نیست ایں س س۳ ح۲ ع۲ د = نیست آں ع ح ب ۱۱- عتابش س۳ ح۲ = عتابے ع ح ب د ع۲ ۱۲- ز آب س۲ -

بکارِ عشق شاہی برنگیرد بغم صاحب کلاہی برنگیرد
چو از بلقیس جنبد بادِ بیداد بسے تختِ سلیماں را برد باد
بتندی بگذر اے سروِ خراماں چو من خاکم مکش زیں خاک داماں
کسے داند کہ دردِ چوں منے چیست کہ یکچندے بدردِ بیدلاں زیست
شرابِ دردمنداں خونِ دیدہ است کسے داند کہ ایں شربت چشیدہ است
ہمہ دانند کز نشتر رسد درد نہ ہمچوں آنکسے کو نشترے خورد
نہ سوزِ عشقبازی ہست یکساں یکے خرمن یکے دامن یکے جاں
چو پروانہ کند مہمانیٔ شمع شود خود مرغِ بریاں از پیٔ جمع
چو سوزد بہرِ ہندو خویش را زن ز مغزِ خود زند بر شعلہ روغن
کم از ہندوست آنکس وز زنی ہم کہ در عشق آید از ہندو و زنی کم

حکایت

شنیدم ہندوے آتش پرستی مگر کز عشقِ آتش گشت مستی
ز خود پرکالہ پرکالہ پیاپے ہمے بُرّید و مے افگند در وے
یکے گفتش چہ مہراست اینکہ جانے دہی بہرِ چنیں نامہربانے
جوابش داد مردِ غم کشیدہ ق کہ اے از سوزِ من دودے ندیدہ

---

۲ - بسے تخت ۳ ب حج۲ = نہ بس تخت ع۲ د = زبس تختِ حج ع ۷ - ہست آساں ب ایضاً یکے راتن یکے جاں ۳ د حاشیہ ۱۰ - و زنش ۳ ۱۴ - چہ مہراست ۳ حج ب ع۲ حج۲ د = چو مہراست ع ایضاً نامہربانے ۳ حج حج۲ د ع۲ = بے مہربانے ۳ ع —

دریغے نیست جاں را پوست دادن   نوالہ در دہانِ دوست دادن
کسے کز عاشقی زینساں نسوزد   مہ پروانہ کیں آتش فروزد
بدستِ خود نیم من ورنہ خود را   بسوزم از پئے نامِ ابد را
کہ گردد ایں حکایت درجہاں فاش   وزاں شعلہ رسد داغے باوباش
کہ ناگہ ہندوی آتش برافروخت   مسلمانی دراں چوں ہندواں سوخت
تو تنہائی بزندانِ غم و درد   غم اندر کنجِ تنہائی تواں خورد
اگر دودے برآری از دل و کام   نسوزد کس بجز دیوار یا بام
من اندر دل خورم از بیم اغیار   مشعبدِ وار شمشیرِ جگر خوار
کسے کو خنجر آشامد بسینہ   نگر کش چوں بود با خویش کینہ
بمردن میدہد ہجراں نویدم   ولیکن پائے میگیرد امیدم
شبِ ہجراں اگرچہ تیرہ روز است   امیدِ وصل در وے دلفروز است
چہ بینی مار را کنجے بلا سنج   تو آں را بیں کہ دارد مہرۂ گنج
بسا مفلس کہ پا بر گنج دارد   چو آگہ نیست قوت از رنج دارد
وگر میدارد ایّام از تو دورم   تو ئی در سینۂ من زاں صبورم
درونِ سینہ می بینم بسویت   کہ دل بتخانہ شد از آرزویت
مرا از خود وسے شاید جدا خواند   کہ جاں نزدیکِ تست ارتن جدا ماند

۵- از ولِ نام ب ایضاً ایوان یا بام ج ۱۱- بروے ب ۱۲- چو بینی ج ۱۶- نے باید ۵۳-

من آنجایم کہ تو با تو نہانے ‌ ‌ ‌ ‌ ولے اینجا نۂ تو تا بدانے
خدا اینجات دارد مسند آرائے ‌ ‌ ‌ ‌ کہ جانم وارہد زآہنگ آنجائے
چو آمد آں سوادِ خضر خانی ‌ ‌ ‌ ‌ نہانے تر ز آبِ زندگانی
بہ پیچا پیچِ شوق آں نقشِ خامہ ‌ ‌ ‌ ‌ صنم میخواند و مے پیچید نامہ
بروں بُد حرفِ نامہ برز بانش ‌ ‌ ‌ ‌ دروں چوں نامہ مے پیچید جانش
رواں جانش درآں خطہائے انبوہ ‌ ‌ ‌ ‌ لباسِ کاغذیں میکرد ز اندوہ
نہ از خارش غم دامن دریدن ‌ ‌ ‌ ‌ نہ از تیغش ہراسِ سر بُریدن
گہے با عجز و گہ با ناز میخواند ‌ ‌ ‌ ‌ گہے پست و گہے ز آواز میخواند
سرش می بست و دیگر باز میکرد ‌ ‌ ‌ ‌ چو پایاں شد ز سر آغاز میکرد
گہے بر دل گہے بر دیدہ مے سود ‌ ‌ ‌ ‌ گہے بر جانِ محنت دیدہ مے سود
بدست از ماجرائے راستینش ‌ ‌ ‌ ‌ رقیبِ گریہ گشتہ آستینش
بدستش آتش و در آستیں آب ‌ ‌ ‌ ‌ بدیں آب ایمنی بودش از آں تاب
تاں خیزاں نہ صبری و نہ تابے ‌ ‌ ‌ ‌ چو مصروعی کہ ناگہ بیند آبے
یاد آں نامہ راپس بر دلِ خویش ‌ ‌ ‌ ‌ کہ آں کاغذ کشد آزارِ آں ریش

ـ تزِ آب ب ج ۱۰ـ رواں جانش ج د= دواں جانش س ۳ ج ۲ د= دروں جانش ب ع ۲= دل و جانش
ا ایضاً از آں خطاب ع ۲ ایضاً خطہا ز انبوہ ج ح ۱۱ـ آں ماجرا س ۲ س ۳ ع ح ح جا
ز ماجرا ج ب ع د ایضاً رفیق گریہ س ۱۲ـ آتشے در ب ۱۴ـ کہ از کاغذ کشد س ۲ س ۳ ع
ـ آں کاغذ کشد س ع ۲ ج ح ۲ـ

فتاد از پای و در بر خویش در بست   زد و دِ دل تُتق در پیش بر بست
ازان پس همدران پیغولهٔ غم   نشسته سایهٔ خود کرده محرم
بجای رقعهٔ صبر اندران سوز   نخواندی جز همان نامه شب و روز
درو کردی نگه بی صبر و تسکین   چو در آئینه ماهِ خویشتن بین
وزان جانب چو شه نامه روان کرد   حریر دوست را پیوند جان کرد
اگر خفتی و گر بیدار بودی   دو چشمش همدران طومار بودی
دو نیمه کرد جان را از میانه   نهاده در وی آن حرز دو جانه
نواسازانِ محرم کاندران راز   زدندی ارغنونِ عشق را ساز
همه همدست و هم آواز و هم سال   زدند این نغمه را در حسبِ آن حال

غزل از زبان عاشق

چه فرّخ بود پیکی کآمد امروز   که فرّخ شد مراز و طالعِ روز
بدستم نامهٔ کز دلستان داد   نه نامه بلکه دستنبوی جان داد
خطش هر یک که از من جان و دل خواست   مگر زان زلفِ کژ شد نسخه راست
بهر حرفی کزان کردم نگاهی   بر آن دود و دمیدم دودِ آهی

۱- برخویش دربست ب ۲- وزان پس حج ۳- رقبهٔ صبر سا حج حج۲ = رقعهٔ صبر سا د ع ع۲ ۴- دران کردی نسخه حج۱ (سا اور ب میں مصرعوں کی ترتیب معکوس ہے) ۷- آن حرز حج د ب = این حرز ع حج۱ ع۲ ۸- کاندرآن راز سا۱ حج ب حج۲ ع۲ د = کاندرآن ناز ع ۹- برحسب این حال سا۱ حج۲ = برحسب آن حال د ۱۲- نسخهٔ راست ع۱ د حج ب = نسخهٔ راست سا۲ حج۲ = نسخت راست سا۲ -

بهر نقطه نشانِ خال دیدم — بسانِ نقطه در جانش کشیدم
بهر نونے که دیده برکشادم — چو ابرو بر سر و چشمش نهادم
بیا اے نامهٔ درد از کجائی — که بینم در تو حرفِ آشنائی
ندانم زیں نسیمِ خوش که دادی — که نافِ مشک یا شاخِ ز بادی
غلط گفتم نه مشکے بلکه خونے — که جسته از دلِ یارے بر شنے
زجائے کامدی آں جائے چونست — بگو یا چشمِ من کاں پائے چونست
زجانِ کیست ایں رازے که در تست — زسوزِ کیست ایں سازی که در تست
چه ناخوش روزگارے بود روزی — که رفت از من چناں گیتی فروزی
من اندر دادنِ جاں بودم آں دم — که بود آں همدمم در پرسشِ غم
در آں جاں دادنم دل آنچناں داد — که دل دادن نبود آں بلکه جاں داد
چو رفت او باز گشتم هم برانسان — که پنداری دلم داد و ستد جاں
هماں دل با من است و او در آں دل — چو جائی کش دهد جا در میاں دل
دهم هر دم درونِ سینه آواز — که اینجا چونی اے سرمایهٔ ناز
اگر تنگ آمدی از تنگیِ جائے — اجازت ده که جاں بیروں نهد پائے

۲- بر سرِ چشمش س۳ ح۲ ۳- حرفے ز آشنائی ع۲ د = حرف از آشنائی س۳ ۵- یاری بر شنے ح د ع۲ = یارم بر شنے س۳ ب (ب میں مصحح نے ی کے نقطے چھیلکر ار بنا دیا ہے) = یار بر شنے ح۲ ح = یار در شنے ع ۸- گیتی س۳ ح۲ ۱۰- بود آں س س۲ ع ح۲ د ب = بود ایں ع ح ۱۴- اجازت کن س۳ ح ح۲ ع۲ ب د = اجازت ده ع-

دریں دل تا تو باشی یار تا تو | مُزاحم چوں توانم دید با تو
چو پرسشد رو دِ عاشق زیں ترانہ | جواب از رودِ دیگر شد روانہ

پاسخ از لبِ معشوق

مبارک نامۂ کاید ز یارے | کہ بخشد بیقراری را قرارے
کند تازہ وفا ہائے نہانی | دہد یاد از وفا دارانِ جانی
رسید امشب بچوں من مبتلائے | ز باغِ مہر گلبرگِ وفائے
عقابے را کہ از من کرد پرواز | جوابے بود کامد سوئے من باز
دلم کاں ماجرائے راز میخواند | غمے با غم مقابل باز مے خواند
بہر خط بود دودے آتش انگیز | تہِ ہر حرف پنہاں شعلۂ تیز
بخواندن گرچہ از جاں شعلہ میخاست | ہنوزاں خواندنِ او جاں ہمی خواست
چو آں مرغے کہ باشد آتش آشام | ق | کز آتش خوردنش شیریں شود کام
من و ایں دودِ آتش خیز زیں پس | من و ایں شعلہائے تیز زیں پس
دلِ بے سوز اگر خود گنجِ معنی ہست | بروز اہلِ وفا ہر لحظہ طعنی ہست
چراغ از شعلہ زندہ است ارچہ دانی | کہ ہستش روغن آبِ زندگانی

۱- تو باشی یار ما تو ع[۲] د = تو باشی یار تا تو جح = تو لئے یار ما تو د حاشیہ = تو باشی یار باتو ع جح[۲] ایضاً مزاحم ح ب ع جح[۲] د = تزاہم شہ = فراہم ع ۲- ترشد شہ ۵- عقابے سا شا جح جح[۲] ع[۲] ب د = عتابے ع (ق کو بیل کاتب نے مت بنادی ہے) ۹- تہِ ہر حرف عوضے آتش انگیز ع[۲] ۱۰- از جانم ہمی خاست س ع[۲] د = از جان دیدہ میخواست جح[۲] ع- او جان ہمی خواست شہ ب ح ۱۱- شعلہ آشام شہ ۱۳- گرچہ جح[۲] ب = اگرچہ ء = گر خود جح = اگر خود ع ع[۲] د ایضاً ہر روز جح[۲] ع

دلِ عاشق ز سوزِ دل زید خوش | چو آن شمعی که جانش باشد آتش

مرا بگذار کین آتش فروزم | وگر سوزم رها کن تا بسوزم

درین سوز ار چه جان و دل زیان بود | رضای دوستان سودی گران بود

جفاها دیدم ار چه از عشقبازی | وفا آموختم از عشق سازی

کنون گر مهر خواهد یار و گر کین | پذیرفتم بجان خواه آن و خواه این

جفا و مهر هر چه از سوی یار است | چو من یارم مرا با وی چه کار است

من و خونِ دل و این نامهٔ درد | نگارم هر دمش بر چهرهٔ زرد

درین نامه چو نامِ خضر خان است | نه نامه است این که تعویذِ جان است

چو زان نامم گریزد صبح واپس | همین نامه فسونِ صبحِ من بس

صفت شبِ سیاه هجران که خضر خان را در کوشکِ جهان نمای جهان غم نمود و دولرانی در قصر لعل عرق خوناب بود و افروخته شدن شمع مرادِ آن دو محترق هم از آتش دلِ ایشان و روشنائی در کار ایشان پدید گشتن

شبی چون سینهٔ عشاق پر دود | ز تاریکی چو جانهای غم اندود

---

۳ - درین سوز ار چه جان و دل ب حج۲ د حج۱ = درین سودا اگر به دل ع ع۱ د حاشیه ۴ - از عشق سازی سر۲ سر۳ حج ع۲ ب د = در عشق سازی حج۱ ع ۶ - چون از سوی ب ایضاً مرا با نه حج۲ حج ب د = با آن ع۲ سر۳ = با او ع ۸ - نه نامه است حج حج۲ ع۱ د ک۱ = نه نام است ع ۹ - چو زین نامه ب ۱۰ - جهان غم نمود حج حج۲ ع۲ د = غم رسی نمود ک ۱۱ - خوناب خونِ ناب حج د ۱۲ - پدید آمدن سر۲ سر۳ ع۲ حج۱ = پدید گشتن حج د ع = پدید شدن ک

فلک دودے ز دوزخ وام کردہ　　　سرشتہ ز آبِ غم شب نام کردہ

اگرچہ رہبرِ خلقند انجم　　　درآں ظلماتِ ہایل کردہ رہ گم

سیاہی بسکہ بستہ ذیلِ جاوید　　　گریزاں شب پرک ہم سوئے خورشید

رسیدہ ابرے از دریائے اندوہ　　　شدہ پیشِ دلِ درماندگاں کوہ

ہمہ آفاق زانسا تیرہ و تار　　　کہ زیرِ غبار پنہاں رخنۂ بار

شدہ چوں پرِّ زاغ ایں نیلگوں باغ　　　شبیخوں بردہ ہر سو بوم بر زاغ

زبس ظلمت کہ پرویں آمدہ تنگ　　　بمردن گشت دندانش سیہ رنگ

چناں ماندہ سپہر از رفتنِ راہ　　　کہ پیشش گوئیا دریاست یا چاہ

بماندہ در زمیں خورشیدِ انور　　　بمرگِ خویش کردہ خاک بر سر

ز چشمِ انجم افتادہ ہم از شام　　　مہِ باریک چوں ابرِ سیہ دام

چناں صبح از حدِ عالم گذشتہ　　　کہ از روزِ قیامت ہم گذشتہ

ہماں ابرِ سیہ در گردِ آفاق　　　چکاں ہمچوں سوادِ چشمِ عشّاق

شبے زینساں بغمناکے سیہ پوش　　　دو لرانی بخاک افتادہ بیہوش

فرو ماندہ بسو دا ابتلائے　　　چو مورے در دہانِ اژدہائے

پرستاراں بگردش خفتہ جمعے　　　وے اندر سوختن تنہا چو شمعے

۲- خلق اندر س۱ س۲ س۳ ح ح۲ ع۲ د = خلق آمد ع ۳- ذیل س س۲ س۳ ح ح۲ ب ک ح د = ظل ع ۴- ابرے س س۱ ح ح۲ ع۲ د ک = ابر ب ع ۵- زمینان س۳ ۶- ہردم س۲
۱۰- ابر سیہ دام ح ۹ ب ح۲ ۱۲- برگرد س س۳ ح۲ ع ۲ = درگرد س۱ ح ب د ع -

چو چشمے کش ستاره گشته تاری　　قیامت کرده در سیّاره باری
چراغے راکه هم ز و سوزش آموخت　　بدم میکشت و باز از آه میسوخت
رُخ از خونابهٔ دل ریش میکرد　　ز بخت خود گله با خویش میکرد
نه در دل صبر کارد تاب دوری　　نه در تن دل که سازد با صبوری
ز تلخی غمش گشته جهاں تلخ　　ز زخمِ ناخنانش غرّه در سلخ
شفق از ده هلالش درد واده　　بیکماهه دو هفته صدمهٔ نو
بهارش از خزانِ هجر در گرد　　شدش نسرین کبود و یاسمین زرد
ز تری نرگسش بیخواب مانده　　بنفشه بر گلش بیتاب مانده
دو تا گشته ز غم سروِ روانش　　بدل گشته بخیرے ارغوانش
گهے سُنبل ز گل بر خاک میزد　　گه از گلبرگ گل را چاک میزد
گه از بیجاده مروارید میرفت　　گه از لُولُوے تریاقوت می سُفت
گهے سقف از خدنگِ ناله میدوخت　　گهے مقنع ز آهِ سینه میسوخت
گهے بر چهره میکرد از مژه خوئے　　بجائے غازه خوں میراند بر روئے
گهے میکرد روئے از لطمها پست　　ز خونِ رُخ حنا بر دست می بست

۱- چو چشمے حج حج۲ ع۲ ع د = چو چشمش ی = ز چشمے ک ک۱ = چو شمع ب ایضاً تا رے سر۱ سر۲ حج۲ ب د حج۲
ب د حج۲ ع۲ ع ی ک ک۱ = یارے ع ۳- زدم سر۳ ایضاً باز از آهش افروخت حج ح ۷- شده سر سر۳
حج حج۲ ع۲ = شدش سر۲ ب د ۹- بخیرے سر سر۲ سر۳ ع حج۲ ب = بزردی ع حج ۱۴- خونِ رخ سر سر۲ سر۳ ع۲
حج۲ د ی = خونِ دل حج ب ع ایضاً بر دست سر سر۲ ب ی ع۲ د حاشیه = در دست سر۳ حج۲ = بر دیده حج د ع -

مگر بر روے ازاں میسر زد بتعجیل — کہ میدادش ز بہر چشم بد نیل
وگرناگہ بروں مے آمد از کاخ — بنالہ چرخ را میکرد سوراخ
ز بیخویشی ہمی افتاد ہر بار — چو چشمِ مستِ خود بر بام و دیوار
بدل میگفت کای داغِ نہانم — ثبست این وہ کہ یا سوداے جانم
مگر گیتی گرفت از روزِ من بہر — کز ینساں تیرہ و تاریک شد دہر
مگر خورشید چوں من گشت غمناک — کہ سر بر می نیارد از تہِ خاک
مگر کاورد دود دم بر فلک زور — کہ انجم زیں نمط گشتند شب کور
مگر گرد آبِ چشم در افق راہ — کہ در دریا فرو شد کشتیِ ماہ
مگر دید اندہِ من صبحِ خنداں — کز ینساں باز بست از خندہ دنداں
موذّن را گرفتم زاہدِ پیر — بر آورد اوّلِ شب چار تکبیر
چہ شد حالِ خروسانِ سحر خیز — کز ایشاں ہم نخیزد نالۂ تیز
مگر خوردند می نوبت زناں دوش — کہ ہنگامِ سحر خفتند بیہوش
چہ شد مرغانِ گہخیزِ چمن را — کہ بستند از نوا زینساں دہن را
شبا بگریز با روئے سیاہت — کہ تا داغِ جبش ننہم ز آہت
ولے دانم کہ تو کم جنبی از جائے — کہ ہست از اشکِ من زنجیر در پائے

۸- گرز دکا ایضاً چشمہ ماہ ۳ ۱۰- گرفتہ س ع ۱۲- مہوش ب ۱۴- ز آہت ح۲ ب ہ ح۳ ع۲ ح = بر اہت ع ۱۵- کہ ہست ز اشکِ من ب ء = کہ ہستی ز اشکِ من س۳ = کہ ہست از اشکِ من ع ع۲ ج۲ د = کہ ہست از زلفِ من ح۱ —

چنین کاندر سیاهی چند داری   مگر با صبح محشر عهد داری

چو شد خورشید در زیر زمین دوش   تو ماناک از غمش گشتی سیه پوش

سوادت را نه از خویش است بوئے   که هست از سینهٔ من تیره دودے

کنم رخنه فلک را از آهِ خود زود   که تا بیرون رود زان روزن این دود

کسے شبهائے من داند که چونست   که چون من هر شبے در موجِ خونست

بدینسان در دلِ شب ناله میکرد   ز دم بر روئے مه تبخاله میکرد

چو شد نالیدنش ز اندازه بیرون   ز کنج حجره جست آوازه بیرون

ز نالشهائے آن مرغِ گرفتار   ز عینِ خواب نرگس گشت بیدار

بزاری گفتش اے شمعِ طرازی   چرا زینسان همه شب میگدازی

از آن مهرے که داری اینهمه سوز   شبش با مهربانان میشود روز

صبوحش با بتانِ صبح رویست   شبش با لعبتانِ مشک بویست

کسے کش بنده شد صد سروِ آزاد   ز یک پژمرده سوسن کے کند یاد

منه دامِ هوس بهرِ شکارے   که پوید هر دمے در مرغزارے

کسے کش صد مئے نقد است در جام   بنسیه شربتے کے خوش کند کام

۱۔ سیاہی چند س ع۲ ایضاً ممکن ع (باقی تمام نسخوں میں مگر ہے)

۲۔ تو ماناک از غمش ر۲ س۳ ج ج۲ د = تو ماناکز غمش س ک ع ع۲

۸۔ گشته بیدار س۳ ع۲ ۱۱۔ با بتانِ صبح رو س۲ ب ج ج۲ د = با بتانِ مهرو س۳ = ساقیانِ مهرو ع ۱۴۔ صاف سے ر ر۲ ر۳ ۔

کدیورکش زخسر یا صد جو الست   کلوخ انداز یک نخلش محالست
صبوری پیشه کن تیمار بگذار   بتقدیر خدا این کار بگذار
چو روز کامرانی در رسد تنگ   هم اندر روزگار آید فراخنگ
پریوش زین نصیحت زار بگریست   بپاسخ گفت چون بسیار بگریست
که من بسیار میخواهم درین درد   که باید صبر جانِ دردپرورد
ولے در سینه ام هجر آتش افروز   صبوری چون توان کردن درین سوز
چو کاس گرم نتوان کرد لب خوش   کسے چون درکشد طوفانِ آتش
بغم خوردن چنان خو کرده جانم   کزین خورد ارد مے مانم ـ نمانم
مرا تو زین خورش گر باز خوانی   چه باشد پیش حالِ زندگانی
چو روزی شد مرا کز غم خورم خون   شرابِ شادئی چون خورم چون
چو شادی نیست بهرِ من بعالم   مرا بگذار هم در خوردنِ غم
تو کز بهرم غمے داری و سوزے   بدان میماند این سوزت که روزے

حکایت برطریق تمثیل

شتربانی شتر را پائے می شست   نشستن درکفِ پا خار می جست
بهے خار دید پاش از هر بانے   کزین پایست کارم را روانے

-کلوخ امرود یک نخلش س۱ س۲ س۳ ج۱ ج۲ ع۲ ک = کلوخ امرود بانخلش ع = کلوخ انداز یک نخلش د ۹-حالِ
س۲ ج۱ ج۲ ع د ب ک = جانِ س۲ ع ۱۳-حکایت برطریق تمثیل ج۱ ج۲ = ۰ س۲ —

شترکا زرده بود از پویه جانش — ز رنج دل لگد زد بر دهانش
بنالہ گفت پشت و دل گران بار — چہ بیرون میکشی از پای من خار
بسی در لب ارند هیم خاری — همین خارم بپا بگذار باری
چہ زین پا جست وجوی خار کردن — مرا بگذار هم در خار خوردن
کسی کو را نوالہ خار باشد — تو خار از پا کشی دشوار باشد
تنی را کز پی رنجی سرشتند — بخواند لابد آنچہ او را نبشتند
تبرزن را کہ خوش شد بردن رنج — برنجد گر دمی بنود تبر سنج
سری کش بار هیزم شد مبارک — بیازارد ز بار رگل بتارک
منم وز دوست بر دل کوه اندوه — برنجم گر بیفتد زین دل آن کوه
صنم در تیره شب زین گونہ نالان — پرستاران بحسرت دست مالان
چنین تا زان نفیر درد حاصل — بجنبید آسمان را مهر در دل
شبی کز صبح بودش نا امیدی — از ان مهر نشان بر زد سپیدی
مہ شب خیز زان صبح جهانتاب — زسینہ بر زد آهی آسمان تاب
چو روشن بود کان هنگام از انهاست — کہ در مشت آید آنچہ امید جانهاست
بعرض آورد با صد جان گدازی — نیاز خود بملک بی نیازی

۴- آرندهی تو س۳ م — خار خوردن س۱ س۲ س۳ ج ب ع۱ ج۲ د = خوار کردن ع ۸- زبار رگل س۳ ع۲ د
= بیار رگل ج۲ ب = بار گل ج ع ۱۰- بحسرت س ج ج۲ د ع۲ = بحیرت س۳ ب ع ۱۱- چنین تازان س۱ س۲ س۳
ب ج ج۲ ع۲ د = چنین از آن ع ۱۳- مهر جهانتاب ب ۱۵- در دست آید س ع۲ د —

بدامانِ شفیعان ورزده چنگ — همی گفت ای انیسِ هر دلِ تنگ
بمشغولانِ وردِ صبحگاهی — بمقبولانِ درگاهِ الٰهی
بروزِ تیرهٔ دلهای سوزان — بشبهای سیاهِ تیره روزان
بجانِ بیگناهِ خردسالان — بشامِ بی‌چراغِ تنگ حالان
بپاکانیکه در جلباب نورند — بخاصانیکه دایم در حضورند
بتسبیحِ نهانِ بی‌زبانان — بتوفیقِ صلاحِ کاردانان
به پیرانی بعزلت روی کرده — بزالانی بمحنت خوی کرده
بمحبوسی که عمرش رفت دربند — بنعمائی که باغم گشت خرسند
به بیماری که بیکس مُرد و بدحال — بدان موری که در ره گشت پامال
بدان ویرانهای محنت آباد — بدان دلها که از محنت شود شاد
به محتاجی که زد در نیستی چنگ — بدرویشی که از هستی کند ننگ
بنانِ خشکِ پیشِ بی‌نوائی — بدلقِ ژنده بر پشتِ گدائی
بعیشِ مفلسان در کسبِ روزی — بذوقِ مدبران در کهنه دوزی
که رحمت کن برین جانِ گرفتار — ز زاری وارهان این سینهٔ زار
درین نومیدیم امید نو کن — امیدم را بکامِ دل گرو کن

۱- ورزده ۳؛ جح جح۲ ب = برزده ع ع۲ د ۵- خورد سالان جح جح۲ ع۲ ع د ب = خُرد سالان ۳ ۹- بدان کوری س ا ع۲ ۱۳- بعشقِ مفلسان در کسب ب = بعیشِ مفلسان در تنگ ۳-

خلاصم ده ز شبهائے جدائی ‌ ‌ ‌ بخش از صبحِ بختم روشنائی
کلیدے بخشم از سر رشتۂ راز ‌ ‌ ‌ که درہائے مُرادم را کند باز
چو نخشے کرد زینساں دردمندی ‌ ‌ ‌ ق ‌ دُعا را داد با یارب بلندی
بگریه خواست تا بر بایدش آب ‌ ‌ ‌ که در گریه ربودش ناگهاں خواب
خضر را دید کادر دستش نهانی ‌ ‌ ‌ یکے ساغر پرآبِ زندگانی
بگفت اے کز خضر خاں دشنه خوردی ‌ ‌ ‌ بنوش آبِ خضر تا زنده گردی
نویدت میدهم زیں آب دلکش ‌ ‌ ‌ که خوش با خضر خاں آبی خوری خوش
بُتِ بیدار دل زاں خوابِ مقصود ‌ ‌ ‌ چو بختِ خویشتن بیدار شد زود
بجَست از خوابگه بے صبر و آرام ‌ ‌ ‌ چو مُرده کابِ حیواں یابد از جام
پرستاران محرم را طلب کرد ‌ ‌ ‌ بگفت ایں خواب و دلها پر طرب کرد
دلش را تا زه گشت اُمیدواری ‌ ‌ ‌ زمانی باز رست از بیقراری
ازاں پس زاں نمایش یاد میداشت ‌ ‌ ‌ بداں اُمید دل را شاد میداشت
درآں شب کاں صنم را حالت ایں بود ‌ ‌ ‌ خضر خاں نیز همچوں او غمیں بود
گهے در بُرج و گه در منظرِ خاص ‌ ‌ ‌ خود اندر ناله بود و گریه رقاص
گه از دل با کواکب راز میگفت ‌ ‌ ‌ گهے با خود غمِ دل باز میگفت

۱- صبح وصلم سا۳ ۴- ربودش سا۱ سا۲ سا۳ حج حج۲ ع۲ د = نمودش ع ۵- پرآب سا۱ سا۲ سا۳ حج حج۲ ع۲ د ب ی = زآبِ ع ۶- کز خضر خاں سا۱ سا۲ سا۳ حج حج۲ ع۲ د ب ک = خضر خاں ع ۷- که خوش با خضر خاں سا۳ حج ع ۲ک = که خوش با خضر خویش سا د ع۲ = که خوش با خضر خود ب = که تا با خضر خاں حج۲ ی —

گهی با مه شکایت ساز میکرد   گهی با شب عتاب آغاز میکرد
گه از غم پست می اُفتاد بر در   گهی میزد ز هجران دست بر سر
گه از اندوه میغلطید در گل   گهی میکرد دامن پاره چون دل
گهی بازو همی خایید ز افسوس   گه از حسرت همی نالید چون کوس
گه از دیده برُو خوناب میریخت   گهی بر چهره خونِ ناب میریخت
گه از کف کوبشِ رخساره میکرد   گهی سینه بناخن پاره میکرد
بهر کُنجی که آهِ زار می زد   بگرمی شعله بر دیوار می زد
در آن بود از دلِ بی صبر و آرام   که ایوان بشکند یا بر در و بام
چو درمانده شود مرد از دلِ تنگ   ز دلتنگی کند با بام و در جنگ
چو بُلبل را بود از عشقِ گل داغ   غضب بر سبزه ریزد کینه بر زاغ
مثل توش زد کبوتر در رقِ باز   که خشمِ ماکیان بر بط میانداز
کسی کز عاشقی زنجیر بگسست   ز سامان کاری هوش و خرد بست
چو مجنون راز دانائی فروغست   از و افسانهٔ لیلی دروغست
عجب داغیست داغِ عشقبازی   که باشد سوزشِ جان دلنوازی
گرفتاری که رنجِ عاشقی بُرد   هم از دل زنده گشت و هم ز دل مُرد

۱- بر آن شد ۱۵ ۱- کینه بر زاغ ۳ ب ۱۳ ۱- هوش و خرد درست ۳ ح ب ع ۲ د ۵ = خود رخت بر بست ع
مح ۲ ۱۴ - افسانهٔ لیلی ۳ ۲ ح ۲ ع ۲ ب = افسانه بر لیلی ع ح -

هرآں مردم که در عالم کنی فرد — بدرماں شاد باشد عاشق از درد
ز دردی کاں شب آں بیدل بجاں داشت — درو دیوار فریاد و فغاں داشت
چه یارب بود کو میکرد یارب — که بود از یاربش سیاره درتب
چناں بر دل زکوبش دست می برد — که میکرد استخوانِ سینه را خُرد
دلش یکبارگی چوں خود بشکست — دعا را برد سوئے آسماں دست
نهاد از سر غرورِ پادشائی — درآمد چوں گدایاں در گدائی
که اے دانندهٔ رازِ درونم — دریں حسرت تو میدانی که چونم
چو رویم ره ندارد سوئے دیدار — مرا دم را ره و روئے پدیدار
بسرِ عارفانِ حضرتِ پاک — بدردِ عاشقاں در سینهٔ چاک
بخونابِ دو چشمِ مستمنداں — بتاپاکِ درونِ دردمنداں
بسودائے که از شهوت برون است — بعشقے کو بعصمت رهنمون است
بماہے کو بپاکی گشت روشن — بمهرے کز حیا شد برقع افگن
بزلفے کش نزد نامحرمی دست — بچینے کش غبارِ فتنه ننشست
بپرهیزِ جواناں در جوانی — بعیشِ کودکاں در پاک جانی

۴- می برد حج۲ع۲ب د = میبرد ع حج ۷- دریں حسرت مس۲س۳ حج حج۲ع۲دب = ازیں حسرت ع
۸- ره ندارد مس۲س۳ حج حج۲ع۲دب = رو ندارد ع الصّاً سوئے دیدار حج حج۲ع۲د = سوئے دلدار
ب = سوئے دیوار ع ۹- بسرِ عارفانِ س۳ حج حج۲ع۲ب د = بسوزِ عارفانِ ع ۱۰- بتاپاکِ س۲س۳ حج حج۲ع۲د
ب = بتابانے ع ۱۲- بماہی مس۲س۳ حج حج۲ع۲ب = براہی د = بجائے ع ۱۴- بعشقِ کودکاں س۳ —

بجانہائے کہ ہست از سوزشان ذوق — بدلہائے کہ خاکستر شد از شوق
بروہائے کہ رفت از گریہ شان پوست — بسرہائے کہ شد خاکِ رہِ دوست
بدان عاشق کہ مُرد از وصل محروم — بمشتاقی کہ ہجرش کُشت مظلوم
بفرہادی کہ زیرِ کوہِ غم مُرد — بمجنونے کہ با خود کوہِ غم بُرد
بنفسے کز غم آمد در ہلاکی — بچشمے کو ندید الّا بپاکی
بوجدے کاں بدرویشی در آید — بآہے کاں ز نومیدی برآید
بدان جانے کہ سامانش نباشد — بدان دردے کہ درمانش نباشد
کہ بخشایش کنی بر مستمندے — ز دردے وارہانی دردمندے
ز حد بگذشت شبہائے جدائی — چراغم را تو بخشے روشنائی
اگر کامم تہِ دریاست نایاب — بکامِ من رسان چون شربتِ آب
وگر مقصودِ من بر آسمان است — دلم را دست دہ جائے کہ آن ہست
بکامِ دل رسان دل دادہ را — برآور کارِ کار افتادہ را
دلِ غمناکِ شہ بود اندرین راز — کہ ناگہ ہاتفے در دادش آواز
کہ خوش باش اے ز ہجر آزار دیدہ — خرابیہائے دلِ بسیار دیدہ
بشارت میرسانم ز آسمانت — کہ گشت ایمن زہر اندیشہ جانت

۳- کرد مظلوم س۲ ع۲ د حاشیہ ۶ - ز نومیدی س۲ س۳ ح ح۲ ع۲ ب د = بنومیدی ع = بدرویشی س۲ حاشیہ
۷- بدان جانے ع۲ د ۱۱ - وگر س۳ ع ح ح۲ ۱۵ - میرسانم ز آسمانت ح ح۲ ع ب = میدہم از آسمانت س۳
= مید ہد بخت جوانت ع۲ ایضاً ہر اندیشہ س س۳ ح ح۲ ع۲ د = ہجر اندیشہ س۲ ب ع -

گر از دوری فراواں خار خوردی / ز شاخِ وصل بر خوردار گردی
وگر کامت بهنگامے گرو بود / هم اکنوں یابی آں هنگام را زود
چو بشنید ایں بشارت عاشقِ مست / هم از پا او فتاد و هم شد از دست
بماند اُفتاده چوں کنجشکِ بے بال / چه از شادی چه از حیرت چه از حال
چو مژده راست بود از هاتفِ غیب / گلِ مقصود خود را دید در جیب
نخست از اعتمادِ ایں نمودار / بشکر اندر زمیں مالید رخسار
پس از شادی چو آهنگِ طرب کرد / نواسازانِ خلوت را طلب کرد
خیالے را که در خاطر نهاں داشت / بتلقیں زخمه زن را بر زباں داشت
بقانونے که در جا نهاز ند چنگ / برآورد ایں غزل مرغِ خوش آهنگ

غزل از زبان عاشق

مرا شب گفت رازی هاتفِ بخت / کزاں شادی زدم بر آسماں تخت
بیا جاناں که گویم با تو آں راز / دلِ خود را کنم پیشت گره باز
وزاں راز از تو چوں هر چیز خواهم / بزاری چند بوسی نیز خواهم
چناں لب بر لبم نه مست کن پیش / که نشناسم لبت را از لبِ خویش
لبم کن ریش زاں بوسی چو شکر / هم از بوسه برو نه مرهمے تر

۱- شاخِ عمر ب ۲- هنگام را س۳ ع۲ د ح۲ = هنگامه را ع ح ب ۶- آں نمودار س۳ س۳ ح ح ع۲ = ایں نمودار س۲ ب د ح۲ ۱۱- شب س س۳ ح ح ع۲ د ع = خوش س۱ = دی ح۲ ۱۳- دهم بوسه بوام و نیز خواهم ع۲ ۱۵- نوشے س۲ س۳ = نوشِ ح ع۲ د ه = بوسے ب ع = لبم را ریش کن زاں لب چو شکر ح۲۔

لبے کو چاشنی نہ ہد محتاج   نمکداں بے نمک چُہ بیت یا عاج
چو از جامی ننوشد کس زُلالے   اگر زرّیں بود باشد سُفالے
وگر باشد سُفالیں جام پُر مے   چکد صد قطرۂ یاقوت از وے
شبے دارم ز حالِ ناب ماں   بداماں قیامت بستہ داماں
زہے پیچاپیچ ایں شب گر دہم شرح   تواں دادن رُخ و زلفِ ترا طرح
بدیں تسکیں ز صبرم ہست بوئے   کہ میماند بگیسوئے تو موئے
براں رُخسار تا کے بینم از دور   رہا کن تا زند پروانہ بر نور
برانم اے زُلالِ روح پرور   کہ پشت خشک جانے را کنم تر
خوش آں قناعت کہ بر رویت نہم روئے   رسد بویت بجانِ آرزو جوئے
کشد زانگونہ تنگت در جگر جاں   کہ گنجے چوں خیالِ خویش در جاں
وگر صد پے کُنی جان و دلم چاک   کجا بیروں توانے رفت زیں خاک
ببوئے می بری از دوستاں ہوش   میت برلب گلابت در بُنا گوش
بدانگونہ یکے شد با تو جانم   کہ از خود تا بتو فرقے ندانم

۵- رُخ و زلفِ ترا ع۲ = دو رُخ زلف ترا س۲ ح ب ح۲ د = ز دو رُخ زلفِ را س۲ ۶- بدیں تسکیں ز صبرم س س۲ س۳ ع۲ = بدیں صبرم ز تسکیں ح۲ = بریں گوئی ز صبرم ب = بریں تسکیں ز صبرم ح = براں تسکیں ز صبرم ع ۷- دراں رخسار ح ح۲ ب ع۲ د = براں رخسار ع ایضاً پروانہ بر نور س۳ ب ح ح۲ ب د ع۲ = پروانہ را نور ع ۹- بر رویت ح ح۲ ع۲ د = در رویت ع ایضاً بویت س س۲ س۳ ب ع۲ ح ح۲ د = پویہ ع ۱۰- در خیالِ خویش چوں جاں س ب ۱۱- کنم ع ۱۲- ببوئے س س۲ س۳ ب ح ح۲ = ببوی س ح د = ببوس ع۲ ایضاً در لب س س۲ ع ح۲

مدار از من دریغ آں مے کہ داری | گلابی دہ مرا زاں خُمے کہ داری
وگر سرکہ فروشی ہم بدہ دست | کہ در لبہات ہم مے ہم نمک ہست
بحقِ آں نمک دور از دہانم | کہ وقتے کن بداں مے میہمانم
ز سوزِ شہ چو در ساز آمد ایں گفت | شدش زاں جانب ایں سوزِ دگر جفت

پاسخ از لبِ معشوق

نویدِ کامِ دل گر خود بخواب است | چو تسکیں میدہد دل را صواب است
ولے در دیدہ اول خواب ناید | کہ ایں دولت بعاشق رو نماید
دلم صد پارہ خوابم کے بود کے | بجز خوابے کہ نتواں خاست از وے
چہ دوزم ایں دلِ صد پارہ ہر بار | کہ صد پے پارہ خواہد شد دگر بار
رقیبانے کہ بر من پہرہ بانند | ز مژگاں قطرہ بر سوزم چکانند
ولے دشوار دارد عقلِ سرکش | بقطرہ کُشتنِ طوفانِ آتش
منم آں چشمہ کآبِ زندگانی است | ز من کس را نہ جائے کامرانی است
بجست و جوئے چوں من چشمۂ پاک | خضر در چشمہا میگشت غمناک
ودر خواب آمدش ایں چشمہ در پیش | روانی دست شُست از چشمۂ خویش
ش آرزونے کہ روزی گرد آں روز | کہ پشتِ زیں جگر بیروں دہم سوز

توئے کہ داری س۲ س۳ ح ع ح۲ د ب = تو گزاری ع ۸ - نتواں خواست س۲ ب ۱۰ - رقیبانیکہ ب د ح۲ = رفیقانیکہ س۲ س۳ ح = عزیزانیکہ س ع۲ د حاشیہ ۱۴ - آں چشمہ ۱۵ - بیروں دہم س س۲ س۳ ب د ح ح۲ = بیروں نہم ع —

نهم بر دیده آں پائے گزیده — حنابندم بپایت از خونِ دیده
بآبِ دیده گویم راز با تو — شوم گه تند و گه دمساز با تو
دراں گفتن چو باشد در تو رویم — ز بیهوشی ندانم تا چه گویم
بلب گر انگبیں ور سر که دارم — بیاری ور پذیر از من که یارم
مرا شوریست اندر سینۂ چاک — کزاں چوں چوبِ شورستاں شدم خاک
ولیکن زیں خوشم کز جانِ نالاں — بود خوش حالتِ شوریده حالاں
دلے کش نیست شورے خاک باشد — کبابِ بے نمک خاشاک باشد
گرم جاں در فراقت رفت غم نیست — زجاں نقشِ توام در سینه کم نیست
خیالت را برم جاں سازم آنرا — چو او بنود چه درماں سازم آنرا
ولے با ایں همه جانم هم او باد — مدارِ عمرِ بیرانم همه او باد

رسیدنِ خضر خاں با دولرانی و با او چوں بختِ خویش با دولت جفت گشتن

چه خوش باشد که یابد تشنه دیر — بگرمائے بیاباں شربتے سیر
حلاوت گیرد از شیرینیش کام — جگر آسودگی یابد ز آشام

---

۵ - چوبِ شورستان س۲ س۳ حج۲ د = خو بجورستان ع = جو بشورستان ع د ۹ - آنرا س۱ س۲ س۳ حج حج۲ د ب = اورا ع۲ ۱۰ - بیرانم س۳ حج حج۲ ع۲ د ح = ویرانم س۳ ع ب ۱۲ - بگرما در بیابان ع = بگرمائے بیابان س س۳ حج حج۲ د ع۲ ک = بگرما و بیابان ب —

چه خوش‌ها خورده باشد دل بصد جوش — که ناگه نوش‌دارویے کند نوش
اگر سلطان ست در عالم وگر کے — دلش باشد بسے سلطان ترازے
چنان مطلق عنانے کم توان یافت — که بتواند ز گفتِ دل عنان تافت
عنانِ مرد چون در دستِ دل ماند — ز سودائے خودش باید خجل ماند
چو دل بر کام نتوان کامران کرد — ببایدصبر کردن گر توان کرد
چو هنگامِ رسیدن در رسد تنگ — بهر دم خود کند کامِ دل آهنگ
تواند جام مقصودی چشیدن — که ممکن نبودش در خواب دیدن
ز ریحانی رساند دیده را نور — که قطعِ ره میسّر نبود از دور
همه چیزے بوقتِ خویش یابند — مدان کز پیش کوشش پیش یابند
برآید در زمانِ خویش هر کار — بوقتِ خود دهد هر میوه بار
محالست اینکه یابند از چمن گاه — بنفشه در تموز و گل بدی ماه
توان شد بر همه مقصود فیروز — مگر روزیِ فردا خوردن امروز
اگرچه این لحظه ممکن کار شب نیست — ز بختِ مقبلان اینهم عجب نیست
خضرخانے کش از دیوانِ تقدیر — مرادی در زمانے داشت تحریر — ق
چو وقت آمد کزان کامش بود بهر — بکام آن شربتش روزی شد از دهر
گهر سنجی کزین گنجینه در سفت — زهر در با گهرسنجان کند جفت

۱- چو خوشها ع۲ ۷- توانے ب ۱۴- خضرخانے مرا۲ مر۳ جح۱ ع۲ ۵ = خضرخاں را سا = خضرخانِ ع ۱۵- رسد بهر۳

که آن آشفتهٔ دلداده دربند تی زخورشیدی بماهی گشته خرسند
چو تنگ آمد ز خوناب درونے گره زد در درونش اشکِ خونے
بگوشِ محرمی کرد این گره باز که تا در پیش با نور ریزد این راز
هر آن سوزے که در دل داشت مستور بر آن سوزنده روشن کرد چون نور
بصد دلسوزی آن پروانه زان شمع روان شد کرده آتشها بدل جمع
شد اندر مجلسِ بانوے آفاق برون زد شعلهٔ زان دودِ عشاق
بزاری گفت کای در پردهٔ شاه ز نورِ خود فگنده پرده بر ماه
ز مهرِ شه بلندت باد پایه ز ظلِّ ایزدت بر فرق سایه
کجا شاید که با این بختِ شاهی بود فرزندت اندر سینه کاهی
تهی دستی بود نے تاجداری که بر کامے نباشد کامگاری
مکش بهرِ برادرزاده فرزند که آن رسمے و این جانیست پیوند
اگرچه رنجِ خویشان رنجِ خویش است ولیکن نے ز رنجِ خویش بیش است
در انگشتِ برادر گر خلد خار نه چون انگشتِ خویشت باشد آزار
ز دردار چشمِ خواهر ریش باشد نه همچون دردِ چشمِ خویش باشد
چو نورِ چشمِ تو کحلِ دگر سود بجانانه توتیاے داروش سود

۳- ریزد این راز سا ع۲ ح۲ = زیرد آن راز سا ح ب ع = گوید این راز سا ۶- دود عشاق ح ح۲ ح ع۲ د ل ب = درد عشاق ع ۷- سایه بر ماه سا ع۲ د حاشیه ۱۱- رسمی ست این سا
۱۵- زدرد چشم ح ح ایضاً ازدش سود ب = سازدش سود سا ـــ

مکن چندان برادرزاده را مِهر — که گیسو تابے از فرزندِ خود چِهر
هنوزش هست پایاب اردهی دست — بمالی دست چون در قعر بنشست
هدف چار است مردان را بیک تیر — اگر زین خسته گردد زن چه تدبیر
چو مردی چار خاتم راست درخورد — بیک خاتم چرا قانع شود مرد
خصوصًا پادشاهان را که بے گفت — بباید هم نسب افزون و هم جفت
چو باشد شاه را صد کاسه در پیش — بیک لذّت صبوری چون کند بیش
بخدمت گر قبولے یابد این راز — دری از نیک خواهی کرده ام باز
وگر زین برتر است اندیشهٔ خاص — چه چاره نیک خواهان را ز اخلاص
چو آن خونابه قطره قطره در جوش — ق چو دُرّ و لعل با نو کرد در گوش
دل از یاقوتِ گوشش سفته تر گشت — دو چشمش همچو گوشش پُر گُهر گشت
نهانی جست فرمانے ز درگاه — که فرماید قرانِ زهره با ماه
ز قصرِ لعل فرمان داد در حال — که آرند آن نگارِ مشتری فال
سُبک فرمان پذیران در دویدند — ز کانِ لعل گوهر برکشیدند
رسانیدند با صد عزت و ناز — برضوان گاهِ تخت آن حورِ طنّاز
خبر دادند عاشق را نهانی — که کامِ دل رسید اکنون تو دانی

٢- اردہا دست س ٣- خستہ گرد و زن ح١ = زین ح د ع = زاں س٣ ب ک = تا س١ = ایں ع٢ س ٤- خاتم (دونوں مصرعوں میں) ک ٥- ہم نسب ح ح٢ ب ع٢ د = ہم بشست ع = ہم نشست س٢ ١٤- ایں حورِ طنّاز ح -

خضر خان کز چنان کامی خبر یافت — خضر گویی دوباره چشمه دریافت
اگرچه بود موی گشته از غم — نمی گنجید از شادی به عالم
ز حیرت در دهانش گم شده گفت — نمی گشتش دو لب با یکدگر جفت
لبش پر خنده چشم از گریه تر هم — ز بس شادی شده حیران و درهم
در آن فرحت که شد جان نوش یار — تنش میشد ز جان کندن بیزار
هلاک شادیست از غم گران تر — که وصل از هجر باشد جانستان تر
چراغ گرمثل از دم بمیرد — اگر عیسی زند دم هم بمیرد
روان شد چون خیال خویش بیخویش — خیال دوست رهبر کرده در پیش
درون شد چون بخلوت گاه دلجوی — دو دیده چار گشتش روی در روی
دلش در دام بیخویشی زبون شد — عنان دانش از دستش برون شد
نه اندیشه بعقلش کار میکرد — نه عقل اندیشه را بیدار می کرد
نظرها گرم و جانها در جگر بود — خردها مست و دلها بیخبر بود
چو باز آمد شکیب هر دو لختی — عمل پیوند شد بختی به بختی
شه گم گشته هوش و یافته جان — ق بچندین حیرتش جای گروگان
نهفته با درونی خاصه چند — نشست و عقد کابین کرد پیوند

۵- در آن فرحت ۱ حم ۲ ع ۲ د ب = در آن وصمت ۲ ۳ حم ع ۷- چراغ گرمثل حم ۲ ب د ع = کومثل ک = کومثل ۲ ۳ ع ۲ = گرمثل ی ۱۰- بیخویشی ۲ ۳ حم حم ۲ ع ۲ د ب ک = بیهوشی ع ۱۴- حیرتش ۱ ۳ حم ۲ ب د ک = حیرتش ۲ حم ع ایضاً جای گروگان ۲ ع ۲ د = جان شد گروگان حم ک ب -

زدُرجِ دیده گوهرها برو ریخت　　نثار از گریهٔ شادی فرو ریخت
بدان شد تا بدان مهمان شیریں　　شکر ریزی کند از جانِ شیریں
ولے چوں شکرّش بر جلوه ن داشت　　ز بهرِ شربت آں شکرّ نگه داشت
چناں شاهی و هوش از وے شده پاک　　چو درویشی که دُرّی یابد از خاک
بشادی با نگارِ خویش بنشست　　شده از دستِ زلفِ دوست بر دست
بهارِ وصل بوسے داد دلجوئے　　جراحتها فراهم شد از آں بوئے
دو دل رخت هوس زجان درون بُرد　　جُدائی از میاں زحمت بروں بُرد
فروخفت از دل آتش هائے انده　　فرود آمد زجاں غمهائے چوں کوه
مقابل دل بدل آئینه شد باز　　زلب جا نها درونِ سینه شد باز
پر پروئے از بروں آلودهٔ شرم　　دروں سو شعلهائے دوستی گرم
بسوئے شاهِ خود دزدیده میدید　　گہے پیدا گہے پوشیده میدید
بروں سوئے نمود آئینِ پرهیز　　دروں سو دل همی دادش که برخیز
زلب برقِ بلا چوں میغ میزد　　زغمزه آشکارا تیغ میزد
بنا میزد نه مردم بلکه جانی　　بلائے شهر و آشوبِ جهانی
بناگوشے زمو پیرایهٔ او　　چو ماهی و ذنب همسایهٔ او

۱- برو ریخت - فرو ریخت سا۲ ع۲ د ب = فرو - ورو ع = بروں - فزوں حج۲ ۳- آں شکر س ع۲ د ب ۱۱- گے پیدا گے پوشیده سا۲ سا۳ حج حج۲ ع۲ د = گہ پیدا گہ پوشیده ع ب
۱۲- دروں سو دل همی سا سا۳ حج۲ ع۲ د = دروں سوئے دلے ع -

مے کامل ولے هر هفت کرده — ز نورِ خویشتن در هفت پرده
مصفّا مقنعه افگنده بر فرق — درفشان فرق چون زابر تنک برق
بنو خیزی چو سروِ نیم رسته — لبِ خندان چو درجِ نیم بسته
نه آن رخ بلکه جانرا قوّت و قوت — نه آن لب بل نمکدانی ز یاقوت
دُر از لعلش بدرج تنگ و تاری — مه از رویش بشغلِ نیم کاری
لبِ عناب رنگش پُر ز جلاب — زنخ سیبے معلّق زیرِ عناب
سخن از بهرِ دل بردن فسونے — فسونش را نه حاجت آزمونے
گر از گفتارِ شیرین مرد فرهاد — از و صد جانِ شیرین گشت برباد
ببالا سرو پیشِ قامتش خم — بحرفے از قیامت قامتش کم
بچشمے قلبِ ترکستان دریده — بموئے ملکِ هندستان خریده
رخے اندک بسبزی میل کرده — بهارے از کفِ خضر آب خورده
روان سرو تر و سبز و جوان هم — ندیده سبزه و آبِ روان هم
تو گوئی رنگِ سبزش گاهِ دیدن — ز سبزی و تری خواهد چکیدن
همه طاؤسِ هندی سبز وام است — کزان گونه بزیبائی تمام است
تذروانِ خراسان نغز مانند — ولے طاؤسِ هندی را چه مانند

۱- مے کامل درون ع = بروح حج = ولے سا ب = دو پرهٔ ع حج۲ د۲ م - قوت و قوت سا۳ حج ع۲ د = قوتِ قوت ع ب
۵- بشغلِ نیم کاری ع ۷- نه حاجت سا ک ع۲ = به حاجت حج سا۳ ب ۸- گشت حج د ب ع = گشته ع حج۲ حج۳
= رفته سا۳ ۱۰- بچشمے سا سا۳ حج حج۲ ع د ب = بچشم ع ۱۱- رخش سا۲ ۱۲- بدیده سا سا۳ ع حج۲ = ندیده سا۱ حج ب-

خمار آلوده چشم نیم بازش — جهانے نیم کشتِ نیم نازش
بکشتن طرّه را سر بازکرده — بخنده فتنه را در بازکرده
دو زلفش مشک و خالش مشک دانه — وزاں بو باغِ رضواں گشته خانه
مثالش چشمِ احوال ہم ندیده — نظیرش آئینه ہم نادریده
جمالے حسن کس نفزوده بر وے — زلالے دستِ کس نالوده در وے
بلا سرهنگ دیوانِ جمالش — اجل جاندارِ سلطانِ خیالش
ببرجی کاید او در چشم امید — نه شب مه تابد و نه روز خورشید
بچنداں زیورے افزوں گہر مند — مگر در گوش و گردوں گوہرے چند
کسے کش صُنعِ حق شد زیور آرائے — چه حاجت زیورش بستن سراپائے
خرد از دیدنش تسبیح خواناں — گریزد ہمچو فرتوت از جواناں
زنادانی ازاں گونه که دانی — همه بے رحمی و نامهربانی
رُخش در دل شعاعِ نور میزد — کرشمه دور باش از دور میزد
بجاں میداد راحت دیدنِ وے — چو شربت در تموز و شعله در دے
گہے دیدن تن از جاں رشک می بُرد — ز تن جاں نیز ہم در رشک می مُرد

۲- طره را سر]فتنه را در[۳ حم حم۲ ع۲ د ب ك = طره را پر- فتنه را سر ع ۴- چشم احوالها ع۲ ایضاً آئینه ہم ناوریده س۲ س۳ حم حم۲ ح د ب ك = آئینه نادرندیده ع = آئینه هستا ندیده ع۲ ۵- جمالے حم حم۲ د = جمالِ س س۲ س۳ ب ع۲ ع ع۱ ایضاً زلالے س۳ حم ک حم۲ ع۲ د ۸- زیورے س س۲ حم حم۲ د ع = زیور ع = زیورش س۳ ب ۱۳- میداد س س۲ س۳ حم حم۲ ع۲ ك د ب = میداشت ع -

ببیں تا چند باشد مهرِ پنهاں — کہ جاں از تن برد رشک و تن از جاں
دو دیده دوخته عاشق بسویش — در دیده جامهٔ جاں پیشِ رویش
چو میدید اندراں محرابِ دیده — حجابِ دیده میشد آبِ دیده
پس از دیری کہ حیرت رخت بربست — ہوائے دل بعیّاری کمر بست
درآمد عاشقِ شوریده مشتاق — کہ تنگش دربرآرد چوں بغلطاق
حریرِ آبگوں کرد از برش دور — چو ابر از آفتاب و حُلّہ از حور
درو آویخت چوں بازِ شکاری — کہ آویزد بکبکِ مرغزاری
گرفت اندر کنار آں سروِ گلرنگ — بسانِ برگِ گل در غنچۂ تنگ
رسید اوّل بجانها شکّریں قوت — ز دو انگشتریں و چار یاقوت
پس از مهرِ خزانه دور شد پاس — بہ لولو سفتن آمد نوکِ الماس
نمی شد ریسمان را راه در دُر — کہ دُر ناسُفته بود و ریسماں پُر
چو در شد در شکوفه شاخِ گلگوں — شکوفه خنده زد با گریۂ خوں
چناں در قفلِ سیمیں شد کلیدش — کہ شد تا پردهٔ دل ناپدیدش
بهم لعل و عقیقے داشته جفت — عقیق از برمهٔ یاقوت می سُفت

۶- تنش سا الیضاً حلّا از نور سا۳ ۹- شکّریں قوت سا۳ حج۲ د ك = از شکّرِ قوت ع = شکّرِ قوت حج ع۲ الیضاً انگشتریں سا سا۳ حج حج۲ د ع۲ ك = انگشتری ع ۱۰- مهرخانه سا۳ حج حج۲ د ع۲ = خزینه ك = خزاین ع الیضاً بُد رسفتن درآمد سا۳
۱۳- درقفل شد سا۳ سا۲ حج ح-

بچشمہ غنچۂ نیلوفری تر		بصد حیلہ ہمی برد اندروں سر
دراں خستن کہ خرما بے سکوں بود		چو خستہ در دلِ خرما دروں بود
ازآں خرما و با دخرج و دخلش		دو پاسِ شب بجنبش بود نخلش
زبیں کاں رخش شد از جوش خوں پست		ز رخش آب و ز آتش خوں بروں جست
چو کرد آں جوہری در گرم خیزی		بدُرجِ لعل مروارید ریزی
ازآں معدن کہ بستر معدنی گشت		حریر بہرمانی روئی گشت
خضر سیراب گشت اندر سیاہی		چکید آبِ حیات از کام ماہی
چنیں بزمے کہ دل سودائے آں داشت		مکرّر شد کہ معنی جائے آں داشت
چو آسود از دو جانب شعلہ را تاب		دراں آسایش آمد ہر دو را خواب
ازاں پس شاں نبود از بخت کاری		بجز عمر لطف بوسی و کناری
ازیں در پیش بردن بستۂ تر		ازو زاں پستہ خوردن قند و شکّر
ازیں کردن بدزدی سینہ تسلیم		وزو تاراج کردن تودۂ سیم
ازیں بستن برو زلفِ گرہ گیر		وزو گردن درآوردن بزنجیر
ازیں دادن یدو بالاء مائل		وزو بازو بدو کردن حمائل
ازیں ساعد بدستِ او سپردن		وزو گلدستۂ بر دست بردن

۱- بچشمہ غنچۂ آں نیلوفری س[۳] = بچشم غنچۂ نیلوفری س ح[۲] ع[۱] د = بچشمہ غنچۂ نیلوفر ع ۲- دراں خستن س ع[۱] د = جستن س[۱] ح = دراں جنبش س[۳] ۳- ازاں خرما زباد س[۳] = ازاں خرما و بال ع[۱] د حاشیہ ۸- یہ شعر صرف ح[۲] اور ی میں پایا گیا ہے نسخہ ی میں بجائے لفظ "بزمے" کے "بیتے" ہے ۱۴- یدو بالائے مائل س[۳] ح[۱] ع[۲] د = برو بالائے مائل س[۱] ع ح۔

ازیں در دامنِ او گل فشاندن — وزو در گل نهالِ تر نشاندن
ز گاهِ شام تا صبحِ شب افروز — شدی در خوشدلی شبهای شان روز
نهاده چون دو گل روی بروی — نه محرم در میان جز رنگ و بوی
بهم پیوسته اندامی باندام — بآمیزش چو دو مَی در یکی جام
دو مستِ شوق باهم کرده سرخوش — نه تشویشی بجز زلفِ مشوّش
چه خوش روزی و فرّخ روزگاری — که یابد کامِ دل یاری ز یاری
گهی لب بر لبی چون قند ساید — بدندانِ تمنّا قند خاید
گهی خسپد بشادی دوش با دوش — بنفشه در بر و نسرین در آغوش
کند هر دم نگه بر روی ماهی — که یابد جانِ نو در هر نگاهی
بر ویش مردمِ چشمِ نیازی — کند چون طفل در مهتاب بازی
شبی باید ز روی دوست مهتاب — که در روی روز توان دید در خواب
نخستین پاس اندر لابه و لوس — به پیچاپیچ لاغ و بازی و بوس
دگر پاسی بهم دو یارِ جانی — یکی گشته دو جان زان پس تو دانی
بپاسِ سیومین خفتن بمقصود — که دل خشنود گشت و خاطر آسود
بپاسِ چارمین غسلی بپاکی — بشکرِ غیب کردن روی خاکی

۲- دل افروز س۱ س۲ ۵- بجز زلف حم ع۲ = جز از زلف س۳ حم د ۷- ساید- خاید س۳ ع۲ د ۱۰- مردم از چشم س۱ س۲ حم ۱۳- زان پس تو دانی س۲ حم ح حم۲ ع۲ د = ز انسان که دانی ع ۱۵- بشکر عیش کردن س۲ = بشکر حق نهادن س۲ ک = بشکر غسل کردن د حاشیه = بشکر غیب کردن حم حم۲ د ع —

کسے کیں نعمتش دامن گراں کرد ‌ ‌ ‌ ببـاید شکر آنش بیکراں کرد
سپاسِ نعمتِ یکدم وصالے ‌ ‌ ‌ نیارد گفت عاشق ہیچ حالے
چو بر شہ بود واجب شکرِ ایں حال ‌ ‌ ‌ طریقِ شاکراں را داشت دنبال
نمودش دولتے کانجم سریر است ‌ ‌ ‌ کہ شکر آموزِ تو تلقینِ پیر است
درت باید دریں ایّامِ پیری ‌ ‌ ‌ کہ از ہمت کند روشن ضمیری
نگہ کن اینکہ آں شیخِ یگانہ ‌ ‌ ‌ نظامِ سلکِ اقطابِ زمانہ
براں در شوکتِ اقبالِ تمام است ‌ ‌ ‌ چو اقبال اندراں در صد غلام است
چو دولت رہنموں گشت اندراں راز ‌ ‌ ‌ بصد جہد آں ہما آمد بہ پرواز
پرید از اوجِ ہمّت در ہوائے ‌ ‌ ‌ کہ بر اوجِ ہوا ہا سود پائے
بہ تندی برگذشت از چرخ و انجم ‌ ‌ ‌ میانِ چار طایر تافت پنجم
گرم پرسی کہ آں طایر کدام است ‌ ‌ ‌ ہُما کو دین و ملّت را نظام است
بداں تا یابد از وے دانۂ پاک ‌ ‌ ‌ چو مرغِ دانہ چیں زد بوسہ بر خاک
ارادت را دراں درگاہ شد خاص ‌ ‌ ‌ گرفت الحمدللہ ملکِ اخلاص
یکے خود بود شمعِ پادشاہی ‌ ‌ ‌ دگر روشن شد از نورِ الٰہی
بہ ہمت زد در پرہیزگاری ‌ ‌ ‌ خدا کردش دراں پرہیز یاری

۶- نگہ کن سوئے ب = اینک د = آنکہ ع۲ ایضاً نظام الملک ب د = نظام ملک د ح۲
۷- دو صد غلام ب د ۸- گشتش ح۲ ع۲ ب ع۱ ایضاً بصد جہد آسماں ب = بصد جہد آسماں
ع۱ ۱۰- یافت ح ح۲ ع۲ د ع۱ = تافت ع ۱۱- ہما کاں ع۱-

ربود از جم بملک انگشتری را — نگیں شد خاتمِ نیک اختری را
قضا گنجِ سعادت کرد بازش — سعادت شد به تقویٰ کارسازش
زعینِ عصمتِ آبِ زندگی جست — رواں دست از همه آلودگی شست
مصلّائے نماز افکند درپیش — سخن گفت از نیازِ سینهٔ خویش
برآورد از پئے تحریمه راز — طلبگارِ عنایت را دو کف باز
به پشتِ پا دو عالم را پس افگند — به پشتِ دست زد ایں قالبے چند
به تکبیرے که زد دنبالهٔ پیر — بزد بر هر دو عالم چار تکبیر
بحمد آمد ز اخلاصِ نهانی — زهفت اندامِ او سبع المثانی
قیامے کرد در طاعت الف وار — که گشت از راستی سر حرف اسرار
رکوعے کرد چوں لامِ محقّق — که گشتش معنی از تحقیق مشتق
سجودے کرد همچوں دالِ مسجود — که سرّ رهنمایش گشت موجود
زد اندر قعده زانوئے امید — که زانو بوس گشتش ماه و خورشید
چو در قعده تحیّاتِ رضا خواند — زملکش بس فرایض کاں قضا ماند

---

۴ - مصلّائے نماز د حج۲ = مصلّائے نیاز ع۱ حج ع ۵ - تحریمه و راز ع۱ ۶ - به پشتِ دست، دو عالم س۳ ع۲ ل ی = به پشت پا دو عالم را س۲ ب د حج۲ ع ایضاً به پشتِ پائے زد ایں قالبے چند س۳ = به پشتِ پائے زد ایں قالبِ چند ع۲ و = به پشتِ دست زد ایں قالبے چند س۲ د ب = به پشتِ دست زد ایں قالبِ چند ع ب = بپائی پائی زد ایں قالبے چند حج۱ ۸ - بحمد الله ز س۳ د ب ل = بحمد آمد کہ ها = بحمد آمد س۲ س حج۱ ع۲ ۱۰ - که گشتش س۲ س۳ حج ع۲ ب د ل = که گشتے ع ۱۱ - دالِ مسجود س۲ س۳ حج ب ح = دالِ معبود ع حج۱ ع۲ ل ایضاً که سرّ س۲ س۳ حج حج ح د ب ل = که پیرِ ع -

نمازی کرد بر سجّادهٔ شوق | که گردّو بی و عرشی گم شد از ذوق
بدیں معراج گسترد آنچناں فرش | که از یاریِ دلها رفت بر عرش
نه یک عرشش ته پا پی سپر شد | که پایش بر هزاراں عرش بر شد
چو ذاتش عشق بود از فرق تا پائے | گرفت اندر دلِ زنده دلاں جائے
چو عشق اندر مجازش جلوه گه داد | مجازش بر پلِ تحقیق ره داد
چو یوسف حسن و عشقش شد فراهم | بیک تن عاشق و معشوق باهم
چو یعقوبے که در یوسف نظر داشت | ولیکن دل بمستیِ دگر داشت
چو شد با دیدهٔ خود یار چشمش | ز نورِ دیده گشت افگار چشمش
چو موجِ عشق شوید نوح را فرق | بطوفاں قرة العینش کند غرق
خلیلے را نهد آں دشنه در پیش | که قصّابی کند بر دیدهٔ خویش
چو براحمد زد ایں بادِ خطرناک | دو میوه ریخت از بستانش در خاک
چه نورست ایں تعالی الله کزیں تاب | بیکدم زهرهٔ خارا شود آب
بگرزد پائے بر طور از آں نور | کزاں شد پاره پاره سینهٔ طور
زخارا عشق ما را سخت تر یافت | که موسیٰ زنده ماند و کوه بشگافت

۴- بر هزاراں س۲ حج ع۲ د ب = صد هزاراں عرش پر س = از هزاراں س۳ حج۲ = با هزاراں ع
۵- مجازی حج۲ ع۲ ب = مجاز س۳ حاشیه ۶- عشقے س س۲ س۳ حج حج۲ ع ک = عشقِ ب = عشقش ع الضاً یکے شد عاشقِ حج۲ ۷- بر یوسف س س۲ ع الضاً وے دل رابستی دگر حج۲ ۸- با دیدهٔ خونبار ب ۹- موجِ عشق گوید س ع۲
۱۰- با دیدهٔ خویش س د ع۲ ۱۲- کزاں تاب ع = که از تاب س۴ ۱۴- نسخه حج میں مصرعوں کی ترتیب معکوس ہے۔

چناں شربت کہ از موسیٰ برد ہوش ‌‌ مگر خضرے تواند کردنش نوش
خضر خاں را کہ خضرِ عہد شد پیر ‌‌ براں سرچشمہ گردش چاشنی گیر
ہم آں سروی کہ جُستی گشت جفتش ‌‌ ہم از بستانِ دیگر گل شگفتش
چو گلہائے مرادش جملہ بشگفت ‌‌ زحالش بُلبل این نکتہ فرو گفت

غزل از زبان عاشق

بحمد اللہ کہ جانم کامِ دل یافت ‌‌ گلِ بختم ہوائے معتدل یافت
غمے کاں بود در دل قفلِ پولاد ‌‌ کلیدی شد درِ مقصود بکشاد
رسید از ساقیِ دوراں مئے ناب ‌‌ کہ آفت مست گشت و فتنہ در خواب
نسیمِ یارم از نو خارِ غم رُفت ‌‌ ببینہ گلستانِ عیش بشگفت
ز جورِ غم بروں می برد جاں رخت ‌‌ دراں خورشید دید و عطسہ زد سخت
دلے کز بازیِ غم بود بدحال ‌‌ ز روئے یارِ من فرخ شدش فال
بجانم زلف و روئے ساخت آرام ‌‌ کہ ہم صبحم مبارک گشت و ہم شام
چہ عذرت خواہم اے شامِ طرب زائے ‌‌ مگر چوں سرمہ در چشمت کنم جائے
چہ عزت دارمت اے صبحِ فرخ ‌‌ مگر بر خاک مالم پیشِ تو رخ

۳- ہماں سرِوی کہ چشمہ گشت حج۲ ۱۰- عطسہ زد سخت س س۲ س۳ حج د ب س ع۲ ل۵ ح = عطسہ زد بخت ع حج۲ ۱۱- بازیِّ غم بود ع حج حج۲ ب ل = بارِیِّ غم س۳ = یاریِ غم ع۲ = بارِ غم بود است س۳ ۱۲- ہم صبحم س س۲ س۳ حج حج۲ ع۲ د ب ل = صبحم ہم ع ۱۴- عذرت آوردم س ع۲ د ایضاً سایم س ع۲ —

شبے چوں زاغِ تا بانگِ خروسم کجا سیری کنوں زآگوش و بوسم
چو جاں بود انگہم در سینہ پنہاں تنش ہم درکشم در سینہ چوں جاں
ہم از در باز گردد اے بادِ نوروز کہ من بوئے گُل خود دارم امروز
مدہ پیش اے شب از مہ یادم اکنوں کہ من با مہوشِ خود شادم اکنوں
گر از اوّل مے ریود از گریہ آبم کنوں خوش مے برد در بادہ خوابم
شبے خواہم چو زلف اندر درازی کہ با رویش کنم چوں زلف بازی
چو ہستم روز و شب با دوست بر تخت گر آں ہم دیر تر ماند زہے بخت
ق زدیدہ کردمی سیّارہ باری
حہے کز بہر او شبہائے تاری
سعادت ہیں کہ داد اختر بکارم کہ کرد آں ماہ را جا در کنارم
چو من زاں ماہِ خود گشتم خوش و شاد شبم با ماہتابِ خویش خوش باد
نوازن چوں زد از سوئے شہ ایں ساز بروں داد از سوئے مہ زہرہ ایں راز

پاسخ از لبِ معشوق

مرا زیور کن اے مشّاطۂ ناز کہ بختم یار گشت و یار دمساز
بیار اے از عبیرِ تر جبا لم زمشکِ سودہ برمہ کن ھلالم
ز خونِ عاشقِ زارم کہ گشت آب سرِ زلفِ مرا دہ پیچش و تاب

۱- سیری شود حہ۱ = سیری بود سہ۳ = سیری کنم حہ ۲- آں کسم در حہ۲ = آں کم اندر د ۳- بوئے نوروز
حہ۲ ۴- یادم امروز - شادم امروز ب ۷- چو ہستم سا۲ سہ۳ حہ حہ۱ د = چو بینم ع ب
۱۳- مشّاطۂ راز سا ع۲ د حاشیہ ۱۴- برمہ کش سہ۳ ب —

ازاں خوں ہر گرہ در موئے تر کن | گرہ بر جانِ عاشق سخت تر کن
ہماں بازو ستا ایں زیرِ سر دست | کش از خوں تر شدی زیرِ سرم پوست
ہماں سینہ ہستا ایں بر سینۂ یار | کہ در ہجرش ز ناخن بودی افگار
دو سینہ سود چوں با ہم نہانی | فراہم شد جراحتہائے جانی
شد آں کاندیشۂ صبحم شام کردی | شب از روزم سیاہی وام کردی
کنوں کامد گہِ عاشق نوازی | ز زلفِ خود دہم شب را درازی
گذشت آں کافتابم زرد بودی | مہِ من در زمیں در گرد بودی
کنوں زیں مہ کہ بر خورشیدن کرد | نگر خورشید زرد و ماہ در گرد
زہی خوابِ خوشم با یارِ دمساز | کہ بیدارم کند از بوسہ گاز
سخے زنجیر ایں زلفِ گرہ گیر | کہ بر بستم جواں شیری بزنجیر
من و تو زیں پس اے یارِ وفادار | دل و جاں در طرب لبہا در آزار
گر آزاری بخوں لبہائے ما را | سرم را گیر بہرِ خوں بہا را
مرا بود از خیالِ خویش ہم جوش | کہ گہ ہمخوابہ بودت گہ ہم آغوش
چنانم کش کنوں در جاں پیاپے | کہ کم گنجد خیالم نیز در وے
ہماں تا محشر اے روزِ جوانی | کہ خوش گیریم ذوقِ زندگانی

---

۴ - نسخۂ ج میں مصرعوں کی ترتیب معکوس ہے ۵ - روز سیاہم حب ۷ - سر من در زمیں در گرد ک
۸ - بر خورشید سہ ۳ حج حج ۲ ع ۲ د ب لک = در خورشید ع ۹ - در بوسہ سہ ۳ حب ۱۰ - آں زلف سہ ۳ ع ۲
۱۵ - تا محشر اے روز جوانی حج حج ع ۲ د ب لک = تا حشر اے روز جوانی سہ ۴ = تا روز حشر اے جوانی سہ ۱ = تا بحشر اے روز ع ۲

بجانِ اے عمرِ پاینده جاوید | که نوشِ جاں کشم از جامِ امید
دگر من نیستم جاوید بنیاد | خضر خاں در زمانه جاوداں باد

خرابِ گشتنِ مجلسِ خانی از گردشِ دورِ مدام و خفتنِ بختِ بیدارِ خضر خاں و پریشانیِ ایں دولت در واقعه دیدن و تعبیرِ آں

خوابِ پریشاں از دلِ بیدارِ خسرو جستن

بسے دیدم دریں گردنده دولاب | ندیدم هیچ دَورش بر یکے آب
اگر خورشید ایں ساعت بلند است | زمانِ دیگر از پستی نژند است
دگر سیّارگاں هم زیں شمارند | که گه زیر و گہے بالا یکارند
چو ایں گردش همه بالا و زیر است | گر آید زیر بالائے نه دیر است
مکن تکیه بصدر و مسند و تخت | خس است ایں جمله چوں بادی وزد سخت
ز تاراجِ سپهرِ دوں بیندیش | که صد شه را کند یک لحظه درویش
بچشمِ خویش دیدم کج کلاهاں | برهنه پا و کفشِ کهنه خواهاں
بگوشِ خود شنیدم تاجداراں | ز بے نانے بخوشه جو شماراں

۱- بجانِ اے عمرِ ک = بیا اے عمر س۲ س۳ ح حج ع د ب ایضاً کنیم س۲ س۳ حج ب د ک ایضاً جام خورشید ک
۴- در خواب دیدن حج۲ ایضاً از دل بیدار خسرو جستن س۳ د = از دل بیدار خسرو پرسیدن حج۳ = از دل بیدار خسرو
ح حج ع = از دل بیدار جستن ح ۶- هیچ دورش ح حج۲ د ب ک = هیچ روزش ع حج ۸- گہے زیر و گہے بالا
س ۹- زیر و بالائے س۱ ک ع ۱۲- کج کلاهاں ب -

علمائے جہاں برعکس ہم ہست — کہ برسے ملکے گدائی را دہد دست
چنیں ہم دیدہ ام کافشردہ پائے — بتخت زر دریدہ پاتنائے
شتر گربہ ہم است اندر بسے چیز — کہ آنجا می نگنجد عقل و تمیز
کبوتر باچہ ژندہ پا چو گلنار — بہ ایزار رنگیں ساق پُرخار
چو قسمت میرسد زایزد نہ جنگ است — نہ ہر ماہی شکار ہر نہنگ است
کسے کز تیر چرخش زخم بروزیست — شفا جوید نہ رسم دلفروزیست
نتابد رو بہ تعظیم از سپر تیر — ندارد شیر شرم از ریش نخچیر
چو یابد سہل قسمے ز آسماں یافت — ازیں و آں زیادہ چوں تواں یافت
بریش کوسہ جانت از ناشکیباست — محاسن ز آئینہ جستن نہ زیباست
گرت دل راست در عشق احترامے — زید تا می نکوتر نیست نامے
چو حال اینست شو بادادہ خرسند — مجوے آزار بہر خوردہ چند
میفگن پنجہ با شیراں ز مستے — چو گربہ باش از کوتاہ دستے
ز تندی موئے شیراں زہر خیز است — گوزن از خوئے خوش تریاک ریز است
چناں کن باہمہ کس زندگانی — کہ مانی زندہ چوں زندہ نمانی
کنوں از سینہ بیروں ریزم ایں جوش — کہ روشن شد ہم از دیدہ ہم از گوش
کہ چوں شد را بہ شخص نازپرورد — رسید از تند باد آسماں گرد

---

۱۲ ـ بیتے ۲ ـ مج ۲ دہ ایضاً چو گربہ باشو ۳ ـ

تغیّر یافت ن اندر مزاجش	نشستند اہلِ دانش در علاجش
بہ تپ لرزہ شدہ خورزاں تپِ نرم	کہ آں خورشید را اندام شد گرم
چنانش درجگر یافت آزار	کز آزارش جگر گوشہ شد افگار
خضرخاں کو نہالے بود زاں باغ	چو لالہ داشت زاں غم بر جگر داغ
برسم نذرگفت ار بہ شود شاہ	پیادہ در زیارتہا کنم راہ
زندزش لختے از شہ رفت سستی	پدید آمد نشانِ تندرستی
رواں گشت آں ہمین سرِ بلنداں	پیادہ سوئے ہتھنا پور خنداں
چو او پائے بلوریں سود برخاک	ستارہ خواست زیر افتد ز افلاک
ملوک از باد برخاک اوفتادند	بہمراہی دراں رہ رو نہادند
تو پنداری دراں صحرائے سادہ	دمید از خاک گلہائے پیادہ
زہر یک پائے نازک پنج وشش گام	بسے سُرخ آبلہ برخاست گل وام
سراں چوں آب در صحرا شتابی	کفِ پا بر سوار کہائے آبی
چو شد نزدیک کز بس نرم خوئی	ق کند پائے ہمہ بے پوست روئی
ہمہ گلہا بپائے سرو خفتند	طریقِ مصلحت را باز گفتند
بغلطیدند پیشِ راہوارش	کہ تا کردند برمرکب سوارش

۲۔ از تپ شرم [۳] (اس مصرعے میں نسخے بہت مختلف ہیں اور اکثر بے معنی ہیں) ۷۔ رواں شد آں ہمین سرِ بلند آں [۳] = رواں گشت آں ہمین سرِ بلنداں ع [۲] د = رواں گشت آں ہمین سروِ بلنداں حج [۲] = رواں کرداں ہمیں سروِ بلنداں ع حج ب ایضاً ہتنا پور ب ۱۲۔ کف آوردہ حج [۱] —

روان شد سوئے تہتہا پور پویاں بصد خواہش حیاتِ شاہ جویاں
غلط شد با چنان تعظیمِ پاکاں یکے رسمش ز رسمِ ہوشناکاں
کہ چون عزمِ زیارت کرد چون تیر نشد بہرِ زیارت جانبِ پیر
نرفت آنسو گہے باز آمدن نیز کہ پوشید آسمانش چشمِ تمیز
چو بر رویش قضا میخواست گردی نبرد وش در پناہِ نیکمردی
حمایت را کہن دامانِ درویش ز صد سدِّ سکندر قوتش بیش
بگوش اقبال میکردش منادی کہ حج بردن نشاید قطعِ وادی
ولے گوشش پر از بانگِ نی و چنگ در و کے راہ یابد دیگر آہنگ
چنان ہم بود کز پرہیزگاری قدم لغزیدہ بودش زاستواری
بدستش طرّۂ سیمین عذاران چو سُبحہ در کفِ پرہیزگاران
ز تنہا کہ رفتہ تا بخورشید شدہ بیت السّعادت برجِ ناہید
چو بر عزمِ زیارتگاہ میرفت ہزاران رہزنش ہمراہ میرفت
بدانسان میزدند آن رہزنان راہ کہ ہم زہرہ زرہ میرفت و ہم ماہ
ز نغمہا کہ ہوش از مغز میرفت درخت و دشت و صحرا پائے میکوفت
بدین بازی چو آن عقابِ شکرباز ق ز ورگاہِ ہمایون کرد پرواز

۳- کرد تدبیر س۱ ح۲ الیضاً نشد بہر زیارت س۳ ح۲ ب = نشد سوئے زیارت ع۲ ح۲ د
۱۱- بیت السعادت س۳ ح۲ ع د ب ک ی = بیت العبادت س۲ ع
۱۴- از اں فہمد س۳ ۱۵- بہ بیں بازی ب —

مخالف کو محل میخو است خالی — چو خالی دید کرد آفت سگالی
چو بود آں پیسہ را در سینہ پیسے — بباریکی شدہ باریک ریسے
نبو دستش آں ہزاری چوں زمرداں — ہزاری ریس کردش چرخ گرداں
بگفتہ راست کرد اندیشۂ خویش — بحضرت رفت بے اندیشہ درپیش
بروں داد آنچناں رازِ نہاں را — کہ باور شد دلِ شاہِ جہاں را
الپخاں راگو زنی ساخت باشیر — زد اوّل نیش وانگہ راند شمشیر
چو از کارِ الپخاں سینہ پرداخت — شبک تدبیرِ کارِ خضر خاں ساخت
ستد فرمانی از فرماندہِ دہر — چو ماری ہر خطش دیباجۂ زہر

رازنامہ عتاب امیر ظل اللہ سوئے شمس الحق

سرِ فرماں سپاسِ بادشائے — کہ بر تربیت زو فرمانروائے
گہے نعمت دہد گہ بینوائے — گہ آرد پادشاہی گہ گدائے
ازو بر ہر سرے مہرے نہانی ست — دگر خشم آورد ہم مہربانی ست

۲- آں پیسہ را در سینہ پیسی ۳ک = آں پیسہ را در سینہ نیسی ی = آں نیشہ را در سینہ نیشی ع = آں بیشہ را در سینہ نیشی حج = ایں بیشہ را در سینہ بیسی ع۲ ایضاً باریک ریسی ۳ع ۲ک ی = باریک ریشی ع حج = تاریک ریسی د ۳- نبودست ۲ ۳ حج ک ع عا = نبودش ع ع۲ د ایضاً ہزاری ریس ۳ک ی = ہزاری ریش ع حج = ہزاراں ریش ع۲ د ۹- روزنامہ امر ظل اللہ ۳ ۳ حج ع۲ د ی = روزنامہ امیر ظل اللہ ۳ ب ک = روزنامہ ظل اللہ حج۲ = رازنامہ عتاب امیر ظل اللہ ع

۱۲- نہان است ایضاً مہربان است ب -

زحکمش هیچکس بے آزمون نیست — رضا و خشمش از حکمت برون نیست
دو مردم را چو خواهد قطعِ پیوند — پدر را دور گرداند ز فرزند
وگر پیوند خواهد بے کم و بیش — کند بیگانگان را یکدگر خویش
هر انچه آید اگر کم ور گران است — چو در بینی صلاحِ ما در آن است
ازآن پس داد با اندک غبارے — بنورِ دیدهٔ خود خارخارے
که اے خونِ من و خونابهٔ من — زهرت خون دل همخوابهٔ من
ازانجا کاسمان راهست خوئے — ق که بستاند چو بخشد آرزوئے
جدائی افگند چون کرد باهم — پراگنده کند چون شد فراهم
نه پیوندے تواند دید تا دیر — نه کس را خواهد از کامِ دلے سیر
زند برقی چو آبی ریزد از میغ — به پیوند دبخون و بُرّد از تیغ
بدانسان کرد ما را از خونِ ما پاک — که خونِ خالت افشاندیم بر خاک
الیخانی که خالت بود فرخ — ق به و بایسته همچون خال بر رُخ
بزخمِ خنجرِ آتش زبانه — که هست آن فتح و نصرت را نشانه
خطائے کرد دورانِ جفا بهر — که چون نقشِ خطا حک کردش از دهر

---

۳ - بیگانه را بایکدگر ب ۴ - اگر سود ار زیان است ۳ ۵ - اندک عیاری سح حج ع ۴ - خونِ دل ۲ ب ك حج ۲ = خون من ع حج د ی = خون و هم خونابه من ع ۳ ۹ - پیوندے ۳ حج ح ۲ = پیوندت حج ع ۲ د ب = پیوندش ع ۱۱ - خونِ ما ۳ حج ع ۲ د ب ك = خونِ دل حج ۲ = خوئے من ع -

گر از خالی جمالت گشت خالی — مشو خالی ز حمد لایزالی
رخ از روئے نیایش بر زمیں مال — کہ رویت را نیایش ہں بود خال
ز دل چتر سیاہ مامکن دور — کزیں خالست روئے ملک را نور
چو زیں سر رشتہ رمزے باز یابی — عناں ناخواندہ سوئے ما نتابی
دلت دانم کہ تنگست از پئے خال — شکار و گشت بہ باشد دریں حال
ز آب گنگ تا دامان کہسار — نہ بینی خاستہ یک سوزن خار
برانگو نہ است صحراہائے نخچیر — کہ دہ آہو تواں کشتن بیک تیر
باقطاع تو کردیم آں زمیں خاص — کہ باشد رہ برہ خنگ تو رقاص
بامرو ہہ نشیں با لشکر خویش — کہ بر کوہ آزمائے خنجر خویش
چناں کن تیز تیغ خود براں سنگ — کہ بری سنگ برایان گراں سنگ
چناں زن درخشان کوہے آتش — کہ سوزد درخطا قاآن سرکش
بفیروزی دو ماہی باش زانسوے — کہ تا فیروزی چرخ آرد بتو روے
چو تسکین غبارت باز دانیم — دریں گلشن چو بادت باز خوانیم
ولیکن تا رسد ہنگام آں کار — ق کہ دولت بر دریا بخشدت بار
رواں کن سوئے حضرت بے کم و کاست — علا متہائے سلطانی کہ آنجاست

۱۔ جمالت گشت ح حمٓ حمٓ ع۲ = جمالت کرد ع ب د ۲۔ ثنایش ح ۸۔ رہ برہ خنگ س۱ حمٓ۲ ب
د = رہ برو خنگ س۳ حمٓ = رہبر خنگ ع ۱۱۔ خاقان خس کش س۱ حمٓ۲ د = تا آب خس کش س۱ حمٓ ع۲
ب ح ۱۴۔ باز بر در بخشدت د ب۔

زِ چترو دور باش و پیل و رایت ‏ ق ‏ کہ حکمِ ما بران دادت ولایت
امانتہائے تست این جملگی ساز ‏ امانت چون تو باز آئی رسد باز
مدارا اندیشہ ز آنچہ اقبالِ ما خواست ‏ صلاحِ تست ہر چہ اندیشۂ ماست
چو مضموناتِ فرمان شد بپایان ‏ بمُہر آمد رموزِ پادشاہان
طلب کردند بدخو خادمے زشت ‏ درونش آتش و بیرونش انگشت
ترش روئے بسانِ سرکہ تند ‏ کہ ہم از دیدنش دندان شود کند
زبانی پیکرو دوزخ زبانہ ‏ دہانش ہفت دوزخ را دہانہ
بیک لب آسمان را بوسہ دادہ ‏ دگر لب بر زمین دامن نہادہ
زبانی بیگرہ روئے گرہ سنج ‏ بہر یک موئے ابرویش گرہ پنج
بلا را شحنہ آفت را مربّی ‏ قِنَا مِنْ وَجْہِ الْمَشْئُوْمِ رَبِّیْ
چو شد پیوستہ آن عنبر بکافور ‏ پُر از کافور و عنبر یافت منشور
بفرمانِ شہ آن فرمانِ پُر دُود ‏ ستد آن دود رنگِ آتش اندود
بر آئینِ الاقان یکشب از شہر ‏ رسید آنجا کہ بُد شہزادۂ دہر
خضرخانے فریبِ بخت خوردہ ‏ جہانش اُمیدوارِ تخت کردہ
شد و شہزادۂ خود کامہ و مست ‏ ز مقصود آنچہ باید بر کفِ دست

۱- کہ حکم ما حج۲ ع۲ د ب = ز حکمِ ما ع حج ۷- دو زخ را۳ نذ ب ۹- رشے۳ سا حج حج۲ ع۲ د ب = رویش ع ۱۲- فرماں برزدو ب حج ع = فرماں برے دود ۷ = فرمان پر دود حج ع۲ د ۱۳- الاقان س۳ س۳ حج۲ ع۲ ب ۱۴- خضر خانے حج حج۲ ع۱ = خضرخانِ ع ۷ –

بعزّت نازنینِ ملک بوده ‌‌ بد و نیکِ جہان نا آزموده
نه زابِ سرد پایش یخ دیده ‌‌ نه بادِ گرم بر رویش وزیده
چه داند خوئے چرخِ بیوفا چیست ‌‌ وزیں گردنده ثابت در جہاں کیست
ہمیرفت از طرب با نغمہ و نوش ‌‌ ز آفتہائے دورانش فراموش
چو بگذشت از سوادِ میرته آنسوئے ‌‌ سواد آورد سوئے دشمناں روئے
رسید آں خادمے عفریتِ وش تیز ‌‌ تنِ ناشاد و رُخسارِ غم انگیز
بدرگاہِ خضر خاں شد نہانے ‌‌ چو ظلمت پیشِ آبِ زندگانے
سُپردش ماجرائے پیچ در پیچ ‌‌ درو جز پیچِ غم دیگر ہمہ ہیچ
چو خاں خواند آں تغیّر نامہ شاه ‌‌ تغیّر یافت اندر خاطرش راه
یکے آنکو بحضرت نازنیں بود ‌‌ چراغِ چشمِ شاهِ دوربیں بود
دگر آنکه از عتابِ تاجداراں ‌‌ بنود آگہ برسمِ ہوشیاراں
عتابِ پادشاہاں سیلِ خونست ‌‌ شناسد ایں دم آں کاہل درونست
مبادا خسرواں در خوں ستیزند ‌‌ که خونِ صد جگر گوشه بریزند
بسا گوہر که بُرد از تاج در ملک ‌‌ که فرزندی و خویشی نیست در ملک
ہر آں دُرکاں ز سلکِ پادشاه است ‌‌ گہے تاجِ سر و گہ خاکِ راه است

---

۴ - نغمہ و نوش حہ حہ۲ ع۲ د ب = نعمت و نوش ع ۵ - میرت ب ۃ میرٹ د = حیرت ع۲ = سیرت حہ = میرته ع حہ۲ ۸ - سپردش س۱ س۲ س۳ حہ۲ ع۲ د ب = سروش ع حہ ایضاً پیچ پیچِ غم دگر ہیچ حہ۲ ب = پیچِ غم دیگر ہمہ ہیچ ع۲ د حہ ۱۱ - عتاب شہریاراں س۳ -

بجای ایمن نبا شد خاص جمشید عُطارد را بسوزد قُربِ خورشید
خضرخاں حربۂ شه خورده در دل زدیده خونِ دل میریخت در گل
چو سترِ راز را کم دید چاره بزد دست و گریباں کرد پاره
کساں کاں حال را نظّاره کردند نه جامه بلکه جاں را پاره کردند
نفیری خاست تا فیروزه گوں کاخ که دلہاے کواکب گشت سوراخ
چراغِ ملک زاں آتش فشانے دخانے دل شد و بگذاشت خانے
علامتہاے شاہی داده شاه حُسام الدین ملک را کرد ہمراه
که پیل و دورباش و چترِ شاہی زشمش آورد برظلِّ الٰہی
وز انسو خود بقصرہاں با دل تنگ سوے امروہه کرد از میرته آہنگ
رواں شد چہره از خوں رنگ کرده دو چشم از گریه جوں و گنگ کرده
گزشت از گنگ با خاصاں تنی چند کله را سایه بر امروہه فگند
رسیده سایۂ چترا ز کلاہش کلاه و سائباں چترِ سیاہش
ز آبِ دیده ہر سو رخش میتاخت زدو دِ سینه بر سر چتر میساخت

---

۳ - سترِ راز سٓا حٓ ۲ د ہ = مہر راز ع لٓ = سر راز ع ح ك ۶ - دُخانے دل حٓ ۲ ع ۲ د ب ك = دخان ع ح ۸ - زپیل ب ایضاً آورد سٓا حٓ حٓ ۱ د ب = آورده ع ۲ = آورع ۱۰ - جون و گنگ حٓ ۱ = جو گنگے ع = خونِ گنگ ح د ب = ہمچوں گنگ سٓ ۳ = چوں گنگ ع ۱۲ ۱۱ - رسیده سایۂ سٓ ۳ حٓ حٓ ۲ ب ء ایضاً کلاه سائباں سٓ سٓ ۳ حٓ حٓ ۲ ع ۲ د ء = کلاه و سائباں ب ك = کرآه سائباں ع
۱۳ - میتافت - میافت ب -

بامرو ہمہ دروں غمناک بنشست — چو گل با سینۂ صد چاک بنشست
دو سہ روزی درآں تیمارِ جاں کاہ — نداد اندوہِ دل را سوئے خود راہ
بخلوت شد ز دیدہ موجِ خوں راند — غزل خوان و نوازن را دروں خواند
نوازش جست ز ابریشم خراشاں — سماعِ نغمہ میکرد اشک پاشاں
ز دلتنگی ببانگِ چنگ میسوخت — شگافِ دل بتارِ چنگ میدوخت
بہر پردہ کہ مطرب ساز میزد — غزلخواں بر سپہر آواز میزد
سرود و شعر گرچہ غم زدایست — ولے در سختیِ غم غم فزایست
کند شادار کہ شادی نیوشند — وگر در جوشِ غم باشد بجوشند
نہ بینی مویہ گر در مویۂ نرم — بنائے دف کند ہنگامہ را گرم
در اندیشید زاں پس با دلِ خویش — کہ نتواں داشت بے مرہم دلِ ریش
گر از خشم شہ چو دریا سہمناک است — نہ آخر گوہرِ اویم چہ باک است
گناہِ خود دسنے بینم دریں ہیچ — کہ خشمِ شاہ گوشم را دہد پیچ
ور آرد گوشمالِ او بجوشم — شفیعے ہست مروارید گوشم
وگر زو نشنود عذرِ گناہم — بمروارید دیدہ عذر خواہم
بدیں اندیشہ یکدم شاد بنشست — پس انگاہی چو گل برباد بنشست

۳- جوئے خون س۳ ہم - ز ابریشم س۳ حم حم۲ ع۲ د ب = از ریشم ع ایضاً سماعِ نغمہ س۱ س۳ حم حم۲ ع۲ د ب = سماع و نغمہ ع ۶- میکرد ب ۷- سرودِ شعر س ع د ۱۳- شفیعم س۲ حم۲ = شفیعے س حم ع۱ ع ب ۱۵- آنگاہی چو گل س۳ حم حم۲ ع۲ د ب = انگاہ چوں گلے ع -

بسرعت سوئے حضرت شد شتابان   چو مہ در چرخ و باد اندر بیابان
شبا روزی بہ تیزی کردہ قطع   رسید و پیشِ شہ زد بوسہ بر نطع
چو در سیّارۂ خود دید خورشید   بشامِ غم دمیدش صبحِ اُمید
بسوزِ دل گرفت اندر کنارش   فشاند از دیدہ گردِ سہ نُثارش
برمزش گفت کاے تلخی کشیدہ   ق   ز آزارِ پدر تلخی چشیدہ
اگرچہ این تلخیت خوشتر ز قنداست   کہ چوں دارو ہے تلخت سودمنداست
ولے شیرین نشد کز تلخ خوئے   کنم با جانِ شیرین تلخ روئے
نہ از من ریختہ است این زہر بر تو   کہ این بود است بہراز و ہر بر تو
وگرنہ کس تواند در زمانہ   کہ چشمِ خود کند بیروں ز خانہ
چو بارد ز آسماں بارانِ تیمار   زمینے را بود زو بہرہ ناچار
کسے کز آسماں باید امانش   نباید بود زیرِ آسمانش
بسے زینگونہ بودش در نہانے   براں صبحِ سعادت مہربانے
کہ روشن داشت رائے صبح تابش   کہ نزدیک غروبست آفتابش
سلامش میرسد از عالمِ پاک   نویدش میفرستد مادرِ خاک
بحسرت در خضر نظّارہ میکرد   ز بہرِ آبِ حیواں چارہ میکرد

۱۔ چو مہ در برج ۳ ۶ ۔ اگرچہ این تلخیت خوشتر ح ح ع[۲] د ک = اگرچہ این تلخیت شیریں ۳ = اگرچہ این تلخیش خوشتر ح[۲] = اگر تلخ است این خوشتر ع

۱۲۔ مہربانی اور مصرعہ دوم کا قافیہ درنہانی ۳ ۔

چو هست از بهرِ خضر آن چشمه را جوش سکندر کے تواند کردنش نوش
اگر ممکن شدی در گیتی آرام ق بعُمرِ عاریت یا مهلتِ وام
وفا پیدا شدی هر بوالهوس را که چوں دادی کس ایں سرمایه کس را
غرض چوں دیده بود آں ناوک انداز که رجعت نیست تیرِ رفته را باز
دلش میخواست تا در گوشِ فرزند درآویزد ز دانش گوهرے چند
رقمهائے که کار آید بشاهی دهد یادش ز منشورِ الٰهی
چو حاضر بود پیش آں خصمِ کیں خواه که پرورش بخونِ خویشتن شاه
اینچاں راقلم در سر کشیده بخونِ خضرخاں خنجر کشیده
درونش کرد زانساں رهنمونے که بیروں ندهد از رازِ درونے
نصیحت دوست را در پیشِ دشمن بود رفتن بیکجا باغ و گلخن
سِلاحِ مخلصاں دادن ببد خواه ببد خواهیِّ جانِ خود برد راه
زکافورے که بود اوّل سقنقور درآخر خورد گوئی شاه کافور
بسا رستم که چوں زالاں بزاری هزاراں ریش گشتند از هزاری
خلیفه بے تواں از ناتوانے مخالف در خلافِ کاروانے

۱- از آبِ خضرخاں چشمه را نوش س ع۲ ۴- کجا دادی س۳ ۹- آں رازِ درونے ح حج۲ د ب = از رازِ درونے ع = اسرارِ درونے س س۳ ع۲ = اثارِ درونے س۲ ۱۱- سلیحِ مخلصاں س = صلاحِ مخلصاں ک د = سلیحِ دوستاں ع۲ = سلاحِ مخلصاں ع حج۲ ایضاً بود راه ب ک ۱۳- هزاراں ریش س۳ ع۲ ب ع = هزاری ریش ح حج۲ د = هزاری ریس س۳ -

چو بید و سرو خفت از باد بر خاک | ز هر سو سر برآرد خار و خاشاک
چو رو اندر غروب آورد خورشید | زند سیّاره لاف ملک جاوید
چو شب در ابر شد سیّاره نایاب | چراغ دشت گردد کرم شب تاب
چو شمع ماه را کم شد زبانه | بخورشیدی نشیند شمع خانه
چو دانست آن مخالف در سر خویش | ق | که میل کانست سوی گوهر خویش
بزور و زرق مجلس کرد خالی | پس این دیباچه پیش افگند حالی
که شه بر بستر و شهزاده بیدار | هم از شه خسته و هم در پی کار
ز بس کاحسان و بخشش پیش کرده | جهانی نیک خواه خویش کرده
ز چندین جیش حاضر تخت گه را | یکی من پاسبانم تخت شه را
چو در فتنه مخالف بفشرد پای | نخست از پاسبان خالی کند جای
توان باید زهی کامرانی | نگیرد با توانان ناتوانی
ز چشم ار خسته شد ذات سلیمت | کنون از قرة العین است بیمت
گر او آرد درین بی زوریت زور | نمک را نشمرد کس چون شود شور
صواب آن شد که آن دُرّ خطرناک | بدرجی ماند از دست کسان پاک
نهد چون تاج صحّت شاه در برج | توان بیرون کشیدن گوهر از درج

۲- قرب جاوید ب ۳- سیّاره شد در ابر س ۹- جیش حاضر س۱ س۲ س۳ حج۱ حج۲ ع۱ د ب ی
= بنش حاضر ع د ۱۱- با توانا حج ک = با توانان ع ع۱ حج۱ د ۱۲- ز چشم ار س س۱ س۲ س۳ حج حج۱ ی۲ ع۲ = از چشم از ب
= ز خشمت ک = ز جسم ار ع -

رهی گفت آنچه کرد اندر خبر راه   صلاحِ ملک به داند دگر شاه
بدانش داشت شه این نکته را پاس   که دشمن راست در لوزینه الماس
بدل گفت ار دهد عمرم جهاندار   توانم خواست لابد عذرِ این کار
ورم ندهد جزای این عمل دست   عملها را جزا بخشِ دگر هست
پس از روی خرد شد مصلحت جوی   برون داد آنچه داد از مصلحت روی
نخستش گفت کاں شوریده فرزند   چو پیوند است نتوان قطعِ پیوند
قوی بازو بری باشد ز جان سیر   که بُرّد بازوی خود را بشمشیر
ولیک آں به که دور از قصرِ جمشید   ببرجی دارمش ماهی چو خورشید
بدین تدبیر خاں را جُست در پیش   برون افگند خونابِ دلِ خویش
بگریه گفت کای خونابهٔ من   خیالِ روی تو همخوابهٔ من
تو در اندیشه نادانی چنانے   ق که این مقدار در خاطر ندانے
که چوں با کس مخالف گردد ایّام   مخالف گردد او را خوں در اندام
نیندیشند نقّاشانِ تقدیر   که این منشورِ سلطان است یا میر

۲- داشت شاه آں مج مج۲ ع ب = داشت شاه این س۲ د = داشت شه این س س۳ ع۲ = داشته آں ع ۴- جزا بخشِ س س۲ س۳ مج مج۲ ع۲ د = جہاں بخشِ ع ۵- داد از س۱ س۲ س۳ مج مج۲ د = بود از س ع۱ = وید از ب = داد آں ع ۶- کاین شوریده س۲ ب = کاں شوریده س۳ ع = کاے شوریده س مج مج۲ ع۱ د ۱۱- نے نادان چنانے س۱ س۳ مج مج۲ ب ک د = نادانِ جہانے ع۲ = نا دانے چنانے ع

۱۳- سلطان است س س مج مج۲ ع۲ د ب ه = سلطانیست ع —

نگارند آنچه فرمان باشد از غیب — نهند آنرا که فرمان است در جیب
چو بر ما نیز تقدیر ایں رقم بست — کجا زیں سلسله بیروں تواں جست
چناں روشن شد از حکم خدائی — که چندیت از پدر باشد جدائی
چو دیگرگوں نخواهد گشتن ایں حرف — بمنزل کرده باید توشه را صرف
مهے بنشیں ببرجی کاتفاق است — مهے دیگر همیں برجیت وثاق هست
اگرچه زیں غمم تابیست در جاں — ولیک از مصلحت رو تافت نتواں
چو بشنید ایں سخن فرزند دلریش — نماند از دردمندی طاقتش بیش
ز ناله نفخ صور اندر دهن دید — قیامت را بچشم خویشتن دید
قیامت بیش ازیں نبود بعالم — که فرزند و پدر بگریزد از هم
ز بیهوشی فرو غلطید بر روئے — چو سرو سیل خورده بر لب جوے
چو شه دید آنچناں بیهوش و تابش — دراں صفرا ز دیده ریخت آبش
چو باز آمد بخود میکرد زاری — که شه را بر خود است ایں زخم کاری
چو بُرّد دشمن از مردم سر و پائے — تو کار دشمناں خود میکنی وائے
بلے چوں در رسد حکم خداوند — کند خود مردم از خود قطع پیوند

۴- توشه داں ع حج د ب ۵- مے دیگر ہیں برجت سـ سا ب د ع حج۲ ح = مه دیگر ہیں برجے
سا = مے دیگر ہیں برجت ع ۱۰- سیل خورده سـ سا سا ح حج۲ ع ب د ت = بیل خورده ع
۱۳- چو بُرّد سا۲ سا۳ حج۱ ب ع = په برد س حج ع۲ ۱۴- بلے چوں دررسد حج حج۲ ع۱ ب
= وسے چوں دررسد سا۲ سا۳ = وسے چوں میرسد ع —

یکے بر خود گزارد خنجرِ تیز — یکے گردد ز خونِ خویش خونریز
یکے دِشنہ زند فرزندِ خود را — یکے دل بردرد دلبندِ خود را
ولیک ایں جملہ را مفگن بتقدیر — کہ مردم نیز دارد عقل و تدبیر
چو شہ سایہ بیند از دبیر آنسوئے — نہادم سر ببر چہ آید بریں روئے
خضرخاں چوں بروں داد ایں دمِ درد — بلرزید ند خاصاں زاں دمِ سرد
بے بگریست شہ چوں ابرِ نوروز — پس از دل برزد ایں برقِ جگرسوز
کہ ایں شعلہ کت از من یادگاریست — ترا از دو زخم گوئی شراریست
چہ پنداری مرا جانیست در تن — بجانِ تو کہ مردہ بہتر از من
چگونہ ماند اندر چشمِ من نور — کہ چوں تو مردم از چشمم شود دُور
ولے چوں ز آفرینش دارم ایں رنگ — کہ باشد حکمِ من چوں نقش بر سنگ
اگر در جنبش آید کوہ را پائے — نہ جنبد حکمِ سنگیں من از جائے
دگر چوں یخ گداز د جانِ سنگیں — خطِ سنگ است اگر نقشِ یخ است ایں
زِ خلقت چوں مرا زینگونہ حالست — بَدَل در خلقتِ مردم محالست

۱- یکے برخود گزارد سا[۱] سا[۳] حج[۲] ع[۲] = یکے را برگزارد ع حج ۲- یکے دل بردرد سا[۲] سا[۳] حج حج[۲] ع[۲] ب ھ = یکے دل مید ہد ع ۳- مردم نیز دارد سا[۲] سا[۳] حج حج[۲] = مردم نیز داند سا ع[۲] = مردم نیز آرد ع ۴- سایہ بیند از د سا[۲] سا[۳] حج[۲] ب = نہ انداز د ع[۲] = براند از د ع ایضاً آید ازاں ر د سا[۳] = بدیں روئے ع[۲] ۵- بروں داد حج حج[۲] ع[۲] ب ک = بروں زد ع ایضاً ایں دم از درد سا[۳]
۶- برق جہاں سوز ب ۹- مردم چشم ب ۱۰- نقش در سنگ سا[۲]
۱۲- ہماں نقشِ نخستیں سا[۲] = اگر نقشِ نخستیں ک ھا۔

چو آگاهی ز خوئے بد ستیزم　　　بہر بار رسالت زاب خیزم
ہم اکنوں بازت آر د بخت والا　　　بر افسر سازدت لولوئے لالا
چو گفت این با ہزاران بیقراری　　　قراری داد ازاں پس باہزاری
نخستش داد سوگند خداوند　　　کزاں برتر نباشد ہیچ سوگند
بقرآن و رسول و شرع وایماں　　　کہ نقض آن نگنجد در کریماں
بشمشیر و نمک سوگند دیگر　　　کہ ہست این شور تن وان آفت سر
کہ اندر دیدہ و جان خضر خاں　　　نیندیشد گزند از دیدہ و جاں
چو آئین وثیقت محکمے یافت　　　دو دل با عالم غم ہمدمے یافت
اشارت کرد شاہ محکم آئیں　　　بداں دشمن کہ محکم داشت کیں
چراغ ملک را بردن شبانگاہ　　　بحصن گوالیر از منزل شاہ
تعالی اللہ ندانم کاں چہ دل بود　　　کہ نزدش گوہرے زانگونہ گل بود
چکیدہ قطرۂ دریاوش از وے　　　فگند از روئے خود چوں قطرۂ خوئے
سکونت را عجب برپائے می داشت　　　کہ جاں میرفت دل بر جائے میداشت
جگر میکند ہجر آتش بصد زور　　　کہ در کندن نبودش ذرۂ شور

۴- شور دل سع[۲] = سوز تن حج[۲] ۷- دیدۂ جان خضر خاں سع[۲] ایضاً گزند دیدہ و جاں س حج[۲] ع[۲] ۸- وثیقت س[۲] س[۳] حج حج[۲] ع[۲] ب[۲] = وصیت سع[۲] ۹- محکم داشتہ کیں س[۲] س[۳] ۱۰- گوالیر ع حج[۲] ب = گالیر س[۲] = گالور س[۳] = کالیور حج = والیور سع[۲] ایضاً منزل شاہ ب
۱۲- چکیدہ گوہرے حج[۲] ۱۳- جان میرفت و دل برجائے س[۲] س[۳] حج حج[۲] ع[۲] ح ب ک = جان میرفت دل برپائے ع ۱۴- ہجر آتش سع[۲] —

جگر گوشه ز دیده میشدش دور | بدیده خونِ دل میداشت مستور
همیرفت و نمیشد طاقتش گم | ز چشمش دیده و از دیده مردم
درونش پاره پاره میشد از درد | برون آن درد و پاره پاره میخورد
جدائی هر دو را چون کرد تقسیم | تو پنداری که یک جان شد بدو نیم
روان شد نیم جان با جانِ پرغم | شهنشه ماند و نیمے جانِ درهم
سرِ سوزن نه سر رشته پدیدار | که بتوان دوخت آن دو نیمه یکبار
چو آن دیده ز چشمش برکران شد | ز گریه مردمِ چشمش روان شد
خضر میرفت و عقلش کرده ره گم | ز خضراے فلک در نالش انجم
بدوله در نشست آن در کرم نشر | چو خیلِ مومنان در پلهٔ حشر
در آن میزان روان کردند پویان | یکے خورشید و چندے ماه رویان
بهمراهی و زیرِ سخت کینه | نباتش در لب و زهرش بسینه
فریبِ روبهان بر شیر میراند | زبان میداد و آن شمشیر میراند
دمش میداد و آن دورِ جفا بود | دلش میداد و آن نقلِ بلا بود
اگر پیداست دشمن دوست خوبیست | بدهمت آن دشمنے کو دوست رویست

۲- ز چشمش سا ۳- بز ورآن درد سا سا حج ع ب = برون آن درد ع حج ۵- با جانِ برهم سا ۶- آن دو نیمه یکبار سا حج ح ع ب = دو نیمه یکبار ع = آن دو نیمه یکتار حج ۷-
۱۰- خورشید و چندے سا ع = خورشید و چندین حج = خورشید و دیگر سا ب ع حج ۱۳- دورِ جفا = دو وجفا سا حج ع ب ایضاً دلش میداد سا ع حج حج ب = زبان میداد ع -

توان کردن ز تیغ تیز پرہیز ‌‌ که بیرون از نیام آید بجو نریز
نیام است آنکه دارد برق در میغ ‌‌ برون سو نرم و رنگین و زدرون تیغ
بسان پستهٔ بادام شو نغز ‌‌ که بیرون چوب خشک و اندرون مغز
نه چون حنظل منافق باش در دهر ‌‌ نباتی پیکرے پر شربت زہر
بسرعت میشد آں دستورِ گمراه ‌‌ بهانه بست بر دستوری شاه
گرفتارِ ذنب خورشیدِ تاباں ‌‌ چو مه منزل بمنزل شد شتاباں
دو روزے راه زاں خورشید تف یافت ‌‌ که برج گوالیر از وے شرف یافت
چو گوہر خازناں را گشت تسلیم ‌‌ بسے در ہر تعهد رفت تعلیم
بتنگیں قلعه در پیغولهٔ تنگ ‌‌ نہاں بنشست چوں یاقوت در سنگ
دراں تنگی ز غم دل تنگ مے بود ‌‌ دراں کوهِ گراں بے سنگ مے بود
ز بے سنگی شدی چشمش چو دُر پاش ‌‌ دو لالائی دلش دادی که خوش باش
چکاں ہر دم ز چشمش لعلِ رخشاں ‌‌ غمے بر سینه چوں کوهِ بدخشاں
ز غم جانش ارچه در بیداد مے بود ‌‌ ولے بر روئے جاناں شاد مے بود
ہم او یار و ہم او مونس ہم او دوست ‌‌ ہم او جان و ہم او مغز و ہم او پوست
شب و روز آں مه و زہره بیک قد ‌‌ ہمے بودند باہم و چوں دو فرقد

۱- برون سو ہیزم رنگیں درون تیغ ب ۳- خشک است اندرون مغز ب ۷- دو روزے راه ازاں س حم حم۲ ع ع۲ = دو روزے راه آں س۳ ب ۱۲- در سینه ب ۱۳- در روئے جاناں ب۲
۱۵- ہمے بودند باہم س۲ س۳ حم حم۲ ع۲ ب = ہمے بودند ہر دو ع –

زد و زخ شعلهٔ غم گرچه کم نیست | چو غم را غمگساری هست غم نیست
اگر کو هست اندوهِ دلِ ریش | تنک باشد بروئے دلبرِ خویش
وگر آبست و آتش بر رُخِ یار | توان خوردن بیانِ آبی و نار
بغم مونس طلب کآرام جانیست | غمِ بے مونساں یکجو جهانیست
ترنج ارچه از سرکه خوردن پُرزِحین است | چو زیریش انگبیں سرکه انگبین است
اگرچه زهر خوردن عینِ جهل است | فسوں خواں چوں به نزدیکست سهل است
مے ارچه رهنماید سوئے آتش | نمک چوں چاشنی دادش بود خوش
هلیله کو بُنفتے خونِ دل رُفت | شود خرمائے تر چوں با عسل جفت
دو یکدل همچو جوزا روئے در روئے | بُدندی یکدگر دلدار و دلجوئے
گهے او پیش ایں صد ناز کردی | گهے ایں بر لبِ او گاز کردی
گه او بازو کشادی ایں خزیدی | گه ایں گیسو سپردی او کشیدی
گه او کردی ترنّم ایں همه هوش | گه ایں گفتی فسانه او همه گوش
گه او سر در کنارِ ایں نهادی | گه ایں در زیر پائے او فتادی
دراں زنداں براں دلهائے پُرسوز | بدیں حیله بسر میشد شب و روز
بحسبِ حال گه گه خانِ غم کش | دلِ خود را بنظمے داشتی خوش

۶- به پیشِ تست س ع۱ = به نزدیکست س۱ س۳ ح = به نزدِ تست ع ب ۹- روئے در روئے س۳ ح ح۱ ع۲ = روئے برروئے س س۲ ع ۱۴- براں دلها ح ح۲ ع۲ = بداں ع ب
۱۵- خانِ غم کش ح ح۱ ع۲ ب ی = جانِ غم کش ع —

پریوش هم جوابے کردی آغاز   بسحر هندوی گشتی فسون ساز
خضرخانے که بُد جان در و باشش   شبے با این غزل خوش بود حالش

غزل از زبان عاشق

دمے با من نشین اے یار دلبند   که بر روی تو بکشایم دمے چند
اگر بندی نهاد ایّام بر من   خوشم کز زلفِ تست این دام بر من
بر پیچم مگو که بندم بست تقدیر   اگر بندم کشاید چیست تدبیر
برون آید چو ماهِ نخشبم از میغ   همین آهن شود بر دستِ من تیغ
ببے بودم بهِ بستانها طرب جوئے   کنون لختے بزندان هم کنم خوئے
نه من از یوسف اندر حسن بیشم   که تنگ آید دل از زندانِ خویشم
چو می آید زتقدیر این همه چیز   خضر بودم کنون یوسف شوم نیز
به بندِ یوسفم غم گرچه کم نیست   زلیخایم چو با من هست غم نیست
عروسان را از زر و زیور توان کرد   بود خلخالِ آهن زیورِ مرد
ازین خلخالِ همچون اژدها یم   بکامِ اژدها بین مانده پایم
هنوز از پائے او خلخال در دل   ز رویش هم خل و هم خال در دل
شراب عیش چندان داد ساقی   که کم ماند آرزو در سینه باقی

۱- بشرے هندوی سر۳ ۲- پرو بالش سر۲ ی ۹- تنگ آمد سر ب ۱۲- زر و زیور سر سر۲ سر۳ حج حج۲ ع۲ ک = زر زیور ع ب ۱۴- هم خل و هم خال سر حج ع۲ ع = هم خله هم خال حج۲ = هم خد و هم خال سر۲ سر۳ ی = هم خل هم خال ب —

کنون کان آن دور شد چون مے چه جوشم — چو دور خون است این خون نیز نوشم
نگفتم شکر شادی چون دران دم — بگویم بارے اکنون شکر این غم
گزشت آنکه از نشاط و عشرت خوش — هوسها پخته این جان پُر آتش
هوس کامید بنود همنشینش — مس جان است لعلِ آتشینش
تو گوئی خواب بود است آنکه هر بار — بدولت بود مے چون بخت بیدار
چو بختم را در آمد خفتنے سخت — اگر در خواب بینم زین پس آن بخت
ولے چون با دولرا نیست خوابم — یقین کان بخت و دولت باز یابم
چو کرد این سوز روشن نیّر شرق — مه از ابر حیا بیرون زد این برق

پاسخ از زبان معشوق

زمانه بین چه بے رحمت شد امسال — که برکند ارجمندان را پر و بال
بطالع خضر را بود آن گرانے — که شوید دست زآب زندگانے
ولے برقے کزان دارا بر افتاد — گزشت از خضر و بر اسکندر افتاد
خضر را هم ریاضِ عیش شد تنگ — که ماند اندر ریاضت خانهٔ تنگ
هنوز از روے ندیده روز و شب بهر — که دریا بسته گشت از سردے دهر

۱- چه جوشم ح حج۲ = بجوشم ع ایضاً که دور خون س۲ س۳ ع۲ ب ایضاً این مے نیز س۳ حاشیه
۲- بگفتم شکر س۳ ایضاً بگویم نیز س۳ ۳- هوسها پخته س۱ س۲ حج حج۲ ع۲ ح ب = هوسها ریخته ع
۵- آنکه هشیار ب = آنکه یکبار حج ۶- خفتنے سخت س۱ س۲ س۳ حج حج۲ ع۲ ح ب = خفتنِ سخت ع
۷- کان بخت س۱ س۲ حج حج۲ ع۲ ب = تخت ع ۱۴- بسته شد ب -

جهانی غرق شد کاختر بزشتی — بروی دجله ز آهن راند کشتی
ایا ماهی که در راس آمدت پای — بیا ز آن پا که بر راسش کنم جای
مرنج ار گشت پایت اژدها سنج — که جای کم بود بی اژدها گنج
ورت زنجیر آهن بست تقدیر — نباشد چاره شیران را ز زنجیر
ازان آهن که گشتت زیور ساق — چو آهن سوخته است این جان مشتاق
دل خود را بسی کوبم درین درد — روا نبود چه کوبم آهن سرد
ز بندت من بر آنم آرزومند — که بگشاید زمانه بندم از بند
ولی ترسم که بینم زین غم خویش — چو دلبندی توام بند دلت بیش
بغیرت هم ز بندت میکنم جوش — که پایت را چرا گیرد در آغوش
بپایت ار از گرانی نبودم بیم — نهم من هم ز بازو حلقهٔ سیم
چو من این سیم نپسندم در آنجای — ز آهن بار چون بینم بران پای
گرفتی کامدت زایزد بخور غم — کاسیر این گرفتند اختران هم
نگیرد چرخ جز پرمایگان را — که ننهند این محل بی پایگان را
مه و خورشید را گیرند پیوست — بکوکب کم زنند گیرندهٔ دست

۲- راس س۱ س۲ حم حم۲ ع۱ ب = راست ع الیضاً بر راسش کنم حم۲ = بر راهش ع حم ع۲
۵- چو آهن سوخته است حم حم۲ ع۲ ب = چو آهن کوفتست ع ۹- آغوش س۱ س۲ س۳ حم حم۲ ع ب = هم آغوش ع۲
۱۳- بی پاگاں را حم۲ = بیگانگاں را حم = بی مایگاں را ع ع۲ (اس آخری صورت میں قافیہ باقی نہیں رہتا)

گرفت اختر چو خورشید زمینت　　　گرفتِ اختراں با داہمینت

عزمِ سلطانِ عالم سوئے عالم دیگر و سلب کردنِ کافورِ محجوب رجولیتِ فحولِ ملک و بروشنائیِ درچشم ملوک نشستن و دیدہ قرۃ العین علائی را کافور وام گردانیدن و دراں قصاص دیدہ و سرِ ہم بباد دادن

گرت در سینہ چشمے ہست روشن　　　بعبرت بیں دریں فیروزہ گلشن
ازیں گلہا کہ بینی گلشن آباد　　　برنگ و بوئے چوں طفلاں مشو شاد
کہ بادِ تندِ ایں خاکِ خطرناک　　　چنیں گلہا بسے کرداست خاشاک
نگر تا چند گلبن تازہ بشگفت　　　کہ از یک صدمۂ وے بر زمیں خفت
نگر تا چند سرو آزاد برخاست　　　کہ شد پست ار خزا نرا باد برخاست
نگہ کن تا کیانرا زآفرینش　　　دریں نزہتگہ آمد چشمِ بینش
نگر تا چند رخشِ کیقبادی　　　خرامید اندریں صحرا بشادی
مہ و مہرے کزیں سبز آشیاں تافت　　　نگہ کن تا ببالائے کیاں تافت

۱۔ با داہمینت س۱ ح۲ ب = باشد ہمینت ح ح (س۳ اور ع۲ میں کاتبوں نے اس شعر کو بالکل غلط کر دیا ہے)
۸۔ زیں خاک س۱ س۲ س۳ ح ع۲ = ایں خاک ح۲ = زخاک ع ۱۱۔ نگہ کن تا کیاں را س۳ ح ح۲ ع ب
= نگر تا کیاں را س س۲ (اس صورت میں شعر موزوں نہیں رہتا) = نگر گر تا کیاں را ع
۱۳۔ سبز اشیاں ع۲ ک = سبز آسماں ح ح۲ ع ے (یہ شعر دیوان نہایت الکمال میں بھی موجود ہے)

نسیمی کاں وزد هر صبحگاهی | نگر تا بر چه گلها داشت راهی
خیالے را که نقشے بر زلال است | امیدِ دیرپایستن محال است
درین ویرانه عقل آنرا پسندد | که در روے رخت بندد دل نه بندد
بدانائی خورد هرچه آیدش پیش | که چشمه بیش زاید چوں کشی بیش
جهاں را خوش خور اے کت کامِ دل هست | که نبود کامِ دل پیوسته بر دست
چه بندی در گره نقدِ رواں را | گره بندار توانی نقدِ جاں را
چو نتواں نقدِ جاں بر جایگه داشت | چرا نقدِ دگر باید نگه داشت
چه سود از گنجِ افریدون و ضحّاک | که خوردِ خاک گشت و خوردشاں خاک
اگر خود قُرصِ زرداری جهانے | پس از مردن شوی محتاجِ نانے
سیه تانے که مفلس را دهی خور | سیه چتریست در گرمائے محشر
در افزوں بخششی افزونست مزدت | تو دِه تا خاک ماند بهرِ دزدت
اگر خواهی ذخیره چیزے از پس | ذخیره نامِ نیکت در جهاں بس
بخور مگذار وجه بک قناعت | که افسوسے نمی ارزد متاعت
مشو چوں خسروانِ سست بنیاد | که باقی ماند ازیشاں گنجِ شداد

۲- دیرپایستن حم حم۲ ع۲ ی ط۱ = دیرپابستن ع ۶- چه بندی حم حم۲ ع۲ ب ط۱ = چو بندی ع
۸- چه سود از گنج س۳ حم حم۲ ع۲ ی ب = چه شد ایں گنج ك = چه شد از گنج ع ۹- قرص خور س ع۲
ك ایضاً بوسے محتاج س س ع۲ ۱۱- تو ده س س۲ س۳ حم حم۲ ع۲ ب = بده ع ۱۳- نمی ارزد متاعت
س س۳ ح حم حم۲ ع۲ ب = نمی ارزد قناعت س۲ ع -

چو خسرو شو گدائی خوش سرانجام — کزو باقی نخواہد ماند جز نام
دریں نامہ کہ نامش باد باقی — چنیں خواندم نمطہائے فراقی
کہ چوں شہ را بحکم لایزالی — ق شد از روئے خضر خاں دیدہ خالی
درونش را دراں غمہائے جانی — تواں رفت و فزوں شد ناتوانی
دلش خوں میشد و بیروں نمیداد — جگر را غوطہ جز در خوں نمیداد
فرو میریخت خونِ ناب خوردہ — چو دیوارِ گلِ خام آب خوردہ
یکے رنجش گرفتہ در جگرگاہ — دگر قطعِ جگر گوشہ جگرگاہ
وزیں ہر دو بتر خوئی جفا ساز — کہ گر میرم نیارم رفتہ را باز
ستیزی سخت کیں رسمِ جہالت — کہ ہر سہ آں من کشتن محالت
جفا بر دشمنِ بیروں تواں کرد — چو در سینہ است دشمن چوں تواں کرد
سہ دشمن در دروں گشتہ بلا سنج — غم فرزند و خوئے ناخوش و رنج
گرفت ایں ہر سہ خصمش در جگر جائے — بریں ہر سہ اجل شد کار فرمائے
ز شوال آمدہ ہفتم پیاپے — سنہ ہفصد سہ پنج بر سر وے
کزیں دیرِ سپنج آں شاہِ آفاق — بروں از ہفت گنبد بر دشش طاق
برو کرد آنچناں شیرِ فلک زور — کہ شد زانگونہ شیرے طعمۂ گور

---

۴ - یہ شعر سوائے نسخہائے سا حج ۲ ء کے اور کسی نسخہ میں نہیں پایا گیا - گر ء میں اسکو ۱۵ کے بعد لکھا ہے
۶ - فرو می ریخت حج ۲ = فرو می خورد ع ۸ - کہ گر مردم س ۹ - رسم جالست حج ۲ ک = رسم جہالت حج ع ۲
ء الیضاً من کنم سا حج ۱ ک = می کنم حج ع ۲ ب ء ۱۳ - نیز بر شے سا ۱۵ - طعمۂ مور ک -

نگر تا چند زمینان شیر پر بیم   شکارِ گور شد زین آهوی سیم
عجب ناوک زنی کو گاهِ نخچیر   شگافد مور و اژدرها بیک تیر
چو بویحیی برآرد لطمهٔ خویش   چه سلطان زیرِ آن لطمه چه درویش
درین ایوان که بینی لعبتی چند   بزلف و جعدِ شان دل را مکن بند
که لعبت بازِ این هر هفت پرده   ق   که لعبت میکند هر هفت کرده
هر آن لعبت کت امروز آورد پیش   چه خواهد کردنش فردا بیندیش
مبین لعبت که بر روی زمین است   که زیرِ خاک لعبت بیش ازین است
گر از دیبای چین خواهی نمونه   زمین را کرد باید باژگونه
چرا بر تختِ عاج آنکس نهد تاج   که زیرِ تختهٔ گل خواست شد عاج
خرد بیند چو گرد استخوان سنج   که شاهِ راستین شد شاهِ شطرنج
مبین کامروز ماندش استخوان چیز   که فردا خاک گردد استخوان نیز
چو اوّل خاک و آخر نیز خاکیم   چه چندین بهرِ خاکی سینه چاکیم
چو هر که از خاک زاید باز خاک است   خوش آنکس کز غمِ بیهوده پاک است
چرا باید گرفت آن کشور و شهر   کزان ندهند بیش از چار گز بهر
سزد خورشید را نیز این سزا کرد   که گیتی روز بستد شب رها کرد

۲- گور و اژدرها ب ك ۳- پیش آن لطمه ك ۴- بجعد و زلف ك ۵- لعبت میکند س ع[۲] ك ۶- کردنش حم حم[۲] ع[۱] ب ك ۹ = کردنت ع ۱۲- خاک است - چاک است س[۳] ۱۴- باید گرفتن س ۱۵- چون این سزا کا -

نشاید بر سرِ چرغی کلہ داشت — کہ گیرد صید و نتواند نگہ داشت
غرض گشت ایں حکایت در جہاں عام — کہ شد پیمانہ پُر جسم را ز نہ جام
زمیں در لرزہ گشت از نقلِ یکذات — بَدَا الزِّلزَالُ اِذْ نَادَتْ عَلَامَاتٌ
علا از تخت رفت و رِفعت از تاج — شہابے جائے ماہی کرد معراج
فلک زانجا کہ دارد رسم و پیشہ — ق کہ کوشد در جفا کاری ہمیشہ
دگر بازیِ دیگر بر انگیخت — کہ نتواند دو صد بازیگر انگیخت
بگیتی داد ہر سو فتنہ را زور — جہانے بے نمک را کرد پر شور
کشیدند از بروں گردنکشاں ریش — دروں ارکانِ ملک آمد بتشویش
بزرگاں را ہزاہز کرد شیدا — ضعیفاں را خزاخز گشت پیدا
چنیں باشد شہاں را گردشِ بخت — کہ ایں زر یابد و آں گم کند رخت
غرض چوں رفت ماہِ ملک در میغ — بجنبیدن در آمد فتنہ را تیغ
ہنوز آں ماہ را نابردہ در مہد — کہ گشت آں دشمنِ مہدی کُش از عہد
سُبک نامہربانی را رواں کرد — کہ بے مہری کند تا میتواں کرد
نشاید میل میل آنسو بہ تعجیل — کہ نورِ دیدہ شہ را کشد میل

---

۳ – درلرزہ شد – ۳ مصراعِ ثانی عربی تھا کاتبوں نے اُس کو خوب مسخ کیا ہے – ہمارے مصحح سابق جناب مولنا شوکت حسین صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ عربی حروف میں محض خفیف سا تصرف کرکے اُس کو فارسی بنا دیا ہے: بدیں زلزال اُفتا د انقلابات اور نسخہ ث میں بجائے عربی مصرعے کے ایک فارسی مصراع تصنیف کرکے چسپاں کر دیا گیا ہے:
چنیں باشد شہاں را گردشِ آفات ۲ – ۶ – دو صد بازیگر – ۳ ح حم ۲ ع ۲ ب = دو بازیگر بر – ع –

شتابان رفت سنبل تند چون باد — غبار آلوده سوی سرو آزاد
خضر خان را خبر شد کامد آن خار — کزان با دام چشمش یاد آزار
به تسلیم قضا بنشست خندان — نرفت از جای چون ناهوشمندان
چنین تا آن غبار آلوده از راه — برآمد بر فراز قلعه ناگاه
بران جان گرامی بست تنی چند — رسید آهیخته بر گل سوی چند
چو آن دیده بر آن خصمان نظر کرد — همان چشمی که خواهد رفت تر کرد
بگریه گفت ما نا شه فرو خفت — کز ینسان فتنهٔ خفته برآشفت
چه حالت این و این جوش از پی چیست — برین زندانی این بخشایش از کیست
ور امید خلاص آن خود نباشد — ق که دشمن لایق مسند نباشد
وگر بر دیده و بر جانست فرمان — منم فرمان پذیر از دیده و جان
جوابش داد سنبل کای گل بخت — چه باشد سنبلی با صدمهٔ سخت
بحکمی کان بسنجی تند بادیست — گیاهی را نه جای ایستادیست
منم سنبل ترا یک بنده داغی — نه آن سنبل که شد آبی و باغی
بشارت میدهم باری نخست — که حکمی نیست بر جان درستت
ولیکن در چنین فرخ جمالی — همی خواهد فلک عین الکمالی

۳ - نرفت از هوش س[۱] س[۲] س[۳] ح[۲] ۵ - رسید آهیخته بر گل س ح ح[۲] ع[۲] = آهیخت برگل س[۲] ح = آهیخته از گل س[۲] = آمیخت با تن ع ۱۲ - باد است - ایستاد است س[۱] س[۲] س[۳] ج[۲] ع[۲] ب ی ایضاً چه جای س[۱] س[۲] = نه جای ح ح[۲] ع[۲] ب ی ع -

مرنج از من که از من نیست این زور | که چون خود خواهد اختر جمله را کور
چو بود اندر حیاتِ شاه دستور | ق بچشمش چون بچشمِ مُرده کافور
همی خواهد ز رائے سُست تمیز | که کافوری کند چشمِ ترا نیز
چو خان دانست کامد تیرِ تقدیر | شد از دیده باستقبالِ آن تیر
برغبت داشت نرگس پیشِ سنبل | که خواهی خارم افگن خواهیم گل
چو دید آن حال سنبل چاره ناچار | عنیفان را ز هر سو کرد بر کار
که بفگندند سرِ راستین را | بیازردند چشمِ نازنین را
کسے کز بهر زخمِ چشم زد نیل | رسیدش چشم زخمے ناگه از میل
چنان چشمے که از سرمه شدی ریش | چگونه تابِ میل آرد بیندیش
چو پر خون شد خمارے نرگسِ وے | خمارے گوئیا قے میکند مے
خمارے داشت چشمش وائے صد وائے | که شد چشم و خمارش ماند بر جائے
بدیده هر کس اندر درد میکرد | مے از دیده می افشان شد زهی درد
اگر بود از فلک زینگونه بیداد | فلک کور است یا رب کور تر باد
ستاره بر شهابی تافت چون میل | که انجم را کشد میلے به تعجیل

۲- چو بود سا۲ حج ع۲ ۳- رائے سُست و تمیز حج۲ ب ۸- بهر چشم زخم حج۲ ع۲ ب ایضاً رسیدش چشم زخمے سا۳ حج۲ ب = رسیدش چشم زخم سا۲ ع۲ = رسیده زخم چشمش ع ۱۰- خمارے گوئیا خون میکند قے سا۳ ۱۴- ستاده هر شهابی تافت حج = ستاره هم شهابی تافت سا۲ = ستاره هر شهابی تافت ع۲ = ستاره هر شهابی یافت حج۲ = ستاره هر شبی می تافت د.

جهانے خستہ شد کز بس خرابی　　شد آں با دام عنّابی و آبی
رقم کاں بود بر چشمش قلم را　　بچشم خویشتن خواند آں رقم را
وگر پرسی سوادش کز قدر بود　　اِذَا جَاءَ الْقَضَا عَمِیَ الْبَصَر بود
چو سنبل کرد زانساں خار خارے　　خزانے در فگند اندر بہارے
زبس خجلت شدہ در خویشتن گم　　در آں نامردمی ترساں ز مردم
شتاباں سوئے حضرت راہ بر داشت　　ز فعلِ خود بہر گام آہ بر داشت
چو در حضرت رسید آں کار کردہ　　ق　　ز کفراں سنتِ کفّار کردہ
وے بے زور و جانِ سست مایہ　　ہراساں از در و دیوار و سایہ
تنک پیوست باصد روئے زردی　　بکافوری کہ کرد ایں جملہ سردی
نوازش کردش آں بے مہر بدعہد　　کہ بودش در بلاہائے دگر جہد
چو گل کردش میانِ سیم و زر غرق　　کہ سنبل را نماند از سرخ گل فرق
بشغلِ خود نیابت دار کردش　　بباغِ ملک امیر بار کردش
چو بر حجّاب میری داشت از بخت　　دراں میری نیابت دادش از بخت
بہارِ فتنہ خلق از دور میدید　　کہ بارِ سنبل و کافور میدید

۲- خواند آں رقم را س حم حمٓ ع ۲ ب ی = دیداں رقم را س۳ ل = خواند ایں رقم را ع ۴- خزانے در فگند اندر س ر۲ س۳ ع حم۲ = خزانے را فگند اندر حم ب ی = خزاں افگند اندر نو کا = خزاں را در فگند ا بر ع ۷- سنتِ کفار س ر۲ س۳ حم حم۲ ع ب = منتِ کفار ع ۱۰- بلاہائے دگر س ر۲ س۳ حم حم۲ ع ب = بلاہائے دگر ع ۱۴- از دور دیدند - کافور دیدند س ر۲ س۳ حم حم۲ ع ح ب ی = از دور میدید - کافور میدید ع --

وزیں سو خضر یوسف روئے چوں دید — کہ چشم آزار یعقوبیش بخشید
بسے میخواست داد خود ز دادار — بدرد چشم کردہ درد دل یار
رخ از خونابۂ دل ریش می کرد — بزرگاں را شفیع خویش می کرد
اگرچہ کند بودش تیغ شاہی — ز فقر ستش بود شمشیر الٰہی
وگرچش بود پا لغز نہانی — چنانکہ افتد ز مستی و جوانی
ولے ہم داد نیروئے تمامش — بذیل دولت پیر اعتصامش
زہی نیرو کہ در پنجاہ فرسنگ — سر بدخواہ زد شمشیرش از چنگ
فلک زانجا کہ در پاداش سرہاست — دعائے دردمنداں را اثرہاست
زمانہ ساخت تیغے ز آہ مظلوم — سر شومش فگند از گردن شوم
چو گفتم سر بسر بکشایم ایں نطع — کہ خونریز سرش چوں بود با قطع
چو دانست آں طلبگار بلندی — ق — کہ ہر سو چیرہ گشت از زورمندی
اگرچہ خاطرش بیدار ہم بود — کش از ہر خار خارے خواب کم بود
ولے چوں وقت کاں تیغیت قاطع — رسید و داد بیروں نور ساطع
نہانی دادش افیونے. زمانہ — کز و ہوش و خرد شد برکرانہ

۶۔ ولے ہم بود سا۲ سا۳ (ع۲ میں اس مقام سے ۲۹ شعر غائب ہیں۔ غالباً جس نسخہ کی یہ نقل ہے اُس میں ایک ورق گم ہو گیا ہوگا) ۱۲۔ اگرچش خاطرے سا۱ = اگرچش خاطر حم حم۲ = اگرچہ خاطرش سا۲ ب ۔ ۱۳۔ رسید آورد سا = رسیدن داد ب ۱۴۔ دادش افیونے سا۳ = افیونِ ک = افسونِ سا۲ حم حم۲ ع = داشت افسونے ب —

سبے ہست ایں عمل در دہرِ قلّاب　　　که بیدارانِ عالم را دہد خواب
دو قُرصی کاندریں بالا و شیب اند　　　چو نانِ کیسه بُر مردم فریب اند
فریبِ آسماں خوردن نشاید　　　بخور گرت از سر و گردن نباید
مبیں دولت که دارد پاسِ جانت　　　چو وقت آید کُشد هم پاسبانت
همیں دستور کز پاسِ نمک ماند　　　نمک خوارے دو سه در پاسِ تو خواند
چو او بگذاشت از حقِ نمک پاس　　　نمک خواراں تو را نیدندش الماس
چو از تیغ و نمک سوگند بودش　　　نمک شمشیر شد سر در ربودش
چو او بر دیدهٔ منعم جفا کرد　　　سپهر از دیدهٔ جانش سزا کرد
بچشمِ کس چو کس خارِ ستم داد　　　بباید چشمِ خود با سر بهم داد
غرض القصّه آں کافورِ بے نور　　　بتنبولِ اجل چوں گشت کافور
یکے از نیک خواہاں قاصدے جُست　　　بدیں مژده گل و تنبول بردست
نہانی رفت سوئے خانِ والا　　　حکایت کرد سرِّ حق تعالےٰ
که خصم ار چشم زخمی را سبب گشت　　　سرش را تیغِ کیں چوبِ ادب گشت
چناں کردندش از شمشیر مقسوم　　　که در جمعِ سه عالم چار مرسوم

۳- بخور گرت حمؔ حمؔ ب = بخور ارت سۃ = بخور کت ح = بخور گرع ک ایضاً گردن نشاید سۃ عا
۸- دیدهٔ جانش سہ سۃ حمؔ ک ء = دیده جانش اسۃ ب حمؔ دیدهٔ حالش ع ۱۰- خورد کافور سۃ
۱۲- خانِ والا سہ سۃ حم حمؔ ب ک = خضرِ والا ع ۱۴- سه عالم چار مرسوم حمؔ ک ع ء = سه
عالم چار (دیا) چار مرسوم سۃ حمؔ ب = سه عالم چارم از شوم سہ ب

سلیم القلب فرزند جہاں شاہ بدل بود از فریبِ عالم آگاه
بچنداں شادماں گشت اندر آں کار کہ ہر کس را بہ نوبت دید تیمار
کسے کز چرخ نوبت رنج دارد برنجد گرچہ نوبت پنج دارد
چو باشد نوبتے را نوبتِ کوب کے از میرِ علم بوقی خورد چوب
علم زینگونہ بر عیّوق تا کے بر ینساں در ہزیمت بوق تا کے
اجل بر کاسۂ سر نوبت آغاز ملک بر کاسِ نوبت میکند ناز
خضر خاں چوں زغیب انصافِ خود یافت کرم را جائے شکرِ بعید دیافت
بمسکینے جبیں برخاک مالید ز آہِ خصم و سوزِ خود بنالید
برآں بدخواہِ بے تمیز بگریست برو بگریست بر خود نیز بگریست
چو تنگیِ دلش جاں را ادب کرد ز دل در گوشِ جاں لحنے طرب کرد
وزیں شیریں ترانہ با دلِ ریش حدیثِ دردِ خود میگفت با خویش

غزل از زبان عاشق

سپاسِ پادشاہی میکنم یاد کہ چشمم بستد و بینائیم داد
کہ بینم زیں نظر نظّارۂ دہر بہر سِنّش ز بینائی برم بہر
نہ بیند چشمِ سَر رازِ نہاں را بچشمِ دل توان دیدن جہاں را

۴ - کہ از میر ۳ حج ۹ - برو بگریست و بر خود ۳ ۳
۱ - دریں شیریں ۱ ۲ ۳ حج حج ۳ ع ۲ ب = وزیں شیریں ع
۱۵ - نہ بیند ۱ ۲ ۳ حج ۳ ب = نہ بینم ع -

چه شد گر زر گسے کم شد ز باغے چراغے رفت و آمد شب چراغے
غلط بینی گر از سر رفت گو رَو که نورِ بے غلط در سینہ شد نَو
چو دیدم رُوشنائی خود ہمیں بود که دل نوری شد ار خاکِ زمیں بود
چه بیند بینشی کز کم نمائی دہد خاکِ سیاہش روشنائی
چرا از چشمِ دل بینا نگردم که از شبہائے قدرش سرمہ کردم
مگر زاں چشمِ من بستد زمانہ که گردم جائے بت در چشم خانہ
نشاید کامِ دل راندن ز حد بیش که ناید ز آسماں ناکامیِ پیش
چو در دنبالِ ہر گل خار خاریست ق بپائے ہر شرابے را خماریست
خوش آنکس کو بسیلے گشتِ خرسند که بعد از سرکہ شیریں تر بود قند
فسوسِ چشم ناید بیش ازینم که نتوانم که روئے دوست بینم
ولے گردد ہم از دل باز معلوم که از دل بینم ار شد دیدہ محروم
بیا اے ہمدل و ہمدیدۂ من رفیقِ روز زیر گرد دیدۂ من
گر از من دور شد فرِّ الٰہی ق که نابینا نیابد پادشاہی
نشستِ من که با تو ہر زماں است مرا شاہی و سلطانے ہماں است
چه غم چوں من شدم با تو پری شاد اگر تختِ سلیماں را برد برباد

٣- که دل کوری شد از خاکِ ہمیں بود حج ٧- ناکامیِ بیش س[٣] حج حج[٢] ب = ناکامیِ خویش ع ع[٢]
١١- که از دل س[٢] س[٣] حج حج[٢] ع[٢] ب = کم از دل ع ١٣- گر از ما حج[٢]
١٥- سلیماں را برد س[٣] حج حج[٢] ع ح ب = سلیماں رفت بر ع –

ورازمن شد نگینِ ملک واپس | نگینِ ملک من لعلِ لبت بس
وگر خاتم بدستِ من زجم نیست | ازآن خاتم دهانت نیز کم نیست
وگر کیخسروی بوداست وجامی | ق کزاں ہر دو بگیتی ماند نامی
من آن کیخسروم در زیر پایت | که جامم شد رُخِ گیتی نمایت
مدام این جامِ جم بر دستِ من باد | میش در کامِ جانِ مستِ من باد
دولرانی چو بشنید این ترانه | زسوزِ دل برون داد این زبانه

پاسخ از لبِ معشوق

مباش اندیشه مند ای نازپرورد | اگر نازت بدل شد با غم و درد
کز آن گونه که شادی رفت برباد | ندارد نامرادی نیز بنیاد
نه دولت راست پیوست استواری | نه محنت نیز دارد پایداری
جهان را باهمه جور این روش هست | که نبود شیون و شادیش پیوست
گر آرد محنت وگر کامرانی | بکم مدّت بر دهد دو گرانی
برود دِنیل ماند دَورِ افلاک | که هم گل می برو هم خار و خاشاک
زر و مال ارچه مردم را جمال ست | جو ی نه ارزد چو ناپاینده حال ست
چو دست از رفته و آینده خالیست | مُرادِ دل همان را دان که حالیست
چو حال اینست بنشین شاد با من | منال از جور و از بیداد با من

۶- برون زد ۳ ۱۱- این هنر ح ج ۲ ع ۲ = با همه چون این هنر ح -

رسید از انجمت عین الکمالے رسد این هر کرا باشد جمالے

نه هر پے گفتهٔ آخر بر ویم که هرگز دیده بے رویت نجویم

مرا چشم از پئے روئے تو باید چو رویت هست چشم ار نیست شاید

گر آں گفتن ز روئے راستی خاست مرا بر روئے خود داں دیدهٔ راست

وگر نا راست بود هست آں ملو دار ندارد عشق با نا راستاں کار

برآرم من هم از سر چشم خود را ولے یک نکته هست ایں چشم بد را

که گر چشم تو ماند از دیدنم وائے تو مردے دل توانے داشت بر جائے

منم زن نه بدار روئے تو جانم بدیں دل من چگونه زنده مانم

ور اندر جان روشن دانی از من ق که بهر دیده ایں عذریست روشن

بگوا ے دیده و جانِ گزیده که اوّل جاں کشم آنگاه دیده

چو دل دادت بجان و دیده منزل فدا یا دات جان و دیدهٔ و دل

کشیدنِ اجل شمشیرِ اَلوَقتُ سَیفٌ قَاطِعٌ برسرِ تاجوران سر برو شهادت آں بهشتیان بردست زبانے چند و گزاردن تیغ بر سر ایشاں بحر مشهور که اَلسَّیفُ مَحَّاءُ الذُّنُوبِ

شرابِ عشقیاں زاں آبِ تیغ است بهر عاشق چنیں آبے دریغ است

۳- رویت هست س۱ س۲ جه ج۲ ع۱ ب = رویت نیست س۳ ع ۴- خود دان س۱ س۲ س۳ ع۱ = خود آن ع جه۱ = خودان جه ۸- بدیں دل س۱ س۲ جه ج۲ ع۲ = بریں دل س۲ ج ب ع ۱۲- زبانیه چندک = زبانے چند جه۱ ع۱ = زنار دارے چند ع جه ت —

کسے کز زخمِ بارانش فتد موے   بزخمِ تیر باراں سگے نہد روئے
بسا عاشق کزش آمد الّٰہ بر فرق   کزاں بارانِ خوں خندید چوں برق
بفرقِ مرد چوں راند ارّہ دنداں   سرش خوں گرید و لبہاش خنداں
چو مہرِ دوست دل را شد عناں گیر   نہ از شمشیر بیم آید نہ از تیر
جمال و شوق تا در دل بکارند   خبر کے باشد ار خنجر گزارند
شنیدی قصّۂ یوسف کہ تا چوں   بتاں را دست شویا بید از خوں
زنی کاں حسن را نظّارہ کردہ   ترنجش بر کف و کف پارہ کردہ
عروسانے کہ حسنِ شہ پسندند   حنا بر دستِ خود زینگونہ بندند
چہ داغست ایں کہ ہر جامی نشانم   چہ خونست ایں کہ ہر سو می فشانم
کسے روشن کند ایں آتشیں سوز   کہ روزی سوختہ باشد بدیں روز
نہ ہر دل داند ایں داغِ نہاں را   نہ ہر کس پے فتد ایں سوزِ جاں را
کسے کاگاہ شد زیں قصۂ درد   ز ہر حرفے بسینہ دشنۂ خورد
ازیں گلہا کہ ہر برگے خراشیست   ہر آں خارے کہ بینی دور باشیست
چہ خاراوش ولے باشد کزیں خار   نیابد ہمچو خارا از آہن آزار

۲۔ بارانِ خوں س، س۳، حم حم۲ ع۲ ب ع۱ = بارانِ خود ع ۴۔ شد دل را س۲ ۵۔ بکارند س۳ حم ع۲ = نگارند ع حم ب ۶۔ بتاں را س، س۲، س۳ حم حم۲ ع۲ ب ک ع = زناں را ع ۷۔ نظارہ میکرد۔ پارہ میکرد س ۱۰۔ بدیں سوز حم ح ع ۱۱۔ داغِ نہاں را س، س۳ حم حم۲ ع ب = رازِ نہاں را س۳ ع ایضًا پے برد س۱۔

کسے کو سر نہد در پائے خوباں — سرش بگریزد از تن پائے کوباں

چو مرغے شد بہائی ہوسناک — زخونِ خود دہد ہمسائے خاک

بطے بر باز شد باز آمدش پیش — کہ سازم جائے تو در سینۂ خویش

ببیں گلبرگِ خنداں چوں نگارے — تو آں بیں کش برابر ہست خارے

ببیں زیبائے خوبانِ مہوش — ازاں کز دور بہ دیدن در آتش

ببیں آب از لطافت راحت انگیز — تو بہرِ غرقہ بینش جنبشِ تیز

بر آں یاری کہ خوں از دوستی خورد — نشاید اعتمادِ دوستی کرد

بتاں کز غمزہ خوں کردن توانند — ندانم تیغِ خوں بہرِ چہ رانند

حکایت

شنیدم عارفی شاہد پرستی — زخونابِ دلِ خود بود مستی

بجام از چشمِ پُرخوں بادہ داشت — نظر در روئے سلطاں زادہ داشت

چو سلطاں زادہ کردی گوئی بازی — وے از گریہ زمیں کردی نمازی

شناسا بود چوگاں بازِ طنّار — زچوگاں بازیِ آں پیرِ سرباز

چو ماہے چند زیں بازی بر آمد — زتشویشِ ذنب مہ را در آمد

بخاصاں گفت کاندر خوں ستیزند — بشمشیرِ بلا خونش بریزند

---

۸ - خوں کردن س۱ حج حح ع۲ ب ء = خونِ خوردن س۲ ع   ۱۰ - عاشق بازی س۳

۱۴ - زتشویشش ذنب مہ را درآمد حج۲ = زتشویشِ ذنب مہ را در آمد حج ع۲ ک ء ع = کہ تشویشِ ذنب مہ را در آمد حج -

دویدند آنہمہ فرماں پزیراں   کہ از آہن کنند آں قلعہ بیراں
چو دید آں مہرباں بیمہریِ دوست   چو مہ در سلخ بیروں آمد از پوست
بزاری گفت من خود زیں دلِ ریش   ہمی خواہم بصد جاں مردنِ خویش
ولے دارم اُمید از چو تو شاہے   دریں کشتن بسویم یک نگاہے
دلِ شاہ اندراں گستاخ روئی   تغیّر کرد زاں گستاخ گوئی
اشارت کرد زو داز چشمِ خونریز   کہ زودش سر بُرند از خنجرِ تیز
ہنوز او در اشارت غمزہ زن بود   کہ جاں مشتاق را بیروں زتن بود
چو بر عاشق اشارت تیغِ خون است   سیاست کردن از رحمت بروں است
خضر خانے کہ چوں وحشِ شکاری   ز غمزہ داشت در جاں زخم کاری
نشستے عاقبت زاں زخمِ دلدوز   بروزِ ماتمِ خود بہتریں روز
چہ حاجت بود چرخِ بیوفا را   بروراندن زخونِ تیغِ جفا را
ولیکن چوں چنانش بود تقدیر   گسستن کرتو اندبستہ زنجیر
مع القصّہ نہانی دانِ ایں راز   زگنجِ راز زینساں در کند باز
کہ چوں سلطاں مبارکشاہ بےمہر   ق   زتلخی گشت بر خویشاں ترش چہر
صلاحِ ملک در خونریزِ شاں دید   سزاواری بہ تیغِ تیز شاں دید

۴ - کن نگاہی سا[۳] ع[۲]   ۶ - نسخہ ع[۲] میں یہاں سے ۶۲ شعر غائب ہیں۔

۱۱ - بکیں سا[۳] حہ حہ[۲] ب لۂ ی = زخونِ ع —

برآں شد تا کند از کیں سگالی　　زانبازاں ملک اقلیم خالی
نہاں سوئے خضرخاں کس فرستاد　　نمو داری بعذر راز دل بروں داد
کہ اے شمعے ز مجلس دور ماندہ　　تنت بیتاب و رُخ بے نور ماندہ
تو میدانی کہ از من نیست ایں کار　　ستم کش ماند و یکسو شد ستمگار
گرت بندی ہست از گیتی خداوند　　چو وقت آید ہمت بکشاید ایں بند
نمی شاید دریں اندیشہ تعجیل　　بہنجار از وحل بیروں رود پیل
کنوں ماہم درآں ہنجار کاریم　　بہنجاری ازیں بندت برآریم
چو درخوردی کہ باشی مسند آرائے　　برائے قلیمے کنیمت کار فرمائے
ولے مہر کسے کاندر دلت رُست　　نہ درخورد عُلوّ ہمت تست
دولرانی کہ در پیشت کنیز یست　　کنیز ار مہ بود ہم سہل چیزیست
شنیدم کانچناں گشت ارجمندت　　کہ شد پابوس او سرو بلندت
نہ بس زیبا بود کز چشم کوتاہ　　پرستار پرستاری شود شاہ
کدو در صحن بستاں کیست بارے　　کہ جوید سربلندی با چنارے
خسے کو بر لب دریا نہد پائے　　برد بادش بزخم سیلے از جائے
تمنّائے دل ما میکند خواست　　کہ زاں زانو نشیں بر بایدت خاست

۲- بعذر سا حہ ۷- ماہم سا سا حہ حہ ب - باہم ع ایضاً کہ باہنجار ازاں ب
۹- علو منزل سا ۱۲- بود شاہ ب
۱۴- برکف دریا سا = بر سر دریا ب -

چو زینجا رفت باز اینجا فرستش / بپایین گاهِ تختِ ما فرستش
چو سودائے دولت کم گشت چیزے / دهیمت باز تا باشد کنیزے
چو شد پیغام گوئی و برد پیغام / خضرخاں را نماند اندر دل آرام
ز خشم و غصّه کرد آں ماه در سلخ / چو مے هم گریه و هم خندهٔ تلخ
نخست از دیده لب را جوشِ خوں داد / پس آلوده بخوں پاسخ بروں داد
که شه را ملک رانی چوں وفا کرد / دولرانی بمن باید رها کرد
چو دولت دور گشت از خانۀ من / دولرانی است دولت رانیٔ من
ورایں دولت هم از من دور خواهی / مرا بے دولت و بے نور خواهی
چو با من همسر است ایں یارِ جانی / سرِ من دور کن زاں پس تو دانی
پیام آور چو زاں جانِ غم اندود / ببرجِ شاه برد آں آتشیں دود
شهنشه گرم گشت از پائے تا فرق / بگرمی خیره خندی کرد چوں برق
برآمد شعلهٔ کیں را زبانه / بهانه جوئے را نو شد بهانه
بتندی سرسلاحی را طلب کرد / که باید صد کرده امروز شب کرد
رو اندر گوالیر ایں دم نه بیں دیر / سرِ شیرانِ ملک افگن بشمشیر
که من ایمن شوم زانبازیِ ملک / که هست ایں فتنه کمتر بازیِ ملک
بفرماں شد رواں مردِ ستمگار / کبوتر پائے بند و جره ناهار

۶- که با سه ۳ ۱۰- چو از خانِ غم اندود ب، ایضاً ببرجِ شه رساند ۳ حاشیه -

شبا روزی برید آں چند فرسنگ — رسید و برز برکرد از تہ آہنگ
رسانید آنچہ فرماں بودش از تخت — شد اہلِ قلعہ در کارے چناں سخت
دروں رفتند سرہنگانِ بیباک — بہ بیباکی درآں عصمتگہِ پاک
بُرد پوشیدگاں ہوئی در اُفتاد — کزاں ہولِ لرزہ در بام و در افتاد
درآں برج از شغب ہر تیر شد قوس — قیامت میہماں آمد بفردوس
زکنجِ حجرہا باصد نژندے — بروں جستند نرشیراں بہ تندی
زبازو زور و از تن تاب رفتہ — تواں مردہ خرد در خواب رفتہ
شد اندر غصہ شادی خانِ والا — مدد جُست از پناہِ حق تعالیٰ
سُبک در کو تواں آویخت تا دیر — تہ افگندش بکشتن جُست شمشیر
چو شمشیرِ ظفر گم گشتہ بودش — ازآں تیر و نے بیحاصل چہ سودش
عواناں در دویدند از چپ و راست — درافتادند و آں اُفتادہ برخاست
بہر یک شیر دہگاں سگ درآویخت — نگر سگ راکہ بر شیراں غضب ریخت
زہی سگساریِ چرخِ زبوں گیر — کہ شیراں را سگاں سازند نخچیر
چو بستند آں دو دولتمند را سخت — زمانہ بست دستِ دولت و بخت
فتادند آں شگرفاں در زبونے — برآمد سو بسو شمشیر خونے

۴- بردپوشیدگاں سا سا حج ب ك ہ = برآں پوشیدگاں حج ع ۶- بروں رفتند ب = بدر جستند ۹- جست شمشیر ع حج حج ب ك = راند سا = خواست ۱۲- بہر شہزادہ دہگاں ۱۳- سگساریِ سا سا حج ب = سگبازیِ حج ع ہ -

چو جست آواز بے رحمی ز خنجر | در آمد خوئے بے رحمت از در
جهانی مایهٔ غم شادیش نام | مخالف چون خط مهر و غم و دام
نه شادی بلکه غم با اوست مدغم | از و شادی گریزان بلکه غم هم
جبینے تند چون سکین جلاد | نگاهے تیز چون تیشهٔ فرهاد
بفن دجال را معزول کرده | بشکل ابلیس را مخذول کرده
بهر یک جانب از رو رفته تیغے | ز هر یک موئے ابرو رسته تیغے
دهانش از خشمناکے گشته خندان | گرفته خشم لبهایش بدندان
همه قهر و سیاست رغبت و رائے | همه نفرین و نفرت فرق تا پائے
اشارت کرد هر سو راندن تیغ | نشد برق کسے در جنبش از میغ
عفا الله بر چنان روهائے چون ماه | کسے چون بر کشد شمشیر کین خواه
کرا در دل بیاید سوز جانے | ز افسوس چنان عمر و جوانے
فلک را باد یارب سینه صد چاک | کز ینسان ارجمندان را کند خاک
بخون قصاب را رحمت چه جوئی | که خواهد تیغ خود را سرخ روئی
چو گل بند دبیر جلاد خونریز | ز اندامے چو گل نبود بپرهیز

۱- چو جست او از پئے زخمے ز خنجر حج۲ ۲- خط مهر و غم و دام س، ب، د، حج۱، ع = خط بے مهر غم و دام حج۳ = خط همزه کج اندام عا ۴- نبیبے تند س۱، حج، حج۲، ب = نبیبے س۲، د = نهادے عا = جبینے ع ۵- منحول س۳، ح، حج، حج۲، ب، ک = مخذول ع = مجهول س۲ ۶- خفته تیغے س۳، د، حج۲ = جسته س۲، د = رفته ع = بهر جانب زبانگ آشفته تیغے ب، ک ۸- نفرین و لعنت س۳، حاشیه ۱۴- چو بگ بند د س –

غرض کس را بر ایشاں چوں نشد رائے — کہ گرد تیغِ خوں را کار فرمائے
بجنبید از میاں چوں تند بادی — فرو تر نسبتے ہند و نژادی
بستینہ صورتے آہرمن آثار — ہزار آہرمن از رویش بزنہار
غم افزائی چو عیشِ تنگ حالاں — کژ اندیشی چو عقلِ خرد سالاں
چو بومِ نو بدیدن شوم چہری — چو صبحِ دی بغزنیں سرد مہری
چو شامِ غم جبینے محنت آمیز — چو خوئے بد طریقے لعنت انگیز
لبے چوں پاشنائے جفت راناں — رخے چوں بوسہ جائے کژ دہاناں
در آں ناخوش دہانِ خوں غراں — تبسم گونہ چوں کفشِ پاں
درازش سبلتے پیچیدہ بر گوش — زسبلت کردہ خود را حلقہ در گوش
شکنہاں صفِ سرہنگاں بروں جست — تو گوئی خواہد از روئے موجِ خوں جست
ز راہِ مہر دامن در کشیدہ — بخونریز آستینہا بر کشیدہ
ز فرمایندہ تیغِ گوہریں جست — کشید و کرد داماں قبا چست
بر آمد گردِ آں سروِ گرامی — کہ از سرسبزیِ خود بود نامی
شہادت خاست از خضر اندراں کاخ — چو تسبیحِ درخت از سبزیِ شاخ
سیاست را فلک زاری ہمیکرد — شہادت را ملک یاری ہمیکرد

۱- چوں نشد س۳ حج۲ ب = آں نشد س۱ حج ع ایضاً تیغِ خود س س۳ ب ک = تیغِ خوں حج حج۲ ع ع۱
۳- بتینع س س۲ ک حج حج۲ ع۲ = ستمگر س۲ = قبیحہ = لعینہ ع۱ ۵- بوم پر بریدہ ع۱ ۱۰- جنبش -
طریقش س۳ ۱۴- شہادت خاست س س۲ س۳ ع۲ = خواست حج حج۲ ب ع -

درِ فردوس رضواں باز کرده — همه حوراں دُرود آغاز کرده
ازاں بانگِ شهادت کامد از شاه — شهادت گوئی شد هم مهر و هم ماه
چو برشد خنجرِ شه جعد بر داشت — ق — در آں منظر فغاں چوں رعد برداشت
سپر میکرد خورشید از تنِ خویش — ولے تقدیر کیسو کرد شش از پیش
کند تیغِ قضا چوں قطعِ اُمید — نه مه داند سپر کردن نه خورشید
بیک ضربت که آں نامهرباں کرد — سرِ شه در کنارش میهماں کرد
قضا کامد ز بهرش ز آسماں زیر — قلم چوں رانده بودش راند شمشیر
ز خونِ او چو رنگیں کرد جا را — هم از خونش نوشت ایں ماجرا را
چو از تیغِ آں سرِ والا قلم شد — خطِ مشکینِ او خونیں رقم شد
چو گردِ رویش از خوں سیل درگشت — گلِ لعلِ وے از خوں لعل تر گشت
ز فعلِ خود چو دل از تن خجل رفت — رواں شد جان و هم دنبالِ دل رفت
ز گردن موجِ خوں کش پیش میرفت — دواں سوئے نگارِ خویش میرفت
دلِ خوں گشته کش از پیش بگریخت — دو دیده ایں خون و باآں خوں در آمیخت
صراحی مے بروں داده ز سینه — نهفته زیرِ یاقوت آبگینه

۳- دُر و منظر س۳ = دَر و منظر حج = در و خاطر ک ۵- سپر گشتن حج ع۲ ب ع۱ ۹- زِ تیغ آں سرو بالا چوں قلم شد س۲ حاشیه ۱۱- از خود خجل س۳ = از فعلے خجل ع۲ ایضاً خجل ماند- دل ماند ب ۱۲- زگردن س۱ س۳ حج ع۲ ب = ز گردوں حج ع ایضاً دواں س۱ حج ع۲ ب ک = رواں حج ع-

بخوں شستن براں شد چرخِ دولاب — کہ سازد چشمۂ خورشید را آب
ولے چوں در تن از جاں دم نبودش — بروں جانب ز تن شستن چہ سودش
دوالانی کہ با فرخندگی بود — خضرخاں را ز لالِ زندگی بود
چو خضرِ چرخ با او در کمیں گشت — ہماں آبِ حیاتش تیغِ کیں گشت
چو دیدم اندریں شیشہ بہ تمیز — بسے ہست آبِ حیواں خضر کُش نیز
برآمد جانِ عاشق خوں فشاناں — ولے میگشت گِرد اگردِ جاناں
گلے کز وے چکیدار قطرۂ خوئے — ق فشاندی خونِ خود صد بندہ بر وے
بجائے آب ازاں گل خوں کشیدند — نگہ کن تا گلابش چوں کشیدند
بریدہ دستِ آں بے مہرِ خونریز — کہ زد بر گردنِ او خنجرِ تیز
دلش چوں خوں نشد از لالہ پیکر — کہ از سوسن درود آں لالۂ تر
اجل کو ہست خنداں بر زن و مرد — بر آں خندان لب او گریہ میکرد
بجاں بردن سروشی کامدش پیش — نثار آوردہ صد جانِ دگر بیش
ز تن خون و دم از جانِ رمیدہ — چو بیروں جستہ بر بانِ دو دیدہ
تنے کاسیبِ گُل بودے دریغش — فلک بیں تا چساں زد زخمِ تیغش

۱- براں شد س۱ س۲ حج حج۲ ع۲ ب = چناں شد س۳ ع ۲- ولے چوں در تنِ او جاں نبودش س۳ ع۲
۴- تیغِ کیں س۱ س۲ س۳ حج حج۲ ع۲ ب ع ع۱ = آبِ کیں ع ۷- چکیدار س۱ = چکیدے س۲ = چکیدہ
ب حج۲ = چکیداں حج = چکید از ع ع۲ س۳ ۱۲- جان و دلش پیش س۱ س۲ حج ب = جان و دل ریش
ع۲ ۱۴- آسیبِ دل س۱ ع ع۲ —

زہے خونابۂ مردم کہ گردوں — ز شیرش پرورد آنگہ خورد خوں
نگر تا چند گردد دورِ افلاک — کہ یک نو بادہ بیروں آرد از خاک
چو گشت ایں سرو بن در زیور و زیب — بخاک اندازدش باز از یک آسیب
کسے کو کرد کاسی بہرِ خوردن — ق شکستن ہست آساں تر ز کردن
کسے تیمار دارد زیں کم و کاست — کہ نتواند از آنساں دیگر آراست
چو ہستش ساخت چوں شکستن آساں — ز بیش و کم عجب باشد ہراساں
چہ باشد خضر خاں بل صد خضر نیز — ازیں خضرائے رنگیں گشت ناچیز
پس آں بہ کآدمی در جاں سپردن — بقائے خضر یابد بعدِ مُردن
ز ہر خونِ فسردہ زیرِ گردی — سگ گورے دمد یا سُرخ مردی
عجب خونی وبیں فرخندہ جائے — کزاں خوں بردمد مردم گیائے
چو خونِ خضر خاں در خاک در شد — ز خونش ہر گیا خضرے دگر شد
بگردِ یارِ خود میگشت جانش — ہمی گفت ایں حکایت از زبانش
کہ اے جانِ من و آشوبِ جانم — کہ در کارِ تو شد جان و جہانم
چو من بہرت زجاں کردم جُدائی — مُبرّی ز آشنایاں آشنائی

---

۴ – ب اور ل میں دوسرا مصراع یوں ہے = نہد ہم بر سرِ آں کاسہ گردن (ل میں قافیہ بجائے گردن کے خوردن ہے) ۱۳ – صرف نسخہ ۳ اور ب میں یہاں حسب ذیل عنوان لکھا ہے: غزل از زبانِ جانِ عاشق۔ میرے نزدیک یہ عنوان سخت مہمل ہے اور یہاں کسی عنوان کی ضرورت بھی نہیں ۱۴ – چو من کردم زجاں بہرت جدائی ۳ ایضاً مبری ز آشنایاں س ۳ حج ع ب = بری ۳ حج ۲ = مبرا زع –

بهر جائے کہ خون راند این تن پاک — گیاہ مہر خواہد رستن از خاک
زخون و خاکم این رنگین گیا جوئے — ازان گوگرد سرخ این کیمیا جوئے
یکے خواب من آن بودے کہ پیوست — بہ بزم عشرت از مے خفتمے مست
یکے خواب اینکہ بستر شد ز گردم — مے عشرت زخون خویش خوردم
چہ خوش مے خسپم اندر عشرت و ناز — بدین خوابی کہ نتوان خاستن باز
خوشم با اینہمہ کاندر تف و تاب — خیال یار خود بینم درین خواب
زخون خواب آید اینمعنی چسان گشت — کہ خونم رفت و خوابم جاودان گشت
کہ بیدارم کند زین خواب ناخوش — کہ شوید از من این خوناب ناخوش
چو یارم کشتہ زو خونم مجوئید — وزین خون روے گلگونم مشوئید
کجا شد آن بت خونابہ شویم — کز آب دیدہ شوید خون زرویم
خیالش کاشنا در خون من کرد — نباید خواست عذر از غوطہ خورد
نہ زین خونریز جانم تنگ خویست — کہ خون شیر مردان آبرویست
ولے مردم درین خونابۂ خویش — کہ دور افتادم از ہمخوابۂ خویش
نہ مرگست این کہ عمر آید بپایان — ولے مرگست دوری ز آشنایان

۲- خون خاکم س۱ س۳ ح۲ ع۲ = خون و خاکم س۲ ح ب ع ۳- بزم عشق ب ۴- شد بستر س۲ ع۲
ایضاً مے عشقت ب ۷- چسان است - جاودان است ب ع۱ ۹- وزین رو خون ب
۱۰- بیاریدس ح۲ ع۲ ب = کجا شد س۲ س۳ ح ع د
۱۲- آب جویست س۱ س۳ ح ح ع۲ د

جدائی هاے هر پیوندم از بند — نه چون دردِ جدائی شد ز پیوند
ور آگه نیست آن ماهِ قصب پوش — ق که خونم بر زمین چون میکند جوش
بخواندیشش که آید از سرِ سوز — شهیدِ خویش را بیند بدین روز
بیار آید بزم بهمن و سکے — که من از خونِ خود خوش میخورم مے
منم فرقِ سران را گوهرین تاج — که بر اوجِ سریرم بود معراج
کنون آن تاج خواهد با گل آمیخت — که دُرّش گم شد و لعلش فرو ریخت
هر آن قطره که از خونم زمین خورد — گه هاے مرا باید نگیں کرد
دلم کز سوزِ غم بر تابه بود — ازو هر دم چکان خونابه بود
ندانم کاسمان را دور چون گشت — که آن خونابه من موجِ خون گشت
گذشتیم از جهان و خاست هوے — نماند از ما بجا جز آرزوے
نوردِ هستیم شد هیچ در هیچ — هنوزم قصهٔ دل پیچ در پیچ
کرا گویم بشرح این حرفِ مستور — من از جان دور و جانان هم ز من دور
تعالی الله چه شعله است این که هر جان — بدان نه ارزد که گردد هیزمِ آن
بسا دلهاے پاکان کز چنین داغ — بصحراے بلا شد طعمهٔ زاغ
جگرسوزی بداغِ ناخوشِ دل — جگر پختن بود بر آتشِ دل

۱- هر پیوندے س۱ س۳ ع۲ = هر پیوند ح۲ ۲- میزند جوش س۱ س۲ س۳ ۴- بیار آید س ح ح۲ ع = بیار آیند ع ۷- فرو ریخت - نگیں ریخت (بلا قافیه) ب ۱۱- نورد هستیم س۳ ۱۳- چه شعله س۱ س۲ س۳ ح۲ ع۱ ب = چه شغل ح ع ۱۵- جگر پختن س۱ س۲ س۳ ح ح۲ ع۱ ب ل ۵ = جگر بختی ع —

چو عاشق را نبا شد جاں گدازی　　هوس بازی بود نه عشقبازی
مرا هم هست ازیں پیکاں خراشی　　که هجرم در جگر زد دورباشی
نه خسرو بلکه فرهادم دریں گِل　　که بے سنگِ غمے چوں کوه بر دل
نریزد پیشِ کس خونے زریشم　　که هم خود مونسِ غمهائے خویشم
شبے دارم چو بختِ خود سیه روز　　دلم در وے چراغے خویشتن سوز
دو شب بیداری آمد رسمِ عالم　　یکے بیدارئے شادی دگر غم
من از شبهائے غم زانگونه شادم　　که از شبهائے شادی نیست یادم
دو تاریکی است پیشِ چشمِ مشتاق　　ق　که تاریک است ازاں درچشمِ آفاق
یکے شبها که آں خالی زماه است　　دگر روزِ حیاتش کاں سیاه است
خط و زلفے که خوبانِ جهاں راست　　بلا و فتنه بهرِ عقل و جاں راست
ز زلفِ پر بلا هر موئے ماریست　　ز خط هر موئے اژدرها شکاریست
ازاں لب خونِ مردم چوں رهد چوں　　که گر تیزش به بینی خوں چکد خوں
خضر خاں کآبِ حیواں بود درجام　　دریں دریائے خوں گم شد سرانجام
غرض چوں خضر خورد آں شربتِ جور　　هماں مے خورد شادی خاں هم از دور

۷- یکے شبهائے شادی و دگر غم ب ۸- چشمِ مشتاق س۲ س۳ حج۱ ع۲ = چشمِ عشاق ب ع ایضاً که تاریک است ازاں درچشمِ آفاق س۲ س۳ حج۲ ب = که تاریکی است زاں درچشمِ آفاق ع = درچشمش آفاق ع۲ ۹- یکے شبها که او س۲ س۳ ع۲ = یکے شبها که آں س۲ حج ب = یکے شبهائے او حج = یکے شب آنکه آں ع ۱۳- آبِ حیواں داشت س۳ = خواست حج۱ = بود س۲ س۳ حج ع۲ ع ب د

شہابی کز سریرش بود گردی — چنید او نیز ازاں جوے آبخوردی
چو شد خونِ شہیداں مشہد افروز — برآمد شورِ مستوراں درآں سوز
کسے کآوازِ شاں دیوار نشنید — ز بانگ و نعرہ شاں دیوار بدرید
ز پردہ مہوشاں بیروں فتادند — چو خورشید از شفق در خوں فتادند
بچشم آب و بروخوں ہمگناں را — عجب خونابۂ رو دادشاں را
ز چہرہ ہر یکے پرکالہ میکند — ز روئے لالہ برگِ لالہ میکند
کناں ہر مو کہ بر دلہائے نومید — شبِ غم را دہد پیوند جاوید
ز موئے کندہ و خونِ روانہ — ز خون و مشک پُر شد صحنِ خانہ
جہاں در دیدۂ ما رشتہ تار — کہ از چشمش دو مردم رفتہ یکبار
ہوس بہرِ ہلاکِ خویش سے بُرد — ہمی مُرد از پئے مرگ و سنے مُرد
فتادہ لُعبتاں چوں خاک بر در — بجائے گل فگندہ خاک بر سر
فرشتہ گریہ ہمچوں ابر میکرد — ببالا بردنِ جاں صبر میکرد
ہمیکرد ایں ندا ہاتف ز بالا — سَلَامٌ جَاءَ مِنْ رَبِّیْ تَعَالیٰ
دو لرانی دراں خونابہ سرگم — ق — چو ماہِ چاردہ در جمعِ انجم
ز تابِ مہر در صحرای و تاپاک — چو تابِ مہر سے اُفتاد برخاک

۴۔ آوازشاں دیار ل۲ ۶۔ ہر یکے سا۱ حج۲ حج۳ ع۱ ب ل۲ = ہر سے ح۳ = ہر شے ع
۱۰۔ از پئے مُردن ب ل۲ ۱۴۔ جمعِ انجم س۱ ۔

ز زخمِ ماهِ نو در هر کنان بصد پاره رخ چون ماهیان
ز زخمی کاندران رخساره میشد دلِ خورشید صد جا پاره میشد
نه زان رخساره میشد پارهٔ دور که از مه دور میشد پارهٔ نور
صباحت هم بر آن رخسارِ گلگون همیکرد از جراحت گریهٔ خون
ز چشم و رخ که خون بیرون همیرفت بهر سو سیلهای خون همیرفت
ز کوبش بر رخِ پر خون و رنگین حنای لبت بر دستِ نگارین
یگان پیچه که عاشق را بدان لبست همی کند و همی پیچید بر دست
بسا عد مویهای پیچ کرده چو ماران گردِ صندل پیچ خورده
بسا دِ پیچه موئی که خان داد به پیچاپیچ مو میخواست جان داد
دران مو ها که پیچِ بیکران بود دلِ خان جُست و جانش همدران بود
فراوان رشته و مو کند از سر درد نه او تنها چو او صد نازپرورد
ولی چون رفته را باز آمدن نیست غمِ بیهوده جز رنجِ بدن نیست
چو حال اینست به کز طبع ناساز روم اندر سرِ گفتار خود باز
چو شد هنگامِ آن کان کُشتهٔ چند ق بزندانِ ابد مانند دربند
شهیدان را ز مشهد گاه خونریز روان کردند سوی خوابگه تیز

۴- جراحت هم بران ع ؟ = صباحت د
۵- هم دران ۳ ۷- پیچه پیچ ك = بآن موئی ۳ حاشیه ۱۰- بیکران یافت- همدران یافت
۲ ج ع ۲ ب ك ی = بود- بود ع = داد- داد ۳ ۱۳- رویم ۳ ع ۲ ۱۴- کان گشته
۳ ع ۱ ج ۱ = کز کشته ج ب = سرگشته ع-

بیجے مندر که برسے زان حصارست   ق   شهان را کاندر آن جائے قرارست
در آن پروردند شان ریزان ز چشم آب   که خسپند اندران شاهان خوشخواب
بنگین حجرهٔ در فرجهٔ تنگ   نهان کردند شان چون لعل در سنگ
بچشم هر یکے خواب عدم بود   ولیکن خون شان را خواب کم بود
نگرکان خون که خوابش رفت زامید   کیان را خواست دادن خواب جاوید
چو پنهان گشت در سنگ آن گهرها   جدا شد مهرهٔ دولت ز سرها
فرو ماندند ز آسیب زمانه   فراموش اندران فرموش خانه
فراوان یاد دارد چرخ بدخوئے   فرامش گشتگان زینسان بهر کوئے
زحال آن فراموشان بے بهر   همیگوید دراز افسانهٔ دهر
بدانسان مشنو این افسانهٔ راز   که خسپی و نگردے پیش بیدار
مخسپ از داری اندر سینه جانے   درین افسانه میکن هون و هانے
که چندان خفت خواهی بے تف و تاب   که بیداری نخواهی دید در خواب
مشو مغرور دهر و حاصل شے   که چون سیم قمارست و یخ وے
چو بینی چرخ را زانگونه خندان   نگر کش در شکم چنداست دندان
خردمندی که بندد در جهان دل   دل از نام خردمندیش بگسل

۱- بیجے مندل ع۱ ایضاً ش۱ کاندران س۱ ب = شهے را کاید آن ع ح۱ حم ع۲ = که شاهان را دران س۲
۵- خوابش رفته س۲ حم ث ۸- بهر سوئے س۳ ب ث ع۱ ۹- بے بهر س۱ س۳ حم ح۱ ع۱ ب ح = بے بهر
ع ۱۴- چه بینی س۱ س۳ ع۱ حم۲ ث = چو بینی س۲ حم ع -

چو بر گرگی فرو آرد بزی شیر ‏ به از چوبِ شبان باشد بر و تیر
خری کو خنده زد بر سبلتِ شیر ‏ کُشد هم خندهٔ شیرش بشمشیر
چو نخچیری کند بر اژدها ریش ‏ چو ریشِ خود بود درهم تشویش
نگاور توسنی شد زندگانی ‏ عنانش باز کش گر میتوانی
عنانش را چو نتوان واکشیدن ‏ ز دنبالش بباید پا کشیدن
رها کن سرکشی را تا دو دستند ‏ تو در دامانِ عصمت پائے کن کند
که گر نتوان بعصمت جائے جان زیست ‏ بغیر از زندگانی هم توان زیست
چنان کن زندگانی در زمانه ‏ که از وی زنده مانی جاودانه
چو کس را نیست در عالم قراری ‏ قرارِ کارِ خود می‌جو تو باری
سخاکِ تیره بگذار آب و گِل را ‏ عمارت کن بنورِ پاک دل را
کسی کز کارِ معموری بود دور ‏ سزد جانش خراب و گور معمور
چو نیکی و بدی بی جستجو نیست ‏ نکوئی کن که بد کردن نکو نیست
بد و نیک ار شنیدانی زهر باب ‏ تو هم زین نامه عبرت گیر و دریاب
بعشق آویز و زان سرمایه جو بهر ‏ که فارغ گردی از نیک و بدِ دهر
و گر در عشقبازی ره ندانی ‏ در آموزی گر این افسانه خوانی

---

۸ — که یابی زندگانی جاودانه ۳ ۹ — می جوئی باری ۳ ج ۲ ع ۲ ب = می جو تو باری ع له
ج ی = میکن تو باری ۳ ۱۲ — بی جستجو ۲ ۳ ج ع ۲ ب ک ۱ = در جستجو ع ج ۲
۱۵ — بیاموزی چو ک —

که در هر بیتِ او پوشیده کاریست　　زخونِ عاشقان نقش و نگاریست
دگر زین نامه ننویسی بجز نام　　که کاهل ره سفر باشد دو سه گام
چو خواهی عشق را پاینده بنیاد　　ز تلقینِ خضر گیر این غزل یاد

غزل از زبان عاشق

بروی جانِ دور افتاده از من　　بران جانی که دور افتاده از تن
دعای خوانش از سوز درونم　　سلامی گویش آلوده بخونم
پس از خونم جگرهای که داری　　رسان پیشِ منکد آتش بزاری
بگویش کای زمن مانده چنان دور　　که گنجیده دو عالم نور تا نور
میانِ ما که پیرا هن بدی بار　　دو عالم در میان شد چون بود کار
فلک بین تا چه سان بر ما جفا کرد　　که هر یک را بدین دوری جدا کرد
دو گل بودیم با هم رسته در باغ　　چو نسرین خوش نه چون لاله بدل داغ
که داند صرصرِ هجر از کجا جست　　که شاخِ وصلِ ما را خورد بشکست
ترا در محنت آبادی در افگند　　مرا خود در جهانی دیگر افگند
چو گشت از لوحِ هستی نامِ من پاک　　تو باقی مان که ما رفتیم در خاک
زمانه گر مرا زد زخمِ جانی　　ترا پاینده باد از زندگانی

۲- نه نویسی ۳ حج ب ك = ننوشتی حج ۲ ح عا = ننویسی س ۱ ع ۲ ی ۵ ۵ - بران جانی س ۱ س ۲ حج حج ۲ ب ك ع ۲ = بدان جانی ع ی ۸ - کای چنان مانده زمن ب ایضاً نور با نور ك = نور تا دور ۶ ۲ ۱۲ - کجا خاست - بشگافت ب -

ببین کاختر بزندانم نگه داشت — که یوسف هم بزندان خوابگه داشت
تو بر افسر نشین چون دُرِّ مکنون — که من در خاک خواهم خفتن اکنون
چو من همواره تیمارِ تو خوردم — ق دل و جان در سر و کارِ تو کردم
مباری در دل این اندیشهٔ خام — که از جامِ تو غیرے خوش کند کام
چو میدانی که از دورانِ کین خواه — ق گزر باشد ترا نیز اندرین راه
نگیری آن رهِ بدگوهری پیش — که در دُرجِ کسان بندی دُرِ خویش
گر از تنهائی هجرت بود جوش — خیالم را کنی با خود هم آغوش
تو زانجا خوانی افسونِ وفائی — منت زینجا و هم باد دعائی
وگر در یاد دولت واپس نه بیند — ق که روئے رفتگان را کس نه بیند
کسے کاگوشِ او را گرم داری — هم از خویش و هم از وے شرم داری
که خواهد خواند او در آشنائی — ز سیمائے تو حرفِ بیوفائی
کسے کز تو وفاداری نه بیند — وفائے چون توئی را چون گزیند
وفاداری چو من گر شد زیادت — وفا از هیچکس روزی مبادت
ز جانِ خسرو چو جست این دمِ سرد — ز خون بر رُخ صنم نیز این رقم کرد

پاسخ از لبِ معشوق

بیارائید فردوسِ برین را — بپوشانید زیورِ حُورِ عین را

۲- در خاک س۱ س۳ حج۲ ع۲ ب = در خواب ع ۷- اگر از هجر من باشد ترا جوش ب
۸- و هم باد س۱ س۳ ع حج۲ ضا = و هم یاد حج ع ۱۲- کے گزیند س۳ —

کہ می آید بہشتی روئے شاہے　　کہ خواہد کردن آنجا ہا نگاہے

رواں شوخوش خوش اے بادِ بہشتی　　ز جوئے جنتش پیش آر کشتی

کہ این خضر آبِ حیواں را رہا کرد　　بکوثر خواہد امروز آشنا کرد

گہے جوید بکشتی عیش سازی　　گہ از عشرت کند در آب بازی

بہر نزہت گہے گاہِ تماشا　　رحیق آرد بکف نے بادہ حاشا

شوید از نغمہ اے مرغانِ فردوس　　کمانچہ کش بسانِ زہرہ در قوس

نوا شیریں کنید اندر بم و زیر　　ز جوئے انگبیں و ز چشمۂ شیر

چو پیشِ مشہدش مشعل فروزند　　کنیزش را بپا یانش بسوزند

کہ رسمِ ہندوانِ آتش افروز　　چنیں باشد بسوزِ خویشتن سوز

بدینساں سوختن در روشنائی　　بہ از سوزش بشبہائے جدائی

بے پروانہ کز شمع اوفتد دور　　نخیزد از شہادت گاہ او نور

وگر در دیں نباشد رسمِ گبراں　　ق　کہ سوزند آہواں را با ہژبراں

براند از یم سترِ عصمت از روئے　　بروں آئیم در بازار و در کوئے

بخوانید از بروں مویہ گراں را　　کہ کوبانند سرہا بے سراں را

میانِ خاکہائے خس بچیدہ　　بغلطیم و بغلطانیم دیدہ

---

۲ - رواں شوخوش خوش س۱ س۲ حم حم۲ ع اب ح = رواں خوشخوئے ع　۴ - از عشرت س۱ س۲ س۳ حم حم۲ ع۲ اب ح = از غیرت ع　۱۳ - سترِ عصمت آنسوئے س۱ -

بدیده خاک رهِ منزل گزینم — که بی او روی گیتی را نه بینم
چو زیرِ خاک خفت آن مسند آرای — میانِ دیده زیبد خاک را جای
وگر این نیز نگذارند کردن — همین جا ما و خونِ خود بگردن
زنیم اندر جگرها دشنهٔ تیز — چو شیرین در زیارت گاه پرویز
برون ریزیم خونِ غمکش از پوست — بخونِ گرم پیوندیم با دوست
بتان را گرچه گاهِ روی کندن — بمویه رسم باشد موی کندن
چه باشد کندنِ گیسوی در هم — مرا گیسو بُرند از تیغ و سر هم
که چون سر رفت با همسر شتابیم — وصالِ همسرِ خود باز یابیم
بدین مرگ از وفا دلسوزیم باد — هم امروز این سعادت روزیم باد

بخشیدنِ برکت عین فرزند عین الدین مبارک را ازین پندنامهٔ میمون تا در نقشِ این پند فرو شود و از بندِ نقش بیرون آید

ایا چشم و چراغِ دیدهٔ من — رخت بستان و باغِ دیدهٔ من
مبارک نام تو ز ایزد تبارک — چو نامت بر پدر گشته مبارک
توئی چون پارهٔ از جان پاره — زتیمارِ تو جان را نیست چاره

۴- زیرِ خاک رفت سؔ حؔ عؔ ۱۰- نصیحت فرزند دلبند طاب الله عن الآفات بؔ = نصیحت فرزند قرة العیون عین الدین مبارک طاب الله عن جمیع الآفات والعاهات لؔ = نصیحت در حق فرزند دلبند خود گوید حؔ

۱۴- زین جان پاره سؔ -

بدامانِ تو خواهم کرد پیوند ز اندرز و نصیحت رقعهٔ چند
چو جان خواهی همیشه زندگانی بجان دوز این همه پیوندِ جانی
وصیت آنیست کاندر گلشنِ دهر نباتِ شکرّین بشناسی از زهر
نه بندی دل بر ایوانی که در وی چو در رفتی برون آئی پیاپی
نمو داری که می بینی ز هر باب خیالِ آئینه است و صورتِ خواب
درین آئینه روئے کژ منه پیش که تا زو کژ نه بینی صورتِ خویش
مبین خوابِ پریشان در حقِ کس کاثر نیز از پریشانی دهد بس
کسے کو را بزرق و قلب زیست چو آبِ قلب کاران قلب کاریست
بخواب آنچه دهد وامی بانباز در آئینه تواند یافتن باز
ور از کس بر تو جوری رفت بخواست چو قصدی نیست زآن بر بادیت خاست
بدی گزر و بخوابت طعنه در جنگ به بیداری بدش گوئی خوری سنگ
گران سنگی گزین چون کوهِ خارا که گوهر بخشد از سنگ آشکارا
کسے کت بشکند از سنگ دندان تو از لبها بر و دُر بار خندان
همی خور سنگ و سنگِ خود نگه دار که اینجا ها شود گوهر پدیدار
بهر دامن که در خواهی زدن چنگ متاعِ صلح جو نه مایهٔ جنگ

۱- نکتهٔ چند سا حج ۲- بجان دوز سا حج ح۲ = بجان دار سا ع۲ ع
۴- نسخہ ع۲ میں یہاں سے ۲۲ شعر ندارد ہیں ۱۰- جوری شد نہ بخواست سا ۲
۱۵- کہ خواہی در زدن سا۳

رهائی ده بکوشش بسته را   بمرهم پرورش کن خسته را
چو بازار بدی در ترس و بیم است   زیان کیسه بر سودی عظیم است
همیشه چنگ دل در یکدلان زن   دلے دو نیمه را دو نیمه کن تن
مشو آتش بصحبت همرهان را   که خود را سوزی وانگه دیگران را
چو آبی باش لطف از حد فزونش   همه راحت ز بیرون و درونش
بود ماهی سزائے تابه تیز   که خار است از درون بیرون رم ریز
چو ماهے را کند کس بازگونه   بناید خارپشتی را نمونه
مثل گر مار را گویند چون اوست   بتندی مار بیرون آید از پوست
مشو بهر گزندے تا توانے   گزیده ساعتے با سگ نمانے
فساد و فتنه رندان را جمال است   بکوئے شاهان تقوی وبال است
بود تاریکی شبهائے دیجور   بچشم کور موشان سرمهٔ نور
کسے کز آبریزش نیست پرهیز   اگر خود خون تست از خود برون ریز
ادب شرط است اگر فرزند شوخ است   سگ دیوانه را دار و کلوخ است
به پشت بے ادب رحمت بود کوب   فرس چابک بداں بے ضربت چوب
مکن بدخوئے را با خویش گستاخ   ستور بد کش ریزی زند شاخ

۳- دو نیم را دو نیم کن س۱ س۳ ۹- گزیده ساعتے حج = گزنده ساعتے ح حج۱ = گزیده ساختے س = گزندی ساختے با سگ نمانی س۲ ۱۰- تقوی محال است س۳ ک ۱۲- از تن برون س۱ س۲ حج۲ ع۲ = از خود برون ع حج = از تن فرو س = از وے به پرهیز ک —

چو نا فرجام را بر سر کنی جائے   مشو رنجہ گرت بر سر نہد پائے
فغاں زاں سیل کاندم کاندر آید   ز پلواں بگزرد بر پل بر آید
بزرگ ار بردباری کرد با خرد   ز سنگش خرد گشت و از لگد مرد
نکو خویاں سفیہاں را ز بونند   کہ ایناں را ہوا را ناں حرونند
بسگ گفتند کاشتر سرفراز است   بخندہ گفت سگ گردن دراز است
شگال ار پیش بز گوید سرودی   ز چشم آرد ز بہر رودہ رودے
ز شوخی کادمی را از زباں جست   ہمہ حال از تحمل واتواں رست
ز تندی گرچہ کارت را بلندی است   سبک بودن نہ رسم ہوشمندی است
چو کوہ از سنگ باید بست بنیاد   نشاید شد چو خس بازیچہ باد
بہ بے سنگی مکن بنیاد درویش   کزاں بے سنگ بینی خانۂ خویش
بسیم بد مشو در خانہ عامر   کہ زو وافتد چو سوگند مقامر
چو گل برگے کن از پاکی مہیا   مبیں رقص خساں بر روئے دریا
قناعت را بفلسی کیسہ بردوز   بپرجستن مشو دل را بد آموز
چہ بینی خامہ زن را گنج در زیر   کہ قصابیست از نے کردہ شمشیر
زیک تن خوں فشاند تیغ درمشت   بیک خامہ سپاہی را تواں کشت

۶۔ ز خشم آرد بہر یک چشم رو دے ۶ع ۷۔ از زبان خست ح۲ک = جستع ح ح۲ع ۱۰۔ بہ بے سنگی ح۱ح۳ ح۲ع۱ = بے سنگی ع ۱۲۔ برگے شو از پاکی ح۲ = برگے کن از پاکی ح۲ = کن سینہ از پاکی ک ایضاً مبیں در رقص خس ح ۱۴۔ کہ جلادیست ک۔

قلم زن کو برون آرد پیاپے | زر از نوکِ قلم چون آتش از نے
نه چون درزیست کز سوزن بهنجار | برون آرد ورم همچون گل از خار
گر او زیسے کنی یابی بیکدم | ز عیسیٰ سوزن و رشته ز مریم
وگر کس آب یک سقا به خواند | نه آب رو نه آب پشت ماند
وگر یک ماهیِ پاکست در شست | به از ده ماهیِ ناپاک در دست
حلال القبج بالِ پر نه بیند | کبوتر دانه جوید ور نه بیند
بود در خورد همتِ کامِ هر کس | نخواهد کامِ شاهین قوتِ کرگس
غلیواز است نے باز آنکه هر بار | کند از جانور رغبت بمردار
حلالے خور ز خونِ خود کند دانگ | حرامے را ز رِ گلگون بگلبانگ
چو خواهد تیغ زن زاهن خورد زر | ولش از تیغ باید آهنین تر
نیاید از عروسان پهلوانے | نه از سیمین تنان آهن توانے
قبا پوشانِ غزولِ زاهد نام | غزا را کامگار از خنجرِ کام
مبین بر تیر رنگِ سرخ و گلگون | که نبود تیر را رنگی به از خون
نهنگے شو که با دریا کند زور | کند زیر و زبر دریا بیک شور
نه باخه کش چنان برگستوانے | سر اندر سینه دزدد هر زمانے
چو کار افتد نه کار از بسترِ نان کن | غزا را باش و آشامِ سنان کن

١٠- تورو برس ١٢- غزا دکامگار س ١٥- اندر سینه دارد س ١٦- غذارا باش حم—

ببین کز نعمت در معده چو نیست　　　که جا تنبا زمی بناں خواهی گرو نیست
بزن بر جانِ آں منعم سِنانے　　　که نرزد نزدِ او جانے بنانے
ندارد همّتِ دادار سپهدار　　　تو هم کوته مکن همّت گهِ کار
بیجا پر دلے کن گاه و بیے گاه　　　چو شیری کش تهی باشد تهیگاه
گرانی زنده کم ناید زر و کام　　　دگر رفتی زهے زیبا سرانجام
ورت هستی دهِ بخشندهٔ هست　　　هر انگشتی کلیدِ دل کن از دست
متاعے را که خواهد رفتن از پیش　　　از و ناچار بستاں بهرهٔ خویش
چو مرکب رامبردن کاروانے　　　همت ماتم بود هم میهمانے
بصرفه صرف کن نقدی که داری　　　که امساکت به از اسراف کاری
نه آں صرفه بود ز اندیشهٔ خام　　　که بخلِ صرف را صرفه نهی نام
همان صرفه است کانچت هست در بند　　　چناں ریزی که بپسند خردمند
بده سیم و درم بے مایگاں را　　　نه نزل و هدیه عالی پایگاں را
بخشد برق برابری که راند　　　زکشتِ خشک و بر دریا فشاند
مده سرمایه بر دستِ دغا باز　　　مپرور سفله را در نعمت و ناز
برآرد از دِماغِ عاقلاں دود　　　بزیرِ دیگِ شلغم هیزمِ عود

۱- کز نعمت در معده ن۲ ن۳ ح ح۲ ك ع۳ = کز نعمتے گر معزع ۲- که نارزد ن۲ ن۳ ح ح۲ ع۲ = نیرزد ع ۵- کمیابی زر و کام ح۲ ۸- چو مرگت رامبردن کاروانی ح۲ ب ص ۱ = کاروانی ن۳ ك ع ۱۱- صرف است ن۲ ح -

توانگر را که بیش آید فراپیش دران بیشی بود سود از زیان بیش
اگر گوهر فشاند ابر دُر بار کم از ژاله دان برگشت پُر بار
چو روغن پُر فتد بر آتش تیز هم آتش کُش بود هم آتش انگیز
دهنده کش گره بر ابروان نیست به است ارچه از گره نقدش روان نیست
کشادن دست و پیشانی گه جود دو فتح است از پئ خواهنده موجود
کشاد دست بے ابرو کشادن بود با استخوان لوزینه دادن
در احسان نیست چون ابرو کشاده ست بیاکان نیز فتحے رو کشاده ست
چو گشتی در درم دادن کرم کوش ز فریاد درم خواهان مکن جوش
چو مقبل رم خورد ز افغان محتاج دهد غوغائے ادبارش بتاراج
گر آید گل ز بانگ بلبلان تنگ مگر کرگس کند سوئے وی آهنگ
تو قطره ده کزان دریائے سیل است مجو نام نکوکان خود طفیل است
نه بخشد زر جوانمرد از پئ نام نجوید زردیان مرغ از پے بام
چو زر داری چه از نامے پریدن نمی شاید بزر بادے خریدن
مده بیرون فریب عشوه پرورد که خلقت از گمان داند جوانمرد
حذر زان گنج پاشی کز دل تنگ زبانش حاتم است و دست او سنگ

---

۴ - ارچه از — سا[۳] حج حج[۲] ع[۱] ے = ارچه — سا[۲] ع لک ب ۵ - کشاده دست سا[۳]
۷ - بیاکان — سا[۱] سا[۲] سا[۳] حج حج[۲] ع[۱] = بیاکان ع ایضاً فتحے رو کشاد — سا[۳] حج حج[۲] ع[۱] ب = فتحے برکشاد
ع ۱۴ - دار دجوانمرد سا[۳] —

چو می جوید کسے زاں آبگینه | گدائی بینیدش باصد خزینه
چو آید نقب زن در کنجِ درویش | کند رخنه ولے در سینهٔ خویش
مقامر کو زند بر قلب زن داو | به نقدِ کیسهٔ خویش افگند کاو
برنج آشنایه بهرِ خود مکن جمع | که از مومِ تو غیرے بر کند شمع
بنه بر خویش رنجے بهرِ آں را | کزاں راحت رسانی دیگراں را
ز تو جز سوز نبود بهرهٔ عود | ز حلوا قسمِ حلوا گر بود دود
وراز خود در وجودت نیست جودے | بگیر این بخشش از کاهل وجودے
برون ده نقشے ار داری ز نقاش | چو نقشت نیست باری آئینه باش
بکارے دست زن کائی دراں چست | چه دزد و تیر چوں باشد کماں سست
خرد وا سوئے بینائی بود زور | بچاهِ کور نفتد جز بطِ کور
چو خطِ ما بحکمت شو نمونه | مشو چوں خطِ هندو باژگونه
چو مسطر راستی را نه رگِ راست | چو چوبِ راست شو کو جدول آراست
که نام از راستی گیری بکشور | چو چوبِ جدول و چوں تارِ مسطر
بدانش راست باید داشت تن را | نشاید کژ نهادن خویشتن را
چو چشمِ راست عمداً کژ کند کس | نماید هیچناں کژ چشمِ او پس

۱- چه می جوید س۲ س۳ ع ۳- قلب زن س۱ س۳ ع ب۲ = قلبه زن مح ک۱ = قبله زن س مح ایضاً بنقدِ کیسه س۱ س۲ س۳ مح مح۲ ع ب۲ = بنقد کیسه ع ۷- وراز خود س۱ س۲ س۳ مح مح۲ ع ب۲ = وراز خود ع ایضاً بگیر این بخش س ۱۰- برد زور ک۱ ۱۵- نماید چشم او کژ هیچناں س۳ -

قلم زن را که دست راست بر جاست   بدست چپ نگیرد خامه راست
سناں ناید درست ار کژ گزارند   الف نون آید ار از چپ نگارند
بدانش زندگانی کن همه جائے   که تا دانا و ناداں بوسدت پائے
چو طاؤس ارچه پوشی حلّه بر دوش   نشاید پائے خود کردن فراموش
چو خاک از پستی افزاید وجودت   چو آتش سرکشی بکشند زودت
برفتن هر رهی در خورد پیکے است   ز هر دم هر سلامی را علیکے است
بقدر خویش دارد هر یکے زور   چه همدستے کند با اژدها مور
نشاید نیشکر با پیل خوردن   نه در تگ با صبا تعجیل کردن
حریف آں گیر کز وے در نمانے   سلاح آں جوے کز وے کار رانے
سلاح رخش چوں بر خر نهد مرد   بماند هم ز خویش و هم ز خر فرد
سزاوار است هر کالا بهر جائے   کُله بر فرق زیبد کفش در پائے
کسے کو از کله خس زیر پا رُفت   بباید کفش بر سر محکمش کوفت
روش آں کُن که دانایاں پسندند   نه آئینے که تا داناں بخندند
اگر زشتے برعنائی مزن گام   که طفلانت نثار آرند دشنام
خراماں روستائی چوں نهد پے   بخندد پاشنائی پائے بر وے
عجوزی کو کند گلگونه بر روئے   چو توسن ز اشتر از وے رم خورد شوئے

۱- قلم را چونکه ۳   ۲- الف بے آید ح۲   ۵- ار پستی ح۱ = از پستی ح ع۱ ع۲   ۷- هر کسے زور
۳ ب   ۱۲- محکم بر سرش س ع۲   ۱۶- چو شوید روئے از وی رم خورد شوی ۲

برسمِ عاقلاں بگزار تن را | مکن خدمت ہوائے خویشتن را
زشہو تہا کہ برکار است مستی | عنانِ باد پا گرد آر ر ستی
مداں قطرہ کہ جست از مرد چوں برق | کزاں طوفاں ہمہ آفاق شد غرق
زناں را آں یکے قطرہ بگلشن | بہ از صد سلکِ مروارید روشن
عروسے کز جہاں نم ماندبے بہر | بکامش چشمۂ حیوان شود زہر
کنیزی کو ز آتش گشت در تاب | سبوش از مشکِ سقّایاں بَرد آب
ہر آنمردی کہ شاہد جوئے باشد | چو شاہد مستِ رنگ و بوئے باشد
بود مردِ خرد کہ پاس بردوش | ہم آگوشِ زنانِ ابریشمی پوش
زدانش کن لباسِ تن کہ زیب ست | نسیج و پرنیاں ابلہ فریب است
خردمند از لباسے چوں شود شاد | کہ کرمیش ازں دیگر بروں داد
بسیلے بس کن ار داری بدل چشم | کہ ابلہ حُلّہ پوشد کاردان پشم
حریرِ عنکبوت و جامۂ غوک | نزیبد جز باندامِ خرد وک
اگر زیور سزد بر مہرۂ خر | بہ از خرمہرہ نبود ہیچ زیور
بہر جانب کہ شغلت دارد آسیب | متاعِ سود جوئے مایۂ زیب
ہمہ کس گرچہ در زیبا پسند یست | ز زیبائے نکوتر سودمند یست

---

٢ - چو برکار است حج حج ٢ ب ٣ - مداں قطرہ سا سا ع = ہر آں قطرہ حج = بداں قطرہ حج ع ٦ - پشت سقّایان
سا سا حج ع ب = مشک سقایان سا = دست سقایاں حج ٩ - لباسِ خود سا ١٢ - خرولوک سا
١٤ - سوائے ع کے باقی تمام نسخوں میں "دارد" ہے -

بسرمه سود و زیبائی است موجود — زن از وی زیب جوید مرد از و سود
شتر را لب نباشد در خور بوس — ولیکن پشت باشد بابت کوس
خران را زیب ندهد گوهرین ساخت — ولی پالان نو زیبد گه تاخت
بپای جفت ران منگر که زشت است — تو دستش بین که دست افزار کشت است
عمل گر بهره اندک ور فزون داد — بامیدی دوانست آدمی زاد
یکے گوهر برد بے کندن کان — یکے را هم بکان کندن رود جان
چو بے روزی کسے کم یافت نانے — چرا بیهوده باید کند جانے
بکارے دست زن کارزد برنجی — بگل کندن نه هر کس یافت گنجی
چو در هر پیشه نیکی و بدی هست — بیندیش آنگه اندر پیشه زن دست
بگیر از خویشتن بر دست کاری — که مرکب ران نداند بے سواری
چو دل خواهی بمزدی شاد کردن — بباید خدمت استاد کردن
چو گیری تیشه بے استاد لازم — که دست چوب گردد چوب هیزم
گلابی کاید از گلهائے خودروئے — نه درخورد دل مردم دهد بوئے
بگیر آئین راه از نیکمردان — عنان از راه بدمردان بگردان
کسے کو در پئے غولان زند گام — کند ریگ بیابان خونش آشام

۲- پشت باید س۳ ۹- نیک و بدی هست س ع۲ ۱۴- آئین نیک از نیکمردان س۳
۱۵- خویش آشام س ۲ ح ـــ

رهی رو کش بسے پے هست برجائے — بهر رخنه مشو چون باد بے پائے
همیں ره شارعِ پرهیزگاری است — همان ره رو گیت زاقبال یاری است
لگام شرع کن نفس حرون را — بروب از فتنه میدانِ درون را
نخواهی کاب در جویت شود کم — بنا هائے شریعت دار محکم
بلندی بایدت افگنده گی کن — خدا را باش و کارِ بنده گی کن
بعشق آویز در کارِ الٰهی — مجو از زهدِ خشک آبے که خواهی
نه عشق است آنکه باید خورد خونے — ز پُر حیضی و یا گلخن درونے
همان عشق ست کت برگیرد از خاک — برد پاکت بسوئے عالمِ پاک
کسے کیں کیمیاش از دل بکار است — رخ زردش زرِ کامل عیار است
ز قلب ایں کیمیائے دل مکن سلب — که هست آں کیمیا هائے دگر قلب
فشاند ایں جرعه بر من پیرِ هشیار — کم از مستی ز هستی کرد بیزار
غلط کردم تفاوت چند گویم — نه بخشیدند زاں گلزار بویم
چه لافد آنکه تر دامن چو میغ است — که ایں بوے از همه پاکاں دریغ است
خوش آں پاکاں که کردند ایں قدح نوش — وزیں می جاوداں ماندند مدهوش
خدا روزی کند زاں پُر شرابے — دلت را مستی و خانه را خرابے

۱- بسے پے هست س۳ حم حم۲ ب ی= پل هست س۲= بے پاست ع ر ۷- اینکه برخیزد ز خونے س۳
۹- بکار است س حم ع۲= نگار است ع حم۲ ۱۱- کم از مستی ب= کم ایں مستی ع۲= که ایں مستی ع حم۲
۱۴- خاموش ب -

از آں جام ارد هندت شربتی نو | بریزی جرعهٔ بر خاک خسرو
دلِ دانا شناسد کین چه راز است | با بله گفتن آسبے در جواز است
خساں ایں مهره را قیمت ندانند | که درِّ پاک را خرمهره خوانند
کس ایں گوهر بگوشِ خر چه بندد | که بر بندندهٔ گوهر بخندد
اگر خر بنده با خر راز گوید | خرش از راه دیگر باز گوید
بگلخن کش نشاید مشک دادن | بکامِ تشنه پستِ خشک دادن
تفِ خور شپرک را شعله گیرد | جُعَل گر بوئے گل یابد بمیرد
برپشت ایں و دازاں می فشانم | که هست آزارِ تو آزار جانم
اگر کس چشم غیرے را کند ریش | نباشد چوں خراشِ دیدهٔ خویش
ور آتش خرمنِ بیگانه سوزد | چناں نبود که رختِ خانه سوزد
مرا نامی است روشن تر ز خورشید | تو روشن کن که هست ایں عمرِ جاوید
وجودت گرچه از من گشت موجود | بدانگونه که نامِ نیکو از جود
مپنداری که زیرِ نیلگوں بام | ز نامِ من ترا روشن شود نام
درختی شو که از خود میوه ریزد | نه میوه کز درختش خام خیزد
چراغی باش کافروزد جهاں را | نه آں شعله که سوزد خان و ماں را
مشو تاریک رُو چوں بوم و خفاش | چو بازِ پادشا فرخنده رو باش

٣- نیکو ندانند ج ٨- برفشانم ح ١٢- نامِ نیک ب ١٦- تاریک خو ستا

اگر چون من شوی روشن بجمعی   توئی شمعی که افروزد ز شمعی
وگر بر من نشیند از تو داغی   تو آن دودی که زاید از چراغی
زبارِ تلخ خیزد خواریِ شاخ   ز شمعِ مرده کی روشن شود کاخ
ترا میگویم این پندِ دل افروز   که دارم بهرِ تو سوزِ جگرسوز
توئی چون مردمِ چشمم ز تقدیر   بچشمِ مردمی این سرمه بپذیر
اگر زین توتیا روشن کنی چشم   به بینش باز دانی گوهر از پشم
وگر زین روشنی بی نور مانی   من آنِ خویشتن کردم تو دانی

در اختتام این سوادِ پر آبِ زندگانی که ماجرای دولرانی و خضر خان است خصصهما الله بعمرِ الخضر

بحمد الله که از عونِ الهی   بپایان آمد این منشورِ شاهی
بقدرِ چار ماه و چند روزی   فروزان شد چنین گیتی فروزی
درو کرد آسمان گنجینهٔ صرف   که عمری گرد کردش حرف بر حرف
بگنجِ این متاعِ دیر حاصل   عطارد رازیان داد و مرا دل
گهر کامد دریغ از مهر و مینش   درین شد خرج یکیک بی دریغش

۱- بوئی شمعی س۱ ع۳ ۲- بوئی دودی ت۱ = توئی دودی س۱ س۲ س۳ مح۱ مح۲ ع۱ ب ت = تو آن دودی ع
۴- مهرِ جگرسوز س۳ حاشیه ۸- در اختتام کتاب تعداد ابیات مح۲ = در ختم کتاب ع ۱۱- گوهر فروزی ب
۱۴- صرف س س۲ ع۳ ب = خرج س۳ مح۲ مح۳ ع -

نه زانگونه گهر هائے که سنگی — گرفت از پرتوِ خورشید رنگی
گهر هائے بتاب از نورِ جاوید — کزاں رنگ آورد یاقوتِ خورشید
چو ز املائے رقم سنجانِ تقدیر — ق نگارش یافت ایں فرخنده تحریر
عَروسے شد جمالش مایهٔ عشق — ز سرتا پائے در پیرایهٔ عشق
قلم بسیار در سودا فروشد — که زلف آرائے ایں خورشید روشد
تو گوئی صورتِ یوسف دریں رو — ز نون و صاد کرده چشم و ابرو
زهی لعبت که گاهِ گَش خرامے — شود از غمزه برصد ویس رامے
دریں وقت ار بخیزد وامق از گِل — از آں عذرا بریں عذرا نهد دل
هم اینجا لیلی و مجنوں گرو شد — هم از شیرین و خسرو قصّه نو شد
گر اوّل بود غیطینوششں راجوش — نشد حاصل ز بهمن نوششِ ایں نوش
دگر از ورقه و گلشن کنی یاد — هم از حُسنِ سخن اُفتاد بنیاد
تو ایں دیبا نگر ز انصاف بنیش — که فرض است آفرینش زآفرینش
دریں گیتی بشادی و نژندے — کسے کم خواند زمیناں دردمندے
بهر حرفش دروں ده نامهٔ شوق — بهر لفظش نهاں صد عالمِ ذوق
مربّع صحن هر بیتی چو فردوس — دقایق جمع چوں بر جیس در قوس

۵ - نطق آرائے ب ۶ - سورهٔ یوسف س ۲، س ۳ حم حم ۲ ع ۲ ب = صورتِ یوسف ع ۸ - گش خرامے س ۱، س ۲ حم حم ۲ ع ۱ = خوش خرامے س ۳ ب ع ۱۰ - غیطیطوش حم ۲ ایضاً نوش بن نوش حم س ۱ ۱۱ - نقّاد بنیاد حم ۲ = افتاده بنیاد س ۱۲ - ایں زیبا س ۲ ایضاً و گر فرصت بیابی زآفرینش س ۳ -

جمال آراست این ماهِ دل افروز ‏ ز ذوالقعده دوم حرف و سیوم روز
مورّخ چون شمارِ سالِ وی کرد ‏ عطارد بر سرِ ذوالقعده کرد
وگر تاریخ بگشایند ز ابجد ‏ ز هجرت پانزده گیرند و هفصد
وگر داننده پرسد بیت چند است ‏ ق درین نامه که از عشق ارجمند است
بصد خوبی نشاند در دل و جان ‏ غمِ خوبِ دولرانی خضرخان
چو بر بالا کشد این پرده را کس ‏ چهار الف است و دو بیت اینقدر بس
پس از خونِ شهیدانِ پرانده ‏ نوشتم سه صد و زان پس ده و نه
اگر بر راستی خواهی گوا خواست ‏ شهید اینک گواهی میدهد راست
وگر زیر و زبر گردند همره ‏ چهار الف است و پانصد با نه و ده
درین میمون سوادِ خضرخانی ‏ ز کلک افشاندم آبِ زندگانی
چو خضر افگندم اندر چشمه ماهی ‏ نهفتم آبِ حیوان در سیاهی
چراغهای مشتاقانِ شب خیز ‏ خراشیدم بنوکِ خامهٔ تیز
نه دود است اینکه بیرون آمد از نی ‏ که خونِ سوخته زاد از سرِ وی
سزد کین شعله گرد گیتی افروز ‏ که از دودِ دو آتش دارد این سوز
اگرچه تشنه را آبی دهد خوش ‏ زند در خرمنِ هستی هم آتش

١- ذی القعده ح[۳]ع[۲] = ذوالقعده ح ح الیضاً ششم روز س[۳] ح[۲]ع[۲] = سوم روز س[۲] ح ب ع
٧- بیت انبه س[۲] ح[۲] ح[۲]ع[۲]ع = پرانده ع ع حاشیه = مشهدافروز- نه ده ازان روز س[۳]
١۴- دودِ پرآتش س[۳]-

بدل رنج آرد و در سینه راحت   جسد را مرہم و جاں را جراحت
بشادیہا دہد در نغمہ یاری   کند ہنگامِ غمہا غمگساری
بمے خواراں دہد داروے مستی   بخونخواراں صلائے بت پرستی
جگرہا بر سرِ آتش نشاند   نمک بر رخنۂ دلہا فشاند
زہی آتش فشاں دیباچۂ درد   کزو ہم بادۂ وہم خوں تواں خورد
شکر پروردہ خوزستانی از ناز   کہ خواند سوئے خود جانہا بہ آواز
مفرّح شربتے کاری چو در پیش   شود از بیش خوردن تشنگی بیش
شود بیدار عشق و عقل در خواب   ہوس مستسقی و اندیشہ سیراب
فسردہ دل نیاز اندیش گردد   نیازی را نیازش بیش گردد
دروجان و دلے منزل کند راست   چو فرزندے کہ یابندش بصد خواست
مرا گرچہ دریں گفتارِ دل دزد   بہر حرفے سزد صد گنجِ زر مزد
نیم با اینہمہ زیں گفت و گوشاد   کہ ہنگامِ پریدن نیست زیں باد
بسر شد نوبتِ حسن و جوانی   نماند آبے بجوئے زندگانی
شد از من روزگارِ خرّمی دور   بدل کرد آسماں مشکم بکافور
بروں شد ماہیِ امیدم از شست   بناد رخنۂ ہفتاد پیوست

۳- بت پرستی سا سا۲ سا۳ حم حم۲ ع ع۲ ح عصا = شب پرستی ع ۶- جانے باآواز سا
۹- نیاز سے بیش سا۳ ب ۱۰- دروں جان و دل سا سا۲ سا۳ حم حم۲ ب = دروجان و دلے ع
۱۱- بہر حرفے رسد ب -

فروغ از روے وتاب از تن تہی گشت   چراغِ دیدہ را روغن تہی گشت
خزاں در باغِ ہستی غارت آورد   سمن پژمردہ گشت وارغواں زرد
غرض را درخــزینہ ماند عقدے   نماند از آرزو درسینہ نقدے
بزنگ آورد روے آئینہ ہوش   سخن را راہ می ندہد بجز گوش
صدف را مہر زد لبہاے خنداں   تزلزل یافت گوہرہاے دنداں
نویدِ یا درِ حالکم زہــر باب   صلا گفت از برا در خواندۂ خواب
متاعِ عیش را بازار بشکست   تمنا را کلیدِ کار بشکست
سہی سروے خراماں ماند برجاے   تواں از دست رفت وجنبش از پاے
دو زانو ضعفِ خود کردند معلوم   شدند آئینہ ہاے آہنیں موم
دریں ہنگام کآمد گاہِ آنم   ق کہ درجنبیدن آید کار بانم
چہ جاے آنست وہ کیں نفسِ خود کام   نہد بنیاد ہاے نا سر انجام
برغبت بستہ دل در ہرزہ چند   نہ شرم از خویش ونے بیم از خداوند
گہے یارِ جوانانِ غــزل گوے   گہے دربندِ طفلانِ نکو روے
گہے بادی ورآرم در سراز گفت   گہے گویم ندارم درجہاں جفت
ہمیشہ بازنخ بود است کارم   سراسر درزنخ شد روزگارم

۳- برخزانہ س[۳] = برخزینہ ح[۲] ب. ایضاً درکیسہ نقدی س[۳] ح ح[۲] = درسینہ نقدی س[۳] ع

۱۰- درجنبیدن آید س[۳] ح[۱] = درجنبیدن آمد س[۱] ح ع —

نشد سر رشتهٔ بر دست ازنجا تم — کہ بر بندد زنخ ہم در حسا تم
زحرفے کاں بنوکِ خامہ دادم — سیہ شد نامہٴ من چوں سوادم
زنقشِ بدستوہ آمد قلم گیر — نماند اندر صحیفہ جائے تحریر
فرشتہ چوں بزیرم رخت ریزد — کہ دیو از سایہٴ من میگریزد
دریں سودا دلِ دیوانہ درماند — وزیں قلما قلم افگندہ سر ماند
غرضہائے کہ رونق بخشد ایں سوئے — ہمہ درپیشم آمد روئے در روئے
مراد از گفت گر کامم کشاد است — گرفتم ہرچہ در عالم مراد است
بکشتِ من ز ابرِ بختیاراں — زاُمیدِ من افزوں ریخت باراں
بزرگاں کردہ از دستے چو دریا — مرادِ خاطرم یکیک مُہیّا
ز اوراقے کہ باہم غنچہ بستم — چو گل در بزمِ سلطانان نشستم
نسیم راچناں شد بخت خواہاں — کہ گشت ایں غنچہ دستنبوئے شاہاں
مرا بود از چنیں فرخندہ کارے — کلاہِ عزت از ہر تاجدارے
زہر شاہ آمدم ہر دم خراماں — چو سُوسے سرخ روئے و زر بداماں
نہ باہر مشتری کردم قِرانے — نہ ہر مرّیخ را دادم عنانے

۴۔ چوں سوادم س۱ س۲ حہ۳ حہ۲ = زاں سوادم ب = در سوادم ع ۴۔ دل درماندہ س۳ س۲ ایضاً وزیں قلماں ء = وریں قلماً حہ۲ = وزیں کالا س۳ ۷۔ مُراد گفت س۱ حہ۳ ء = مُراد از گفت س۳ ب ۸۔ اُمیدِ بختیاراں س۱ س۲ حہ۳ حہ۲ ع۱ ب = ز ابرِ بختیاراں ح ع۲
۱۰۔ بزم سلطانے س۱ س۲ ب ۱۳۔ آیدم س۱۔

نه از ذیلِ عنایت سایه جُستم — نه در ظلِّ حمایت پایه جُستم
همه جا بودم از بختِ پر اُمید — عُطارِد وار همزانوئے خورشید
بهر کف جائے کردم یاسمین وار — ز بر دستِ زبردستاں نگین وار
ولے با این فریبش گشته مغرور — به آساں چوں توانم کردنش دور
ندانم چوں بجا آرد سزایم — فرامش کاریِ شکرِ خدایم
بریں بس نیست دیگر خلقِ ناداں — به تحسیں دادنم دارند شاداں
مرا خود دوزخے کرده فنِ زشت — دگر ایشاں بدم سازند انگشت
یکے از من غزل جوید دگر بیت — فشانندم بر آتش روغنِ زیت
بدو دانگیِ زینگونه سوزے — حدیثِ من بداں ماند که روزے

حکایت

یکے را خانه بود آتش گرفته — دلش را شعلهٔ ناخوش گرفته
دواں باچشمِ گریان و دلِ ریش — به آبِ دیده میکُشت آتشِ خویش
برو بگذشت ناگه ابلہے مست — نمک خورده کبابے کرده بردست
بدو گفت ایکه آتش میکُشتی تند — بیا وین شعله چندانے مکن کند
که من بر آتش اندازم کبابے — ترا نیز اندریں باشد ثوابے
همین است اندریں گفتار حالم — که خلق از من خوش و من دروبالم

۶- به تحسینے دلم ب = به تحسین و نهم ۳ ۸- غزل خواهد یکے ب —

کجا شاید ز عقلِ دانش آموز — که در افسانهٔ وافسوں رود روز
تنم را دهر زآں سور و فتنه جائے — دلم را زیں طرف زنجیر در پائے
نگه کن کیں کشاکش بر چه سانست — کاجل زآنسو اَمل زینسو کشانست
تنے کش در کشش دو رشته بندند — همه بندش بخونی گریه خندند
سخن گر خود همه سحرِ مبین است — فراواں موم و اندک انگبین است
گلے نشگفت ازیں خرّم بهارم — که ضائع گشت روز و روزگارم
چو من آلوده دامن گل نباشد — سیه روتر ز من بلبل نباشد
نگر تا چند ز افسوں یافتم دام — که ایں طوطی هند آں بلبلم نام
رسانیدم سخن را تا بداں جائے — که آنجا گم شود اندیشه را پائے
نه در ملکِ عرب تیزیم کند است — که رخشم گاه نرم و گاه تند است
چو از نعتِ نبی تابد جمالم — بحسّانے رضا ندهد کمالم
دری را خود دری شد باز بر من — که غیرے را نزیبد ناز بر من
خدایم داد خود چنداں معانے — که بگرفتم بساطِ ایں جهانے
دریغ آں سو ندارم مایه با خویش — علف در خانه خوردم راه در پیش

---

۴ - تنے کش درکشش س۱ س۲ ح۱ ک ط ا = تنے کاندر کشش ع ایضاً بخون گریه ب ۷ - سنبل نباشد
ح ۸ - یافتم دام س۱ ع۲ ۱۰ - نه رخشم ب ع ۱۱ - یابد جمالم س۲ ح۲ ایضاً بجائے یک ز صد ندهد کمالم
س۲ ۱۳ - چندانے معانے س س۱ س۲ ع۲ = چندانم معانے س۳ ۱۴ - مایهٔ خویش س۱ س۲ = مایه با خویش س
ح۲ ع۲ = پایه بر خویش ح = پایه با خویش ح -

زدل سختی تنم آئینه کردار　　ازیں سو روشن و زانسوئے زنگار
بدیں بازی که طفلاں رافریب است　　نه دانا باشد آنکو ناشکیب است
گرفتم خود گرفت آفاق حرفم　　برآمد بر فلک نام شگرفم
چه سودم زیں چو گاهِ رستگاری　　نیابم زو بری جز شرمساری
چه خوش گردم کنوں زیں نغمهٔ خوش　　که پاکو باندم فردا بر آتش
دو مایه حاصلِ شعراست در دهر　　بهر دو نیست زاُمید زیاں بهر
یکے مالی که سلطاں بخشد و میر　　دوم نامی که گردد آسماں گیر
بچشم هر دو در راهِ خطرناک　　غبارے داں کزیں باد است و آں خاک
رهم شیب و فراز و دیده پُر گرد　　فرس هم کور جولاں چوں تواں کرد
چو ایں لاشه بچاه افتد نگونسار　　نه سلطاں دستِ من گیرد نه سالار
چو فردا از زمیں بالا کنم پشت　　چه باشم خاکسارے باد در مشت
خداوندی که ما را کار با اوست　　بهر نیک و بدم گفتار با اوست
بود واجب کزیں نقشِ تباهم　　نگرداند بحشر روسیاهم
برد در دوزخم با آتشیں بند　　گلوبسته در وغیں دفترے چند
دریغا رهبرِ داننده در پیش　　دلِ من هم براں گمراهیِ خویش
چو من خود را زرہ یکسو فگندم　　گنه بر دامنِ رهبر چه بندم

۶- ازامیدان بهر سا[۲] حج = اُمیداماں بهر [۳] تا = زاُمیدواماں بهر ب ۸- بچشم آں هر دو [۳] تا = بچشم هر دو ح[۲] ع[۲] = بچشم هر دو سا[۳] حج ب ع ۱۳- حرف تباهم ب -

ندیدم پے بہر جانب کہ راندم ... زہمراہان و رہبر دور ماندم
بہ بے آبی چو گم شد اشترِ مست ... بقرباں دادمش از تردیہ دست
پس از من ہر کہ آید یا گر آید ... پے اندر پے رسد آنجا کہ شاید
مرا ایں غولِ نفس و دیو پندار ... فگندا اندر خرابہائے بسیار
کنوں زیں بادیہ تا کاروانم ... مگر کرگس رساند استخوانم
ولے باہمہ اُمید دارم ... کہ غافل نیست رہبر از شمارم
زصالح ناقہ گر تنگ زد بفرسنگ ... برآرد ناقۂ خود صالح از سنگ
بزی کو راہ جُست از پیش و از پس ... عصائے راہِ او چوبِ شباں بس
شدم تسلیم پس او و اندو پیش ... کہ من ایں رہ نیارم رفتن از خویش
بدو فضلِ خدا ایم کرد تسلیم ... ہم او صدقِ ویم بخشد بہ تعلیم
خداوندا بسوئے رہ نمایم ... کہ با ایں رہ نما سوئے تو آیم
ہمہ کس حاجتے آرند در پیش ... چہ حاجت من کہ گویم حاجتِ خویش

نمی خواہم ز تو بخشی چو ہر کس
تو خسرو را چہ مے بخشی ہماں بس

۱- بازماندم س۳ س۱ حج ع۳ حج۲ = نیز ماندم ب ۲- بقرباں داشت ب ۳- ہرجا کہ خواہد ب ۴- دیو کردار س۳
۸- بزے کومی جہد ۵ = بزکو را جہد ۳ ۹- شدم تسلیم پیراو داند ویش س۱ حج حج۲ ع۲ ب ۱۰- صدق دیم
س۳ ب ۱۳- نبخش چو ہرکس س۱ س۳ ع۲ حج۲ ب-

بالخیر

تاریخ طبع مثنوی دولرانی و خضر خاں از حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

الا اے آنکہ داری مایۂ ذوق — بخواں ایں دفتر افسانۂ شوق
بہ بیں ایں قصۂ نغزِ کہن را — بہ بیں نیرنگیِ رنگِ سخن را
بہ بیں انداز سحرِ سامری چیست ؟ — بہ بیں اعجازِ فنِّ شاعری چیست ؟
بہ بیں تا خامۂ خسرو چہ چیز ست ؟ — کہ در مصرِ سخن ہمچوں عزیز ست
سوادِ او زُلالِ زندگانی ست — کہ آبِ خضر در ظلمت نہانی ست
اگرچہ آں صوفیٔ اندر گلیم ست — ولیکن طورِ معنی را کلیم ست
کلامش در بلندی عرش پیماے — فرو تر نہد از بامِ فلک پاے
چو طوطی شکّر افشانیش مشہور — بشیرینی گرو بُرد از لبِ حُور
ازاں مشہور در ایرانیاں ست — کہ خسرو طوطیِ ہندوستاں ست

مسلّم نزدِ استادانِ نامی ست — کہ شاہِ مثنوی گویاں نظامی ست
چراکو در سخن عالی مقام ست — جہانِ نظم را از وے نظام ست
جوابش گرچہ افزوں از حساب ست — ہنوز آں خمسۂ او لاجواب ست
ولے بعد از نظامی خسروِ ماست — کہ در ملکِ سخن مسند برآراست
زبانش ملکِ معنے کرد تسخیر — بہ تیغِ ہندیِ خود شد جہانگیر

باقلیمِ سخن سکّہ رواں کرد — زمینِ شعر رشکِ آسماں کرد
جوابِ خمسۂ نظمِ نظامی — نوشت و داد دادِ خوش کلامی
اگر چوں پیر و نقشِ دگر بود — نہ بتوانست چیزے بروے افزود

بطرزِ نو وے ایں قصّہ نگاشت — کہ اہلِ قصّہ در پیشِ نظر داشت
بہ پیشِ گل کہ بلبل نغمہ خواند — چناں اندر زمستاں کے تواند
بہ پیشِ شمع پروانہ شود تیز — بجولانِ تماشا گرمِ مہمیز
ز پیراں ایں مثل باشی شنیدہ — "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"
ازاں ایں نظم را رنگِ دگر شد — ز دیگر مثنویہا خوبتر شد
نوآئیں شد ہر ایں افسانہ را ساز — مےِ ہندی ست اندر جامِ شیراز
دوَل رانی خضر خاں زندہ گشتند — ز نظمِ خسروی پائندہ گشتند
بداد از چشمۂ شیریں زبانی — خضر را خود زلالِ زندگانی
مپندار ایں کہ افسانہ طرازی ست — بعبرت بیں کہ رمزِ عشقبازی ست

پئے تاریخِ طبعش گفت اسلم
دوَل رانی خضر آباد باہم
۱۹۱۶ء